Marfat.com

Marfat.com

اسلامی تاریخی ناول

عزیزہ مصر

مولانا عبدالحلیم شرر

★

Marfat.com

Marfat.com

اسلامی تاریخی ناول

عزیزہ مصر

مولانا عبدالحلیم شرر

★

مکتبۂ القریش اردو بازار لاہور

Marfat.com

98238

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر	☆	عبدالحفیظ قریشی
مطبع	☆	نیر اسد پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	☆	کلا ئمکس
سن اشاعت	☆	2001ء
تعداد	☆	600
قیمت	☆	100/=

Ph : 7231595

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

سنگ دل امیر خراج

۲۵۴ھ میں طغیانی نیل کا زمانہ ہے اور سہ پہر کا وقت۔ اس عہد کے مشہور و معروف بابل یعنی دارالسلطنت مصر شہر فسطاط میں ایک عالی شان قصر کے بند صحن میں جو لب آب واقع ہے ایک پچاس برس کا مغرور متکبر شخص عجمی ریشمی قالین پر عُجب و نخوت کے انداز سے زرنگار گاؤ تکیے سے لگا بیٹھا ہے۔ یہ ایک حبشی خط و خال کا سیاہ فام بڈھا ہے۔ گنجے سر پر زریں عمامہ ہے جس کی بندش قدیم الایام کے ساسانی وزرائے عجم کے عماموں کی سی ہے۔ غبر مسطح اور پرشکن پیشانی کے نیچے چھوٹی چھوٹی آنکھیں ہیں جو نیچے دیکھتے وقت گداز اور بھرے بھرے پپوٹوں میں اس طرح چھپ جاتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے بند ہیں۔ لیکن جب وہ انہیں خوب کھول کے کسی کی طرف غصّے سے گھورنے لگتا ہے تو اُن سے یک بیک سنگدلی۔ شقاوت۔ کیا دی۔ بے وفائی۔ نفس پروری۔ بدکاری اور حرص و طمع کے جذبات ایسی بُری طرح نمایاں ہو جاتے ہیں کہ دیکھنے والے ڈرنے لگتے ہیں۔ حبشی خون کی آمیزش کے ثبوت میں ناک پھیلی اور بیٹھی ہوئی ہے۔ اور ہونٹ موٹے ہوتے ہیں۔ داڑھی مونچھوں کے بل کھائے ہوئے بالوں میں نیل کا خضاب ہے جس کی سیاہی میں روغن بلسان نے چمک پیدا کر دی ہے۔ حریر سبز کی رومی قبا اس کے جسم میں ہے۔ کمر میں مرصع و مغرق پٹکہ ہے۔ اور اس میں ایک بیش قبض گھرسی ہوئی ہے۔

اسی کے قریب مگر قالین کے باہر دو ایک خوشامدی مصاحب بیٹھے ہیں جو اس کی ہاں میں ہاں ملانے اور اُس کے بدکاری و حرص کے جذبات کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور ان مصاحبوں کے پیچھے دونوں جانب پچاس پچاس نوعمر و نوخیز خوبرو و کمان ابرو ترکی

Marfat.com

غلام سروں پر آسمانی رنگ کے زرنگار شملے باندھے۔ کانوں میں بڑے موتیوں کے گوشوارے ڈالے۔ حریر سُرخ کی لمبے لمبے دامنوں کی قبائیں پہنے چوڑے چوڑے مطلّا و مرصّع پٹکے باندھے اور بھاری بھاری فولادی گرز شانوں سے لگائے جن کی چوٹیوں پر نقرئی لٹو ہیں خاموش و مؤدب کھڑے ہیں۔ یہ سو ترکی غلاموں کا دلکش اور رعب ڈالنے والا گروہ اس شخص کو بہت ہی عزیز ہے جس کو وہ اپنا سرمایۂ ناز سمجھتا اور جانتا ہے کہ انہیں سے لوگوں میں میرا رعب پڑتا ہے چنانچہ یہ غلام ہر جگہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ گھر کے دربار میں سامنے صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ کہیں جاتا ہے تو راستہ میں اُسے اپنے جھرمٹ میں لیے رہتے ہیں اور کیسی ہی نازک جگہ ہو اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔

یہ مصر کا موجودہ کلکٹر یعنی اعلیٰ افسر تحصیل خراج اور امیر مال و خزانہ احمد بن مُبَرِّد ہے۔ جو دراصل منصور بن متوکل کا آزاد شدہ غلام ہے۔ منصور نے جو پہلے والی مصر و شام رہ چکا تھا اب کی بغداد سے واپس آ کر اس کو آزاد اور اس خدمت پر مقرر کیا ہے۔ اور چونکہ اسکے تقرر کی منظوری خاص بغداد سے منگوائی تھی اس لیے بعد کے والیوں میں سے کسی کو اس کے اس خدمت سے ہٹانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ مگر ان آزادیوں نے اس کی غلامی کی سرشت کو اُبھار دیا۔ اس میں کبر و نخوت کے جذبات پیدا ہوئے۔ حرص و طمع اور ہوس و دولت روز بروز بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان دنوں اس کی بدکاریوں اور سخت گیریوں سے رعایا سخت نالاں ہے اس گھڑی اس کا منہ دریائے نیل کی طرف ہے جس میں ہر وقت سواری اور باربرداری کی تاجرانہ کشتیاں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اکثر تو بہاؤ پر نشیبی شہروں اور سمندر کی طرف جاتی ہیں۔ اور بعض جن میں سے اکثر قیمتی سامان تجارت سے لدی ہوتی ہیں۔ ان کے مستولوں میں رسیاں باندھ کر ملاح رسیوں کے سرے ہاتھوں میں لے کے گھٹنوں گھٹنوں پانی میں چلتے دریائے نیل کے کنارے کنارے ان کو کھینچتے ہوئے جنوبی بلاد صعید و سوڈان کی طرف لئے جاتے ہیں۔

ابن مبرد دیر تک ان کشتیوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے ایک مصاحب کی طرف رخ کر کے بولا "سفیان دیکھتے ہو۔ یہ کشتیاں کس آزادی کے ساتھ بے روک ٹوک یہاں سے گزر جاتی ہیں

Marfat.com

میرا زور چلتا تو ان میں سے ایک بھی جب تک مقررہ شرح محصول سے چوگنی رقم نہ ادا کرتی نہ جانے پاتی۔ اور یہاں تو یہ خراب معمول پڑ گیا ہے کہ جو کشتیاں کنارے نہ آئیں اور سیدھی آگے بڑھ جائیں ان سے کچھ لیا ہی نہیں جاتا۔"

سفیان: "مگر حضور کو اختیار رہے کہ جس سے جتنا محصول چاہیں وصول کریں۔"

ابن مبرد: "ہونا تو یہی چاہیئے۔ اس لئے کہ خراج وصول کرنا اور ضرورت دیکھ کر اس کی شرح کو گھٹانا بڑھانا خاص میرا کام ہے۔ مگر یہاں انتظام کی یہ خوبی ہے کہ والی ملک الگ ہے اور عہدہ دار خراج الگ۔ پھر مصیبت یہ کہ والی جو شکایت لکھ بھیجے اس کا بغداد میں بہت لحاظ کیا جاتا ہے۔"

یہ سُن کر ایک دوسرا صاحب بولا "خوب بھلا حضور کے کام میں والی کو کیا دخل؟ اُن کا تو یہ کام ہے کہ فوج کو درست اور مملکت پر شاہی تسلط کو برقرار رکھیں باغیوں کی سرکوبی کریں یا قرب و جوار کے علاقوں کو فتح کر کے قلمرو خلافت میں شامل کریں۔"

ابن مبرد: "کیدر ضبعی (یہی اس دوسرے مصاحب کا نام ہے) ان کا ایک کام تم بھول گئے (مسکرا کر) انہیں یہ بھی حق دیا گیا ہے کہ لوگوں کی چغلی کھائیں۔ شکایتوں کے دفتر کھولیں اور فتنہ انگیز اطلاعیں وزرائے خلافت تک پہنچائیں۔ اسی وجہ سے میں مجبور ہوں کہ ان کو خوش کر دوں۔"

کیدر: "والی ہمیشہ دولت کے بھوکے ہوتے ہیں۔ شکایت اور چغلی فقط اس لیے ہوتی ہے کہ لوگوں سے رقمیں وصول کریں۔ سچ پوچھئے تو وہ فقط اس لیے ہیں کہ عہدہ دارانِ مال کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا کریں۔"

ابن مبرد: "اور اسی وجہ سے عہدہ داران مال کو مجبور ہونا پڑتا ہے کہ رعایا کو لوٹیں۔ ابھی تک یہاں کے والی احمد بن مزاحم تھے۔ جن کے منہ میں ایک اذیت رساں زخم کی طرح ہمیشہ روپیہ کا پھاہا چڑھا رہتا۔" یہ کہہ کر ابن مبرد نے اپنی اس ادیبانہ سخن آفرینی پر سفیان کی طرف داد طلب نگاہوں سے دیکھا اور اس نے بے اختیار چیخ کے کہا "سبحان اللہ یہ ہے فصاحت و بلاغت اور شاعرانہ تشبیہ اسے کہتے ہیں۔"

Marfat.com

کیدرر: "تو یقین ہے کہ یہی پھاہا حضور نئے والی احمد بن طولون کے زخم دہان پر بھی چڑھا دیں گے۔

ابن مبرد: "ہاں یہ علاج تو کرنا ہی پڑے گا۔ مگر سنتا ہوں کہ وہ بڑا سخت ہے اور نہایت مکار آدمی ہے۔ اسکی نسبت سارے شہر میں مشہور ہو رہا ہے کہ رعایا کا دوست اور سرکاری عہدہ داروں کا دشمن ہے۔ دیکھئے اس سے کیسی نبھتی ہے۔"

سفیان: "ابھی تو کل وہ آیا ہے۔ دو چار مہینوں میں یہاں کے معاملات سمجھنے کے قابل ہو گا اس وقت تک اس پھوٹنے والے پھوڑے کو آپ روپیہ کی پلٹس توڑ کر بہا چکیں گے اور جو کچھ مادہ اندر باقی رہ جائے گا اس کو شربت دینار تحلیل کر دے گا۔"

ابن مبرد: "اس علاج کو میں نے شروع کر دیا۔ کل اس سے ملنے کو گیا تھا۔ بظاہر خلق و مروت سے ملا اور صبح کو اطلاع ملی کہ تھوڑی دیر میں وہ بازدید کی ملاقات کو آئے گا۔ ارادہ ہے کہ ایک لاکھ دینار نذر کرتے کا اس سے وعدہ کروں۔"

کیدرر: "اوہ! اتنی بڑی رقم۔ اس کا یکمشت ادا کرنا دشواری سے خالی نہ ہو گا۔"

ابن مبرد: "میں نے اس کی تدبیر بھی سوچ لی۔ ایسے شخص کو تاکا ہے جس سے مجھے بہت ہی جلد انتقام لینے کا موقع مل جائے گا۔ یہ کوئی چھپی بات نہیں ہے کہ قسمت نے چند روز مجھے منصور بن متوکل عباسی کا غلام بنائے رکھا۔ اُسی نے ابھی چند روز ہوئے ہوں گے کہ مجھے آزاد کر کے یہاں کا امیر خراج مقرر کر دیا تھا۔ مگر اسی کی نئی مصریہ جورو نے میرے ساتھ ایسے سلوک کیئے کہ جب تک بدلہ نہ لے لوں گا چین نہ پڑے گا۔ دولت اس سے زیادہ مصرو شام میں کسی کے پاس نہیں ہے۔ منصور نے برابر سات سال والی رہ کر شام و مصر کو لوٹا۔ اور اب مصر میں اسے ایک ایسی جورو مل گئی جو مقوقس کی نسل سے ہے اور عزیزۂ مصر کہلاتی ہے۔ اس لیے کہ مقوقس کے حقوق کے لحاظ سے مسلمان والیان ملک ہمیشہ اس کے خاندان اور اس کی جائداد کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ فی الحال منصور بغداد سے ایوان خلافت کی بہت سی دولت لوٹ کے یہاں بھاگ آیا ہے اور نئی قبطیہ بیوی کے پاس چھپا بیٹھا ہے۔ وہاں بغداد کے خلیفہ گر سرداران ترک اس کی تلاش میں ہیں۔ ایسی

Marfat.com

حالت میں اس کو گرفتاری کی دھمکی دے کر یہ رقم بہ آسانی وصول کر لی جا سکتی ہے۔ اور اسی بہانے مجھ کو بھی اپنا انتقام مل جائے گا اس لیے کہ یا تو خود منصور اپنی جان کے خوف سے یہ رقم ادا کر دے گا اور یا اُس کی وہ عزیزۂ مصر جولیانا میاں کی محبت میں اس رقم کو دے گی یہ خیال آتے ہی میں نے اپنے داروغۂ خراج کو بھیجا ہے کہ آج ہی منصور اور اس کی بیوی کو گرفتار کر کے میرے سامنے حاضر کرے۔"

سفیان: "نہایت مناسب تدبیر ہے۔ ان امور میں تو حضور کی رائے ہمیشہ صائب ہوا کرتی ہے۔ اور کبھی پٹ نہیں پڑتی۔ مگر میں نے سُنا ہے کہ ابن طولون روپیہ سے زیادہ حسن و جمال کا دلدادہ ہے اور ہمیشہ خوبصورت اور پری جمال کنیزوں کی فکر میں رہا کرتا ہے۔"

ابن مبرد: "تو اسی خوبصورت عزیزۂ مصر جولیانا سے جس کی رگ رگ میں روم و قبط کے شاہی گھرانوں کا خون دوڑ رہا ہے اُس کی آتشِ حسد بجھائی جا سکتی ہے۔ اُس کی عمر ابھی چودہ سال سے زیادہ نہ ہو گی۔ اور جو دلربائیاں اس میں ہیں شام و مصر کی کسی لڑکی میں نہیں ہو سکتیں۔ تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ منصور مصر و شام کا حکمران رہ چکا ہے اس کا تعلق خاندان عباسی سے ہے۔ ایک خلیفہ کا بیٹا اور ایک کا بھائی ہے۔ اس پر میرا زور نہ چلے گا۔ مگر اس کا مطلق اندیشہ نہیں۔ اس لیے کہ فی الحال وہ خلافت کا اشتہاری مجرم ہے۔ اس موقع پر اگر میں اس کی دولت پر قبضہ کر لوں اور ابن طولون اس کی جورو کو چھین لے تو اس سے بجز خاموشی کے کوئی بات نہ بن پڑے گی۔

سفیان: "تو اس تدبیر سے شاید حضور کو یہ بھاری رقم نذرانے میں نہ دینا پڑے گی۔ واقعی یہ بہت ہی مناسب اور سود مند تجویز ہے۔"

ابن مبرد: "مگر والیوں کی حوس اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ابن طولون بغیر کچھ نقدی رقم لیے نہ مانے گا۔ اور جو کچھ لے گا اس کو بھی بڑے نخروں سے اور بہت سی حجتوں کے بعد قبول کرے گا۔ لوگ مجھے ظالم اور سخت گیر کہتے ہیں۔ ہر شخص کی زبان پر ہے کہ میں نے ملک کو لوٹ لیا۔ مگر میری مجبوریوں کو کوئی نہیں دیکھتا۔ اتنی اتنی بڑی رقمیں والیوں کو دینا پڑتی ہیں۔ پھر لوٹوں نہیں

Marfat.com

کیا کروں۔ میرے بالادست مجھے لوٹتے ہیں اور میں رعایا کو لوٹتا ہوں۔"

سفیان: "اور سچ یہ کہ جو کوئی خوش انتظامی واستقلال سے سلطنت کا خراج وصول کرتا ہے۔ اُسے لوگ ایسے ہی الزام دینے لگتے ہیں۔"

ابن مبرد: "اس کو میں مانتا ہوں کہ رعایا سے جس قدر میں نے وصول کیا آج تک کوئی نہیں وصول کر سکا تھا مگر بقول تمہارے یہ میری خوش انتظامی اور خوش تدبیری کی برکت ہے ورنہ کوئی جان کے روپیہ نہیں چھوڑتا۔ اور میری کامیابی کا اصلی راز یہ دل فریب و دلربا غلام ہیں جو دوستوں کے آگے خوبصورت گلدستوں کا اور رعایا کے سامنے آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے صاعقے کا کام دیتے ہیں۔

Marfat.com

دوسرا باب

کور نمک غلام

احمد بن مبرد اپنی اور اپنے غلاموں کی تعریف کر رہا تھا کہ اس کے حاجب (عرض بیگی) قحطبہ نے آکے ادب سے عرض کیا "اقبال امیر بلند۔ عزیزۂ مصر شاہزادی جولیانا جس کی گرفتاری کا حکم ہوا تھا حاضر ہے۔"

ابن مبرد: "اور اس کا شوہر منصور نہیں آیا جو اصلی مجرم ہے؟"

قحطبہ: "وہ تو نہیں ملا۔"

ابن مبرد: "خیر اس عورت کو سامنے لاؤ۔ اس کے پھول سے رخسارے اور اس کی فتان و نرگسیں آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں (مصاحبوں سے) تم سب اُسے دیکھ کر خوش ہو گے۔"

قحطبہ اُس نازنین کے لانے کو گیا اور ابن مبرد نے اپنے خوشامدی انیسان صحبت کی طرف دیکھ کر شگفتہ چشم و ابرو سے کہا "آج موقع ہے کہ میں اس عورت کو جو کبھی تنبیہ اور مجھے ڈانٹا ڈپٹا کرتی تھی ذلیل کروں۔ اور اسی طرح ڈپٹوں اور گھڑکوں جس طرح اپنے زمانۂ حکومت میں وہ مجھے بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔ اور لطف یہ کہ اس سے اچھی سونے کی چڑیا ہاتھ نہیں ــــــ" قحطبہ پری جمال جولیانا کو جو از سرتاپا برقع میں چھپی ہوئی تھی سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور ابن مبرد کی زبان چلتے چلتے رُک گئی۔

چند لمحوں تک وہ اپنی اگلی ولیۂ نعمت مالکہ کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا "خوبصورت نازنین تم حسینہ و جمیلہ بھی ہو اور دولت مند بھی واقعی عزیزۂ مصر ہو۔"

جولیانا نے حیرت سے اپنے مغرور غلام کی صورت دیکھی۔ اس کے الفاظ سن کر نقش حیرت بن گئی۔ پھر تمام جذبات کو دل میں دبا کر بولی "خیر یہ تو معلوم ہو کہ مجھے کیوں بلایا

Marfat.com

ہے۔"

ابن مبرد: "ہاں میں بھول گیا تھا کہ تم اگلے خاندان شہریاری مصر کی شاہزادی اور خلافت کے گھرانے کی بہو ہو۔" یہ کہہ کر تمسخر کے انداز سے ہنسا اور کہا "پری رخ عزیزۂ مصر میرے پاس آؤ اور برقع اتار کے مجھے اپنا رخ زیبا دکھاؤ۔"

اس کی ہنسی۔ انداز گفتگو اور زبو دریزی کے الفاظ نے جولیانا کے بدن میں آگ لگادی۔ عبرت معلوم ہوئی کہ میرے شوہر کا زرخرید غلام مجھ سے ان الفاظ میں گفتگو کر رہا ہے جولیانہ کا جو درجہ تھا سدربار خلافت میں اس کی جیسی عزت تھی اور والیان ملک اس کی جیسی تعظیم وتکریم کرتے رہے تھے ان باتوں کے سامنے وہ اپنے ہی غلام کو گو کہ وہ افسر خراج تھا کیا خطرے میں لاسکتی تھی۔ بجائے قریب جانے کے فاصلے پر بیٹھ گئی اور جوش کی آواز میں پوچھا "کیا یہ میری شرافت وعزت مجھے بے آبرو کرنے کے لیے بیان کی گئی ہے! اور ابن مبرد سا ذلیل وفرومایہ حبشی غلام کو اپنے پاس بٹھا کر میری صورت دیکھے گا؟"

ابن مبرد: "خدا کی قسم میں اس سخت کلامی کو نہیں برداشت کرسکتا۔"

جولیانا: تیری زبان سے یہ الفاظ تیرے لیے نئے نہیں ہیں۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ تو اپنی ہستی بھول گیا ہے اور اگر تجھے اپنی موجودہ آزادی اور عہدہ داری کا غرہ ہے تو سن لے کہ جو جیسا کہے گا ویسا سنے گا۔

ابن مبرد: "تم نہیں دیکھتیں کہ میرے بس میں ہو اور قید ہو کر میرے سامنے آئی ہو؟"

جولیانا: (بکمال غیظ وغضب سے) قید! تیری بھی اتنی مجال ہوئی کہ مجھے قید کرے اور تیرے آدمیوں کی کیا طاقت تھی جو مجھے زبردستی لاتے۔ انہوں نے کہا تھا کہ تجھے مجھ سے کوئی سرکاری کام ہے۔ یہ سن کے میں چلی آئی کہ دیکھوں تو کیا کہتا ہے۔"

ابن مبرد: (سفیان کی طرف دیکھ کر) "یہ تو نکار کے ساتھ نہایت گستاخی، بے ادبی سے بات کرتی ہے تو پھر میں بھی اسی لہجہ میں جواب دیتا ہوں۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میں کوئی ذلیل شخص نہیں مصر کا عہدہ دار خراج ہوں (جولیانہ سے) سن اد عورت تیرا شوہر سرکاری مجرم ہے۔ وہ بغداد کے خزانہ خلافت کو لوٹ لایا ہے اور اس کے پاس وہ پرانا تاریخی قالین ہے جو دولت آل ساسان کی یادگار اور خاص شیرویہ بن پرویز کا بنوایا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بغداد

Marfat.com

میں اس کی تلاش ہو رہی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کو پکڑ کے بھیج دوں۔"

جولیانہ: "اگر تو ان کو پا سکتا ہے اور تیری اتنی مجال ہے کہ ان کو اسیر کرے تو پھر تامل کیا ہے؟"

ابن مبرد: "تو کیا وہ خلافت کے حکم سے بھی گرفتار نہ ہوگا؟"

جولیانا: خلافت سے ایسا حکم آتا تو والی مصر کے نام آتا۔ تو کون ہے جو کسی کو گرفتار کرے گا ایک ذلیل غلام کی اتنی حیثیت نہیں کہ ایک عباسی شہزادے امیر المومنین المتوکل باللہ کے فرزند اور امیر المومنین المنتظر باللہ کے بھائی کو گرفتار کرے۔"

ابن مبرد: "پھر وہی توہین و تحقیر کے کلمات تیرے حسن و جمال اور تیری شرافت کا جو پاس و لحاظ کیا جاتا ہے تو تو اور شیر ہو جاتی ہے۔ کیا ان ترک نوجوانوں سے بھی تو نہیں ڈرتی جو گرز لئے کھڑے ہیں کہ دریدہ دہن گستاخ کا سر پاش پاش کر دیں۔"

جولیانا: "ایسے نمائشی جلوس پر تجھ سے ذلیل و فرومایہ غلام کو غرہ ہو سکتا ہے۔ میں ایسے بہت سے تماشے دیکھ چکی ہوں۔"

ابن مبرد: "اچھا۔ اب میں تم سے محبت اور دوستی کے لہجے میں باتیں کروں گا۔

جولیانا: تجھ سے ذلیل شخص کی دوستی کیا اور دشمنی کیا۔"

ابن مبرد: "اچھا جو چاہو کہہ لو۔ ایک عورت کی درشتیوں کو میں برداشت کروں گا۔ مگر تم جانتی ہو کہ خلافت کو آج کل روپیہ کی بے انتہا ضرورت ہے۔ ترکی سردار جو خلافت کے تاج و تخت پر حاوی ہیں ہر وقت روپیہ کے طالب ہیں۔ اور تاکیدی فرمان پر فرمان چلے آتے ہیں کہ فوراً روپیہ بھیجو۔ سال حال کے خراج میں سے جو کچھ وصول ہوا اس کو میں بھیج چکا اور اب میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ایسے نازک وقت میں تم ہی میری مدد کرو گی تو کام چلے گا۔ مجھے پانچ لاکھ دینار کل لا کے دو۔ اور قالین بھی بھجوا دو جس کو تمہارے شوہر بغداد سے اڑا لائے ہیں تم آزاد ہو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے شوہر سے بھی تعرض نہ کیا جائے گا۔ ورنہ یاد رکھو کہ جہاں ملیں گے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیے جائیں گے۔ اور وہاں جانا اُن کے لیے قتل گاہ میں جانا ہے۔"

Marfat.com

جولیانا: (طیش سے) تجھے دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔"
ابن مبرد: تو پھر نہ تمہاری خیریت ہے اور نہ تمہارے شوہر کی۔ میں پرانے تعلقات کے لحاظ سے تمہارے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کر رہا ہوں۔ ورنہ جانتی ہو کیا کروں گا۔ تم کو لونڈی بنا کے ابن طولون کی نذر کردوں گا جو اچھی کنیزوں کے بڑے شائق ہیں تمہاری ساری دولت ضبط کر کے دار الخلافت میں بھیج دوں گا اور ہر طرف احکام جاری ہو جائیں گے کہ تمہارے شوہر جہاں ملیں اسیر کر کے بغداد میں بھیجے جائیں۔ اور زندہ اسیر نہ ہوسکیں تو ان کا سر کاٹ کے بھیجا جائے۔"

اب جولیانا میں زیادہ سننے کی تاب نہ تھی۔ ایک خونخوار شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی اور صدری کے اندر سے تیمچہ نکال کے گستاخ غلام پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا ایک کان اڑ گیا۔ مگر قبل اس کے کہ دوسرا وار ہو ابن مبرد کے مصاحب بیچ میں آگئے۔ اور غلاموں نے دونوں جانب سے گھیر کے جولیانا کو اسیر کر لیا۔

اب سارے قصر میں شور و ہنگامہ ہو رہا تھا اور لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ محطبہ نے آ کے کہا "والی مصر امیر ابن طولون حضور کی ملاقات کو آئے ہیں۔"

ابن مبرد: (گھبراہٹ کے ساتھ) غضب ہو گیا۔ یہ ظالم بہت برے وقت آیا۔ اچھا فوراً اس عورت کو لے جا کے نیچے والے تہ خانے میں بند کردو۔ اور اس میں قفل ڈال دو۔ دیکھو خبردار بھاگنے نہ پائے۔ جس کے پہرے میں سے نکل گئی اس کو قتل کے سوا اور کوئی سزا نہ ہوگی۔ اور ہاں میرے کان پر بھی پٹی باندھ دو۔"

جولیانا نے ارادہ کیا کہ چیخے چلائے مگر غلاموں نے کپڑا ٹھونس کے منہ میں بند کر دیا۔ اور نہایت تعجیل کے ساتھ ہٹا لے گئے۔ وہ جلوسی غلام بھی اس کے ساتھ گئے جو صفیں باندھے کھڑے تھے۔ اور اس کے کان پر پٹی بندھ گئی۔

ان کارروائیوں کے بعد ابن مبرد مسند سے اُٹھ کر ابن طولون کے استقبال کو باہر گیا۔ مرحبا کہہ کے ہاتھ ملایا۔ لا کے مسند پر اپنی جگہ بٹھایا اور خود اس کے سامنے دوزانو بیٹھ گیا۔ ابن طولون کا سولہ سترہ برس کے سن و سال کا خوبصورت لڑکا خارویہ بھی ساتھ

Marfat.com

آیا تھا۔ مزاج پرسی وغیرہ کی قسم سے چند معمولی باتیں ہوئیں تھیں کہ ابن مبرد کے اشارے سے مہ جبیں وجادو نگاہ کنیزوں کا ایک طائفہ سامنے صف باندھ کے مجرئی کرنے لگا۔ بعض بانسری دف اور چنگ بجاتی بعض گاتی اور بعض ناچتی تھیں۔

ابن طولون نے اس خیال سے کہ ابن مبرد کی دل شکنی نہ ہو تھوڑی دیر تک مجرئی دیکھا پھر کہا "اب ان کو ہٹائیے۔ مجھے ان چیزوں کا شوق نہیں ہے۔" اور فوراً وہ طائفہ ہٹا دیا گیا۔

اب ایک ساقیہ پری جمال جام وصراحی کوکشتی میں لگا کے لائی اور نبیذ کا ایک چھلکتا ہوا جام بھر کے ابن طولون کے سامنے پیش کیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔

ابن مبرد: "اہ! آپ نبیذ نہیں پیتے؟ فقہائے عراق نے تو اس کی حلت کا فتوےٰ دے دیا ہے۔"

ابن طولون: "میرے نزدیک اس میں سکر ہے۔ اور سکر چیز کو نہ علمائے عراق حلال بتا سکتے ہیں اور نہ اور کوئی۔ مگر اس وقت اس مسئلہ میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر حلال ہے تو آپ شوق سے پئیں مجھے اس کا شوق نہیں ہے۔"

ابن مبرد: (ہنس کر) "مگر حکمرانی کے ساتھ ایسے اتقا کا نبھانا ذرا دشوار ہے۔"

ابن طولون: خدا توفیق خیر دے تو سب باتیں نبھ جاتی ہیں۔"

ابن مبرد: "خیر اب ارشاد ہو کہ رعایائے مصر کو آپ نے کیسا پایا؟ ان لوگوں میں شورش اور سرکشی کا مادہ بہت ہے۔"

ابن طولون: "میری رائے تو یہ ہے کہ کہیں کی رعایا ہو شورش و بغاوت ہمیشہ حکام کے غلط طرز عمل سے ہوا کرتی ہے۔ حکام اگر ان شکایتوں کو وسیع الخیالی سے سُنیں اور اُن کے جذبات وخواہشات کا خیال کیا کریں تو رعایا سے ہرگز سرکشی نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمرؓ فاروق کا معمول تھا کہ رعایا کی شکایات پر اچھے سے اچھے والی کو ہٹا دیا کرتے تھے۔ مگر اب خرابی یہ ہوگئی ہے کہ سلطنت اپنے والیوں کے سوا اور کسی کی آواز نہیں سنتی۔ اسی سے ناراضی پیدا ہوتی ہے اور رعایا کو جب موقع ملتا ہے حکومت کا جوا گردن سے اتار کے پھینک

Marfat.com

دیتی ہے۔"

ابن مبرد: یہ تو آپ نے عجیب بات فرمائی۔ اگر رعایا کی آواز پر حکومت اپنے والیوں اور عہدہ داروں کو ہٹا دیا کرے تو چند ہی روز میں رعایا ایسی شیر ہو جائے کہ ان پر حکومت کرنا دشوار ہو۔"

ابن طولون: حکومت کیا چیز ہے؟ شاید آپ کے نزدیک شدّاد و نمرود اور فرعون و ہامان کی طرح لوگوں سے اپنی پرستش کرانا اور ان کو بجز اپنا غلام بنائے رکھنا حکومت ہے۔ قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں شاید ایسی ہی ہوں۔ مگر اسلامی خلافت کی اصطلاح میں تو امارات رعایا کی، سرداری نہیں خدمت گزاری و حفاظت کا نام ہے۔ ہمارا تو شعار یہ ہے کہ "سید القوم خادمہم" اور اسی خیال سے ہمارے خلفاء کو پہلے کی رعایا کی آواز سُننی چاہیئے پھر والی ملک کی زمین یہ نہیں کہتا کہ رعایا کی شکایات سنتے ہی بے سوچے سمجھے والی معزول کر دیے جائیں۔ مگر ہاں رعایا کی فریاد و شکایت پر پوری طرح آزادی و غیر جانب داری سے تحقیقات کی جائے۔ اور جیسا ثابت ہو ویسا کیا جائے۔

ابن مبرد: "خیر آپ والی ملک ہیں۔ آپ سے شاید یہ طرز حکمرانی نبھ سکے مجھ سے تو غیر ممکن ہے میں اس اصول پر عمل کروں تو نہ جزیے کی ایک کوڑی وصول ہو اور نہ خراج کی۔

ابن طولون: ہاں میں نے سنا ہے کہ آپ سرکاری رقموں کے وصول کرنے میں رعایا پر سختی کرتے ہیں جس کو میں اپنے زمانے میں ایک گھڑی کے لیے بھی گوارا نہ کروں گا۔ یہ بھی دراصل سلطنت کی غلطی ہے کہ افسران مال کو حاکمانہ اقتدارات دے دیئے ہیں جس کے نتیجے میں بے انتہا مظالم ہوتے ہیں۔ حکومت یا عدالتی اقتدارات کو فقط والی اور اس کے ماتحت عہدہ داروں قاضیوں اور محتسبوں تک محدود رہنا چاہیئے۔ افسران مال کو اگر رعایا سے غیر وصول یابی کی شکایت ہو تو ان کو انہیں حکام عدالت کے اجلاس میں چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور میرا یہی طرز عمل رہے گا۔"

ابن مبرد: (گھبرا کے) "تو پھر مجھ سے کام نہ ہو سکے گا۔"

ابن طولون: "مضائقہ نہیں۔ جتنے عہدہ داران مال بغیر جبر و تشدد کے وصول نہ کر سکیں ان کو

Marfat.com

اپنی خدمت سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے تاکہ ان کی خدمتیں ایسے لوگوں کو دی جائیں جو بغیر سختی کے وصول کرنے کا اقرار کریں۔"

ابن مبرد: "مگر آپ کو کم از کم مجھے اس سے مستثنیٰ کرنا پڑے گا۔ اس لیے کہ میرا تقرر خاص امیرالمومنین کی منظوری سے ہوا ہے۔"

ابن طولون: "میں بھی جو کچھ کروں گا امیرالمومنین کی اجازت اور منظوری سے کروں گا اپنی طرف سے نہ کروں گا۔"

ابن مبرد: مگر اس معاملہ میں آپ غلطی پر ہیں۔ رعایائے مصر کی حالت دیکھ کر آپ کو خود ہی اپنی رائے بدلنی پڑے گی۔ اور انشاء اللہ میں بھی وقتاً فوقتاً حاضر ہو کے اس مسئلے پر گفتگو کروں گا۔ ابھی آپ اس اصول پر عمل کرنے میں جلدی نہ کریں۔ میں دو ہی چار روز میں حاضر ہو کر وہ نذرانہ کی رقم بھی پیش کر دوں گا جو ہر والی مصر کی خدمت اُن کے درود کے وقت پیش کرتا رہا ہوں۔"

ابن طولون: (ہنس کر) "آپ کتنا نذرانہ ہر والی کو دیتے رہے ہیں؟"

ابن مبرد: "اوروں کو تو کم ہی دیا مگر آپ کے لیے میں نے ایک لاکھ دینار کا بندوبست کیا ہے۔"

ابن طولون: "ایک لاکھ دینار (داڑھی پر ہاتھ پھیر کے) یہ رقم آپ کے پاس موجود ہے؟"

ابن مبرد: "موجود تو نہیں ہے۔ مگر دو ایک روز میں فراہم ہو جائے گی۔"

ابن طولون: "کہاں سے؟ دو ہی صورتیں ہیں۔ یا آپ سرکاری روپیہ مجھے دے دیں گے اور یا رعایا سے بجبر وصول کریں گے۔"

ابن مبرد: "آپ کو اس سے بحث کیا ہے؛ مجھے جہاں سے ملے گا لا کے دوں گا۔"

ابن طولون: (نہایت متین صورت بنا کے) "بے شک مجھے آپ کے انتظامات میں دخل دینے کا حق نہیں ہے مگر دربار خلافت کو اس کی اطلاع تو کرنی ہے کہ آپ

Marfat.com

کیا طرز عمل ہے۔ اور رعایا کے ساتھ آپ کیسا سلوک کر رہے ہیں"۔

ابن مبرد: (ذرا عاجزانہ انداز سے اور ابن طولون کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر) "ہم دونوں کو اتفاق و یک جہتی سے رہنا چاہیئے۔ اور اسی رقم پر منحصر نہیں۔ میں وقتاً فوقتاً اور خدمت بھی کرتا رہوں گا۔ یا آپ کو اصرار ہو تو اسی نذرانے کو دونا کر دوں"۔

ابن طولون: "جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آپ مجھے یہ رقم کہاں سے فراہم کر کے دیں گے میں کسی نذرانے کو نہیں قبول کر سکتا"۔

اب ابن مبرد کے بانکے خوبصورت غلام جو شہزادی کو اسیر کر کے لے گئے تھے اسے قید خانے میں بند کر کے واپس آ گئے اور حسب معمول پچاس پچاس غلام دونوں جانب صفیں باندھ کے کھڑے ہو گئے۔ ابن طولون نے ان کو حیرت سے دیکھا، ایک ایک کے چہرے پر نظر ڈالی اور کہا "یہ غلام تو آپ نے خوب آراستہ کر رکھے ہیں"۔

ابن مبرد: "ان کو میں مدتوں میں فراہم اور مرتب کر سکا۔ اور بڑی مشکلوں سے اس قابل بنایا کہ آداب دربار کی نگہداشت کے ساتھ تحصیل خراج کی ضرورتوں کو پورا کریں"۔

ابن طولون: "مجھے آپ کے یہ غلام بہت پسند آئے۔ بس اتنے ہی ہیں یا ان کے علاوہ اور بھی ہیں ——"

یکایک قصر کے باہر شور و ہنگامہ سنا گیا اور سب نے اسی طرف کان لگا دیئے۔ مگر زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ بہت سے حبشی غلام اور بازاری لوگ چوڑے سیفے اور برچھے لئے ہوئے اندر گھس پڑے۔ ابن مبرد کے مصاحب اور جلوسی غلام بدحواس ہو کر بھاگ گئے۔ اس لیے کہ ہزاروں آدمیوں کا زغہ تھا جن سے مقابلہ کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکتی تھی۔

Marfat.com

تیسرا باب

کورنگی کا پھل

بلوائیوں نے اندر گھستے ہی وحشیانہ انداز سے ادھر ادھر دیکھا۔ اُن میں سے ایک کی ابن مبرد پر نظر جا پڑی اور چلایا "وہ بیٹھا ہے" اور سب اس کی طرف جھپٹے۔ اور وہ یاس واضطراب سے ایک ایک کا منہ تکنے لگا۔ بلوائیوں میں سے ایک نے تلوار کھینچ کے کہا۔ "اُڑا دوں سر" دوسرے نے اپنا برچھا اس کے سینے کی طرف تانا اور کہا "سینے کے پار کر دوں؟" تیسرے نے فاصلے ہی پر سے تیر کمان سے جوڑا اور کہا "میں اسے اپنا ہدف بناؤں گا" چوتھا تبر علم کئے سب کو ہٹاتا ہوا بڑھا اور پانچواں مایوس و بدحواس ابن مبرد کے سر پر گرزتان کے کھڑا ہو گیا۔ مگر بد نصیب امیر خراج کی زبان سے مارے خوف کے ایک لفظ بھی نہ نکلتا تھا۔

اتنے میں ایک قوی ہیکل شخص نے بڑھ کے اس طرح کس کے ایک لات ماری کہ ابن مبرد قالین سے دور جا گرا۔ ساتھ ہی وہ شخص اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور خنجر نکال کے سینہ چاک کرنے ہی کو تھا کہ ابن طولون نے دوڑ کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا وہ اس گھڑی تک بلوائیوں کی سوزش کا تماشا دیکھتا رہا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ ابن مبرد قتل ہونے ہی کو ہے تو اُس کے بچانے کو تیار ہو گیا۔ اور سب کو روک کے کہا "تم لوگوں کو کیا شکایت ہے؟ اور ایک سرکاری عہدہ دار کو کیوں قتل کئے ڈالتے ہو؟"

یہ سنتے ہی سارے بلوائی جوش سفاکی کو روک کر ابن طولون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا "اس لیے کہ یہ ظالم ہے کم ظرف ہے۔ ملک کو لوٹے لیتا ہے۔ اور اب اپنی شقاوت میں حد سے گزر گیا ہے۔"

Marfat.com

ابن طولون: "میں والی مصر اور تمہارا حاکم ابن طولون ہوں۔ اگر تم کو شکایت ہو تو مجھ سے کہو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری چارہ جوئی کروں گا۔"

ابن طولون کا نام سنتے ہی سب بلوائی ادب سے صف باندھ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور جو شخص ابن مبرد کے سینے پر چڑھا بیٹھا تھا اٹھ کر کہنے لگا۔ "مگر ہم اس ظالم کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

ابن طولون: "کیا تم لوگ حکومت اور انصاف کو اپنے ہاتھ میں لے لوگے؟"

بلوائی: "نہ لیں گے تو کیا کریں گے۔ جو حاکم اور والی آتا ہے اس کا طرف دار ہو جاتا ہے اور ہماری نہیں سنی جاتی۔"

ابن طولون: "میں سنوں گا۔ معلوم تو ہو کہ تم کو کس بات نے ابن مبرد کا ایسا دشمن بنا دیا ہے۔"

بلوائی: "اس کا دست ستم عام لوگوں سے گزر کے اب ان لوگوں تک پہنچ گیا۔ جو سارے اہل فسطاط کے محسن ہیں۔ اس سے زیادہ کیا اندھیر ہو گا کہ ہر دل عزیز شاہزادی عزیزۂ مصر کو اس نے دھوکے سے بلوا کے غائب کر دیا۔ اور کیا عجب کہ ان کو قتل کر ڈالا ہو۔ اس لیے کہ یہ ایک نمک حرام غلام ہے۔ اور کمینہ کو حکومت مل جاتی ہے تو پہلے اپنے محسنوں پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔"

ابن طولون: "اگر اس نے ایسا کیا تو بے شک یہ ایسی ہی بلکہ اس سے زیادہ سخت سزا کا سزاوار ہے۔ خیر تو تم سب اس کو چھوڑ کے الگ ہو جاؤ۔ اور دیکھو کہ میں اسی وقت تحقیقات کر کے دادرسی کر رہا ہوں یا نہیں۔"

ایک بلوائی: "اے ابن طولون! گو کہ ابھی یہاں کوئی تجھ کو نہیں پہچانتا مگر تجھ سے پہلے تیری نیکی اور عدالت گستری کی خبر یہاں پہنچ گئی ہے۔ اور ساری رعایائے مصر کی نگاہیں تجھ پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم تیرا حکم خوشی سے مان کے اس سے الگ ہوئے جاتے ہیں اور تجھے بھی آزمائے لیتے ہیں دیکھیں تیری نیک نامی رہتی ہے یا جاتی ہے۔"

دوسرا: "اے عادل امیر! تیرے کہنے سے ہم نے اس کم ظرف غلام کو چھوڑ دیا۔ مگر ہمارے

98238

Marfat.com

سامنے ہی تحقیقات کرا دو عزیزۂ مصر شاہزادی مصر کو بلوا۔ جب تک ہم ان کی صورت نہ دیکھ لیں گے یہاں سے نہ ہٹیں گے۔ اور انہیں اپنے ساتھ لے کے جائیں گے۔"

ابن طولون: "تم سب مطمئن رہو میں انصاف کروں گا۔ بلکہ میں تو یہ پہلے سے ارادہ کر چکا ہوں کہ ابن مبرد کی سختیوں کا سدباب کروں (ابن مبرد سے جو اسی طرح زمین پر پڑا ہوا تھا) لے اُٹھ کے میرے پاس آؤ اور جو کچھ میں پوچھوں بتاؤ۔"

مگر خوف اور زندگی سے بالکل یاس ہو جانے کے باعث ابن مبرد کے حواس بجا نہ تھے۔ نہ اس میں جواب دینے کا ہوش تھا اور نہ اتنی طاقت تھی کہ خود سے اُٹھ کے آئے۔ ابن طولون کے فرزند خارویہ نے باپ کے اشارے سے جا کر اُٹھایا تسلی دی اور لا کے اسی جگہ بٹھا دیا جہاں پہلے بیٹھا تھا۔

ابن طولون: "ابن مبرد! اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو جو کچھ پوچھوں سچ سچ بتاؤ اور میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

ابن مبرد: (جو اس وقت جان کے خوف سے ہر بات ماننے کو تیار تھا) "میں آپ کا ہر حکم مانوں گا۔"

ابن طولون: "بتاؤ شاہزادی کا کیا واقعہ ہے؟ کیا واقعی تم نے عزیزۂ مصر کو بلایا تھا؟"

ابن مبرد: "(کانپ کے) ہاں بلایا تھا اور وہ زندہ ہیں۔"

ابن طولون: "تو جہاں ہوں اسی وقت میرے سامنے بلواؤ۔"

ابن مبرد: "میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اُن کو آج ہی چھوڑ دوں گا۔"

ابن طولون: "اس وعدے سے کام نہیں چلے گا خود ان کو لا کے پیش کرو۔ واقعی تم نے اگر اُن کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی تو بڑا غضب کیا۔ جس خاتون کی دولت اسلام عزت کرتی ہے جس کا دربار بغداد تک ادب کرتا ہے اس پر دست درازی کرنے کی میں نہیں سمجھتا تمہیں کس طرح جرأت ہوئی۔"

ابن مبرد: "مجھ سے سُن تو لیجیے کہ میں نے ان کو کیوں اور کس مصلحت سے اسیر کیا۔"

ابن طولون: "میں سنوں گا مگر شاہزادی کے آنے کے بعد اور اُن کے سامنے۔"

Marfat.com

ابن مبرد: مگر میرا کوئی آدمی تو نظر ہی نہیں آتا بلواؤں کس سے؟ کیسے تو خود جا کے لے آؤں"۔

بہت سے بلوائی: نہیں ہرگز نہیں۔ امیر اس کو جانے نہ دیجیے۔ بھاگ گیا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا"

ابن طولون: (بلوائیوں سے) تو پھر تم ہی لوگ جا کر ان کے کسی آدمی کو ڈھونڈ لاؤ"۔ اشارہ ہوتے ہی کئی بلوائی ادھر ادھر جا کے ڈھونڈنے لگے اور چند لمحوں میں چند خادموں اور جلوس کے دو چار غلاموں کو پکڑ لائے۔ ان کی صورت دیکھ کے ابن مبرد نے حکم دیا کہ شاہزادی عزیزہ مصر کو لے آؤ"۔ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل کو گئے تو بہت سے بلوائی بھی انکے ساتھ ہوئے تاکہ شاہزادی کو ابن مبرد کے قید خانے سے نکال کے عزت و حرمت سے لائیں۔ یہی بلند صحن جس پر ابن مبرد اور ابن طولون تھے اس کے نیچے تقریباً پچاس کوٹھریوں کا سلسلہ چلا گیا تھا جس میں اس کے جلوس کے خوش رو غلام رہتے تھے۔ ان کوٹھریوں میں سے ایک کا اندر پشت کی دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ اس کو کھولئے تو ایک تنگ زینہ ملتا جو زمین کے اندر دور تک چلا گیا تھا لیکن کسی طرف سے اس میں روشنی نہ پہنچ سکتی تھی۔

جس کوٹھری میں یہ زینہ واقع تھا اس میں سے دو مشعلیں روشن کر کے ابن مبرد کے غلاموں نے ساتھ لیں اور زینے پر اُترنے لگے۔ کئی بلوائی بھی ان کے ساتھ تھے۔ بیس زینوں کے بعد ایک لمبا گلیارہ ملا جس میں اوپر ہی کی طرح برابر برابر دس کوٹھریوں کے دروازے تھے۔ ان تہ زمین کوٹھریوں کے دروازوں میں بڑے بڑے فولادی قفل پڑے ہوئے تھے۔ غلاموں نے ایک کوٹھری کا قفل کھولا تو کواڑوں کے پیچھے ایک آہنی جنگلا ملا۔ اس کا قفل بھی کھول کے اس کو پیچھے ڈھکیلا گیا تو مشعلوں کی روشنی میں نظر آیا کہ شاہزادی بے ہوش اور بے جان پڑی ہے۔ اس لیے کہ ہوا اور روشنی کے نہ ہونے اور سیل کی بُو سے اس میں ایک دن بھی زندہ رہنا مشکل تھا۔

فوراً سب لوگ جو لیانا کو ہاتھوں پر اٹھا کے اوپر لائے۔ ابن طولون کے سامنے لٹا دیا۔ جو بلوائی ساتھ گئے تھے اُنہوں نے ابن طولون کے سامنے اس تہ خانے کی حالت

Marfat.com

بیان کی اور کہا "امیر۔ آپ اس کم بخت کے قید خانے کو بھی خود اپنی نظر سے دیکھیں تاکہ اس کی شقاوت کا حال معلوم ہو۔"

ابن طولون: "میں ضرور دیکھوں گا۔"

اب سب شاہزادی کے عدیم المثال حسن و جمال اس کی پریشان زلفوں اور ہر ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے اور افسوس کرتے تھے کہ ایسی پری جمال پر ظلم کرنے والا کیسا شقی القلب ہے۔"

ابن طولون: "اس وقت تو سب سے پہلے شاہزادی کی زندگی کی فکر کرنی چاہیے۔ کسی طبیب کو بلاؤ کہ ہوش میں لانے کی تدبیر کرے۔ مگر کھلی فضا روشنی اور ہوا نے بہترین بلکہ آب حیات کا کام دیا۔ جولیانا نے ناتوانی کے ساتھ آنکھیں کھول دیں اور سب لوگوں کو بھیانک نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

ابن طولون: (ابن مبرد سے) "میں تم کو ایسا بے رحم و سفاک نہیں سمجھتا تھا۔ ایسی پری جمال اور نازک اندام شاہزادی اور اتنی بڑی معزز و محترم محسنۂ ملک کے ساتھ یہ ظلم تمہیں سے ہو سکا؟"

ابن مبرد: "مگر میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہاں لے جا کے بند کر دیں جہاں ہوا نہیں پہنچ سکتی۔ میرا منشا تھا کہ اپنی حراست میں رکھیں۔ بے وقوف غلاموں نے وہاں بند کر دیا۔"

ابن طولون: "خیر اس کی بھی تحقیقات ہو جائے گی (شاہزادی سے) آپ کا مزاج ایسا ہے کہ میری باتوں کا جواب دیں۔"

جولیانا: "پہلے یہ بتائیے کہ آپ کون ہیں؟ اور یہاں یہ مجمع کن لوگوں کا ہے؟"

ابن طولون: میں والی مصر ابن طولون ہوں۔ اور یہ سب لوگ جو گھیرے کھڑے ہیں آپ کو چھڑانے کو آئے ہیں۔"

جولیانا: "ان لوگوں کو میری مصیبت کی کیونکر خبر ہوئی؟"

ایک بلوائی: جو غلام آپ کے ہمراہ آئے تھے اُن کو جب معلوم ہوا کہ آپ گرفتار کر لی گئیں تو انہوں نے فسطاط کی سڑکوں پر غل مچانا شروع کیا کہ ابن مبرد نے ملکہ عزیزۂ مصر کو

Marfat.com

فریب سے اپنے گھر میں بلا کے گرفتار کر لیا۔ لہٰذا ہم لوگ جن پر حضور کے احسانات ہیں اٹھ کھڑے ہوئے اور ارادہ کر لیا کہ آپ کو اس ظالم کے پنجے سے چھڑائیں گے ورنہ اس سے انتقام لیں گے۔"

جولیانا: (ابن طولون سے) "خیر اب پوچھئے میں آپ کے ہر سوال کا جواب دوں گی اور امید ہے کہ یہ جوابات میرے لیے صحت بخش ہوں گے۔"

ابن طولون: "تو فرمائیے کہ آپ کو ابن مبرد نے کس طرح بلوایا؟ آپ سے کیا کہا؟ اور کیوں آپ کو گرفتار کیا؟"

جولیانا: "میرے پاس اس کا ایک آدمی گیا اور کہا کہ کسی ضروری معاملے میں مشورہ کرنا ہے۔ اور کوئی ہوتا تو میں ہرگز نہ آتی مگر یہ میرے شوہر منصور ابن امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ عاشر آل عباس کا زرخرید غلام ہے اور مدتوں میری خدمت کرتا رہا اس لیے ـــــ"

ابن طولون: (حیرت سے) "یہ آپ کا غلام ہے؟"

جولیانا: "جی ہاں۔ میرے شوہر اس کی مستعدی و خدمت گزاری سے خوش ہوئے تو خاص امیر المؤمنین المنتظر کا دستخطی فرمان لا کے اس کو حاکم خراج مقرر کر دیا۔ یہ عہدہ لینے کے بعد اس کو غلامی ناگوار گزرنے لگی اور انھوں نے آزاد کر دیا۔"

ابن طولون: "تو مرتبہ اور عہدہ بھی آپ ہی کا دلوایا ہوا ہے۔"

جولیانا: "بہر حال اسی قدیم تعلق کے خیال سے خاص اپنا آدمی سمجھ کے میں چلی آئی۔ یہاں اس نے چالاکی سے میرے ہمراہیوں کو باہر روک دیا۔ جب تنہا اندر آئی تو میری طرف توہین و ذلیل کے الفاظ میں خطاب کرنے لگا پھر جب میں نے انہیں الفاظ میں جواب دیا جن کا یہ مستحق تھا تو اس نے کہا تمہارے شوہر کی گرفتاری کا حکم بغداد سے آیا ہے اور میں ان کو قید کر کے بغداد بھیجوں گا جو بغداد میں جاتے ہی قتل ہوں گے۔ اس کی اس دھمکی کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو کہا سرکاری ضرورت سے پانچ لاکھ دینار لا کے دو تو تم کو اور تمہارے شوہر کو بچا دوں۔ میں نے انکار کیا اور اسکی

Marfat.com

سخت کلامی پر برافروختہ ہو کر نیچے کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا کان اُڑ گیا۔"

ابن طولون: "معلوم ہوتا ہے یہ ابھی ابھی کا واقعہ ہے اس لیے کہ جب میں آیا ہوں تو ابن مبرد کا کان باندھا جا رہا تھا (ابن مبرد کی طرف دیکھ کر) اور معلوم ہوتا ہے کہ تم نے میرے نذرانے کا بھی بندوبست کیا تھا۔ مگر مجھ کو تو تم ایک ہی لاکھ دیتے تھے چار لاکھ کیا اپنے لیے وصول کر رہے تھے؟"

ابن مبرد: "اب آپ میرا بیان سننے کو تیار ہوں تو میں بھی کہوں۔"

ابن طولون: "ذرا ٹھہرو۔ پہلے شاہزادی کو اپنے گھر جا لینے دو۔ وہاں کچھ دیر آرام سے جا کر لیٹیں گی تو طبیعت درست ہو گی۔" یہ کہہ کے ابن طولون نے اپنے بیٹے خارویہ سے کہا، "تم خود ہمراہ جا کے شاہزادی عزیزۂ مصر کو ان کے مکان میں پہنچا آؤ۔"

جولیانا: "مگر میں ابھی اس قابل نہیں ہوں کہ گھوڑے یا خچر پر سوار ہو سکوں۔" یہ سنتے ہی بلوائی اور جولیانا کے غلام جلدی سے دوڑ کے ایک چوکی لائے اور کہا "آپ اس چوکی پر آرام سے بیٹھیں ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کے لے چلیں گے" ابن طولون نے بھی اسی کو پسند کیا۔ فوراً خارویہ نے سہارا دے کر جولیانہ کو چوکی پر بٹھا دیا۔ اور سب لوگ جوش و خروش سے فتح و کامیابی کے نعرے مارتے ہوئے لے چلے۔ خارویہ گھوڑے پر سوار آگے آگے تھا اور پیچھے شاہزادی کی سواری تھی جس کو دیکھ کر بازاری اور راہگیر خوشی کے نعرے مارتے اور اس پر پھول برسا رہے تھے اور تمام شہر والوں کے جوش و خروش سے معلوم ہوتا تھا کہ آج فسطاط میں کسی قومی عید اور خوشی کا دن ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

ابن طولون کا فیصلہ

اب وہ وقت تھا کہ ابن طولون ذلیل وکمینہ جو ظالم ابن مبرد کے معاملے کا فیصلہ کرے جس کے انتظار میں بہت سے بلوائی ٹھہر گئے تھے اور اصرار کر رہے تھے کہ بغیر اس کا فیصلہ کئے آپ تشریف نہ لے جائیں۔"

ان واقعات نے ابن طولون کے ایسے نہایت ہی متین وسنجیدہ اور رُکے تھمے آدمی کو بھی اس قدر مشتعل داز خود رفتہ کر دیا تھا کہ ابن مبرد کی طرف دیکھ کر کہا "او بے حیا و فرومایہ غلام آبق[1]۔ ظلم کرنے کے لیے تجھ کو اپنی ولیہ نعمت کے سوا اور کوئی نہ ملا؟ مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں کے پنجۂ غضب سے ہم نے تجھ کو کیوں چھڑایا اور اگر اس افسوس کو کوئی چیز تسلی دیتی ہے تو وہ نقطہ یہ ہے کہ شاہزادی جویانا زندہ بچ گئی جو اگلی تاریخ فتوح اسلام کی یادگار اور فسطاط کا دل کش پھول ہے اب بتا تو کیا کہتا ہے اور ان الزامات سے بچنے کے لیے تیرے پاس کیا جواب ہے؟"

ابن مبرد: آج کل بغداد کی جو حالت ہے کسی سے چھپی نہیں۔ وہاں ترکوں کا زور ہے جو ہر وقت روپیہ کے بھوکے رہتے ہیں جس کو سریر خلافت پر بٹھاتے ہیں دوسرے ہی دن اُس سے روپیہ کا تقاضا شروع کرتے ہیں۔ اور نہ ملا تو اُسے قتل کر کے دوسرے کو بٹھاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتنا ہی روپیہ بھیجا جائے پوری نہیں پڑتی ہے امیر المومنین المنتصر باللہ نے جب اپنے والد امیر المومنین المتوکل علی اللہ کو ترکوں سے

---

[1] غلام آقا سے بے وفائی کرے اس کو عرب غلام آبق کہتے ہیں۔

Marfat.com

سازش کر کے قتل کرایا اور مسندِ خلافت حاصل کی تو اپنے بھائی منصور کو مصر سے بُلا بھیجا کہ اس کے عیش کی صحبتوں میں شریک ہوں۔ منصور یہاں فسطاط میں حکومت مصر سے علیحدہ ہونے سے پہلے ہی اس فکر میں تھے کہ اس شاہزادی عزیزۂ مصر سے شادی کریں جو مصر میں سب سے بڑی دولت کی وارث ہیں۔ مگر خلیفۂ وقت بھائی کے بلاتے پر بغداد چلے گئے اور میرے ذمے یہ کام چھوڑ گئے کہ جولیانا کو جو اپنے چچا کی ولایت میں زندگی بسر کر رہی تھیں کوشش کر کے ان سے شادی کرنے پر راضی کر دوں۔ اور انکے ماموں اور دیگر ارکان خاندان والوں کو بھی ہموار کر لوں۔ اس خدمت کو میں نے نہایت محنت اور وفاداری سے انجام دیا۔ جس کا منصور نے یہ معاوضہ کیا کہ بغداد سے آئے تو میرے لیے خاص امیر المومنین سے دستخط کرا کے پروانہ وامارت خراج لیتے ہیں۔ اور میں اس خدمت پر مقرر ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے عزیزۂ مصر سے شادی کی اور شادی کے چند روز بعد مجھے آزاد کر دیا۔ اور اس آزادی کی یہ وجہ ہوئی کہ اگرچہ میری کوشش سے شادی ہوئی تھی مگر جولیانا نے شوہر کے گھر آ کے میرے ساتھ بہت ادنیٰ درجے کے غلاموں کا سا برتاؤ کرنا شروع کیا۔ ذرا ذرا سے کاموں کے لیے مجھ کو دوڑاتیں۔ اگر کسی کام میں ذرا بھی سستی یا ان کے حکم میں ادنیٰ تاخیر بھی ہو جاتی تو مجھے برا بھلا کہتیں۔ اور دو ایک بار مجھ کو انہوں نے پٹوایا بھی اس سے انکار نہیں کہ میں ان کے شوہر کا غلام تھا۔ مگر کوئی معمولی غلام نہ تھا اول تو اب میں حاکم خراج تھا۔ دوسرے وہ میری ہی کوشش سے خلیفۂ عباسی کی بہو بنی تھیں۔ جو کوئی تھوڑا احسان نہ تھا مگر اس کا انہوں نے مطلق خیال نہ کیا۔ آخر میں نے کئی بار اس کی شکایت اپنے آقا منصور سے کی۔ مگر وہ بیوی پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ مطلق سماعت نہ کی۔ اور جب میں ان کے سامنے اپنی مصیبت پر زیادہ رویا تو انہوں نے ناراضی کے ساتھ مجھے آزاد کر دیا۔ ان باتوں نے میرے دل میں یہ جوش پیدا کر دیا کہ دونوں میاں بیویوں سے اپنا انتقام لوں۔ اسی اثنا میں مجھے معلوم ہوا کہ منتصر کے مار ڈالے جانے کے بعد بغداد میں مشہور ہوا کہ منصور وہاں سے ایک تاریخی عجمی قالین اور بہت سے جواہرات چرا لائے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ بغداد میں

سرداران عساکر ترک نے معتصم باللہ کے ایک سن رسیدہ فرزند کو تخت پر بٹھا دیا ہے جنہوں نے المستعین باللہ کا لقب اختیار کیا۔ اور اس کی کوشش ہو رہی ہے کہ متوکل کی نسل کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور وہ سلطنت کے مجرم ہیں۔ ایسی حالت میں اگر میں نے منصور اور ان کی بیوی کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا تو چاہے اس میں انتقام کا خیال بھی موجود ہو میں نے کوئی ناجائز کارروائی نہیں کی اور اس پر مجھ کو الزام نہیں دیا جاسکتا۔"

ابن طولون: "اور تم نے جو پانچ لاکھ روپیہ مانگے یہ بھی سلطنت کے حکم سے مانگے۔"

ابن مبرد: "سلطنت کے حکم سے نہیں تو سلطنت کے لیے سہی۔ مجھے حق ہے کہ جن لوگوں کو سرکاری خزانے کا چور اور مجرم پاؤں اُن سے جتنی رقم چاہوں بطور جرمانے کے وصول کروں یا ان کی ساری جائداد ضبط کر لوں۔"

ابن طولون: "یہ تو والی ملک کا کام ہے۔"

ابن مبرد: "اور میں بھی کوئی کارروائی بغیر آپ سے منظوری لئے نہ کرتا۔ آج ہی اس کارروائی کا آغاز ہوا ہے۔ کل میں شاہزادی اور ان تمام امور کو آپ کے سامنے پیش کرنے والا تھا۔"

ابن مبرد کا بیان سُن کر ابن طولون دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر سب لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا "اُن کے معاملے کا تصفیہ بغیر وزرائے خلافت سے دریافت کئے نہیں ہو سکتا اس لیے سردست میں ان کو چاہتا ہوں کہ قید رکھوں۔ اگر تمہاری خوشی ہو تو میں اپنے پاس قید رکھوں۔ اور اگر تم کو میرا اعتبار نہ ہو تو تم خود ان کو لے جا کے اپنے پاس حفاظت سے رکھو۔ اور جس دن یہ فیصلہ کے لیے طلب کئے جائیں حاضر کر دو مگر میں یا تم جو اپنے پاس قید رکھے وہ ان کی حراست کرتے وقت حاضر کر دینے کا ذمہ دار ہو گا۔"

بلوائی: "ہم اس کو اپنی حراست میں رکھیں گے۔"

ابن طولون: میں اس کو خوشی سے قبول کرتا ہوں۔ مگر تم لوگ اپنی ذمہ داری کو بخوبی سمجھ لو اگر تمہاری حراست سے یہ نکل گئے تو تمہاری جانیں اور مال دونوں ذمہ دار ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جب تک آخری فیصلہ نہ ہو ان کا بال نہ بیکا ہو۔ اگر یہ مر گئے

Marfat.com

یا ان کے جسم کو کسی قسم کا نقصان پہنچ گیا تو بھی تم ذمہ دار ہو گے۔"

بلوائی: "ہم سب ذمہ داریاں اپنے سر لینے کو موجود ہیں۔"

ابن طولون نے ابن مبرد سے کہا "تم کو اپنے اعمال اور کرتوتوں کا انتقام دنیا ہی میں ملنا شروع ہو گیا جاؤ ان لوگوں کی قید میں رہو۔ اور ــــــ"

ابن مبرد: "مجھے اپنی قید میں رکھیں۔ ان لوگوں سے مجھے اپنی جان کا اطمینان نہیں ہے۔"

ابن طولون: "تم کو نہ ہو مگر مجھ کو ہے۔ ابھی تم دراصل انہیں کے اسیر ہو اور انہیں کی قید میں رہو گے۔ سلطنت جب تمہارے بارے میں فیصلہ کر چکے گی اس وقت تم کو ان سے لے کر جو چاہے گی کرے گی۔ ممکن ہے کہ تم چھوڑ دیے جاؤ۔ اور ممکن ہے کہ قید ہو یا کوئی اور سزا دی جائے۔"

ابن مبرد: "ان کے حوالے کرنے سے اچھا ہے کہ آپ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔"

ابن طولون: "افسوس کہ تمہاری اس تمنا کو میں نہیں پورا کرتا۔ خیر اب یہ بھی سن لو تم نے مجھے ایک لاکھ دینار نذرانہ دینے کو کہا تھا جس کو اب تم کسی طرح نہیں پورا کر سکتے۔ اس لیے کہ تمہارا سارا مال واسباب بھی گزشتہ چیرہ دستیوں کی پاداش میں ضبط کر لیا جائے گا۔ میں اس اس نذرانے کے عوض میں تمہارے ان سو غلاموں کو لیے لیتا ہوں جو مجھ کو بہت پسند آئے۔ تمہارے مکان اور تمہارے تمام متعلقین پر بھی جب تک فیصلہ نہ ہو پہرہ بٹھا دیا جائے گا۔"

یہ فیصلہ سن کر ابن مبرد رونے لگا۔ مگر اس کے مظالم ایسے تھے کہ کسی کو ترس نہ آیا اور اس کے غلاموں میں سے چند جو سامنے کھڑے تھے ان کو ابن طولون نے حکم دیا کہ تم لوگ اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کرو۔ جب تک میں مغرب کی نماز پڑھوں۔ نماز کے بعد تم سب مجھے یہاں صف بستہ ملو۔"

غلام اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈھنے کو دوڑے۔ اور ابن طولون نے بجائے جامع عمرو ابن ابی عاص میں جانے کے یہیں خضوع وخشوع اور نہایت وقار سے نماز پڑھی۔ اب اندھیرا ہو گیا تھا اور مشعلوں کی روشنی میں ابن طولون نے دیکھا کہ غلام زرق برق کپڑے

Marfat.com

پہنے سامنے صف باندھے کھڑے ہیں۔ اُن کے سردار کو اس نے قریب بلایا اور کہا آج سے تم سب میرے غلام ہو۔ اور جس طرح ابن مبرد کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ میرے یہاں اور میرے ہمراہ رہا کرو۔ امید ہے کہ تم مجھ کو ابن مبرد سے اچھا آقا پاؤ گے۔ اگرچہ تم سب اس ظالم و کم ظرف امیر خراج کے کاموں میں شریک ہو لہٰذا ضرورت ہے کہ اس کی سزا میں بھی شریک کیے جاؤ۔ مگر میں تمہارا قصور معاف کر کے تمہیں اپنے ساتھ لیے لیتا ہوں۔"

غلاموں کے سردار نے عاجزی کے ساتھ اظہار احسان مندی کیا۔ اور اس نے اور اُس کے ساتھ سارے غلاموں نے نعرہ مارا کہ "ابن طولون کا اقبال بلند!"

اب طولون نے ابن مبرد کو بلوائیوں کے حوالے کیا اور ان کے چند سرغناؤں سے اس مضمون کی تحریر لکھوائی کہ "مجرم ابن مبرد کو" حفاظت کے ساتھ اپنی حراست میں رکھیں گے۔ اس کو کسی قسم کا آزار نہ پہنچائیں گے۔ اور جب طلب کیا جائے فوراً حاضر کر دیں گے۔ ورنہ اس کا معاوضہ اُن کی جانوں اور جائدادوں سے وصول کیا جائے گا۔"

پھر کوتوال شہر ابن دغنہ کو بلوا کے حکم دیا کہ ابن مبرد کے زن و فرزند اہل و عیال۔ متعلقین اور اس کی ساری جائداد اور تمہاری حفاظت میں چھوڑی جاتی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ آج سے کل تک پورا تعلقیہ کر کے پرسوں شب کو میرے سامنے پیش کر دو۔ اور پہرہ مقرر کر دو کہ کوئی شخص یا چیز جانے نہ پائے۔ یہ انتظام آخری فیصلہ تک رہے گا۔ اور اگر اس میں ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔"

بہرحال اسی وقت بلوائی ابن مبرد کو زنجیروں میں جکڑ کے اپنے ساتھ لیے گئے ابن طولون ابن مبرد کے غلاموں کے جلوس اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ قصر شمع میں گیا جس میں والیان مصر رہا کرتے تھے۔ اور ابن دغنہ نے اپنی جمعیت کے لوگوں کو بلا کے ابن مبرد کے مکان کو گھیر لیا اور اس میں رہنے والوں ملازموں غلاموں، جانوروں اور مال و اسباب کی فہرستیں مرتب کی جانے لگیں۔

یہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ اس کی بدولت ابن طولون ایک ہی دن میں فسطاط کی

Marfat.com

رعایا سے روشناس اور ان میں نہایت ہی ہر دل عزیز ہو گیا اور یہ اس کے عہد ولایت کا پہلا کارنامہ سمجھا گیا جس نے اُس کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں بڑی بڑی امیدیں پیدا کر دیں۔ اور جو تھا اس کا حکم ماننے اور اس پر جان فدا کرنے کو تیار تھا۔

Marfat.com

پانچواں باب

عزیزۂ مصر کا گھر

دریائے نیل کے کنارے ایک بہت بلند ٹیلے پر ایک عالی شان قصر ہے۔ جس کے سامنے دریا کی طرف کے پھاٹک کے آگے ایک مسطح تختہ زیر زمین نکال کے اس پر چمن بندی کر دی گئی ہے۔ اور اس سے پانی کے اندر تک پختہ سیڑھیاں بنتی چلی گئی ہیں۔ مگر یہ چمن اور قصر اتنی بلندی پر واقع ہیں کہ سیلاب نیل کے زمانے میں چاہے کتنی ہی بلندی تک پانی چڑھ جائے وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ قصر کے سنہرے کلس دور دور تک نظر آتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ یہ قصر فسطاط میں پرانے قصر شمع کا جواب ہے جو ایک مدت تک ایرانی اور رومی حکام مصر کا دار الحکومت رہ چکا تھا اور فی الحال مسلمان والیان مصر کا مسکن و دار الامارت ہے۔

شہر کی بڑی آباد و بارونق سڑک جو قصر شمع سے آئی ہے گنجان آبادی سے نکلتے ہی اس ٹیلے پر چڑھ کے قصر کے جنوبی پھاٹک میں داخل ہو گئی ہے۔ لہذا اس طرف اگر قصر کے بلند دروازوں سے دیکھیے تو سارا شہر فسطاط نظر کے سامنے ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی اچھا نقاش ہو تو یہاں سے کھڑے ہو کر شہر کا بہت ہی اچھا اور سچا نقشہ کھینچ لے سکتا ہے۔ قصر کی بلندی تک اونٹ تو نہیں پہنچ سکتے مگر گھوڑے اور خچر خوب ڈرتے ہوئے چلے جاتے ہیں جو یہاں پہاڑوں پر چڑھنے کے عموماً عادی ہوتے ہیں۔

اسی سڑک پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک پر جوش جلوس آبادی سے نکل کر قصر کی طرف چڑھنے لگا ہے۔ آگے آگے ایک سولہ سترہ سال کا خوش رو خوش پوشاک نوجوان ہے جو ترکی وضع کے بانکے عمامے میں کلغی لگائے ہے اور اس کے پیچھے پیچھے جلوس کے عنوان

Marfat.com

سے چار مسلح سوار ہیں جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں رخصت ہونے والے آفتاب کی زرد شعاعوں میں چمک رہی ہیں۔ یہ نوجوان نئے والی مصر ابن طولون کا بیٹا خارویہ ہے اور اتنا ہی سن کر ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ اس کے پیچھے جو پری جمال وحور خصائل خاتون تخت رواں پر بیٹھی ہزاروں رومیوں کے پر جوش نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ آرہی ہے عزیزۂ مصر شاہزادی جولیانا ہے۔ اس کی یہ سواری شہر میں گزری تو جو دیکھتا ساتھ ہولیتا۔ اور جتنے وفادار جان نثاروں کا گروہ اس کو ابن مبرد کے مکان سے لے کے چلا تھا اس کے سو گنے آدمی اس وقت ہمراہ نظر آرہے ہیں جب کہ وہ اپنے قصر میں پہنچی جس کی تصویر ابھی ہم نے اپنے ناظرین کو دکھائی ہے۔

آخر یہ جلوس قصر کے جنوبی پھاٹک پر پہنچ کے رک گیا۔ چوکی زمین پر رکھی گئی اور جولیانا نے کھڑے ہو کے سب ہمراہیوں کی طرف دیکھا اور اپنی شیریں و پر نغمہ آواز میں کہا آپ سب لوگوں کی محبت و عنایت کا شکریہ ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ آپ نے میری جان بچائی۔ اور اگر چند گھنٹے مجھے اور خبر نہ لی جاتی تو مجھے کوئی زندہ نہ پاتا آج معلوم ہوا کہ ظرف غلام آزادی پانے کے بعد کیسے شقی القلب ہو جاتے ہیں اور آج ہی مجھے آپ کی قدر معلوم ہوئی ظالم کی روح فرسا قید نے تھوڑی ہی دیر میں میری روح اس قدر تحلیل کر دی تھی کہ اس وقت کہ اس وقت تک مجھے جوش بھی نہ آیا تو۔ یا شاید جان بر ہی نہ ہوسکتی۔ مگر آپ کی محبت نے مسیحائی کی۔ اور آپ کے کلمات جوش نے میرے مردہ جسم میں نئی روح پھونک دی اور اب خدا کے فضل سے میں بہت اچھی اور توانا و تندرست ہوں۔ اور اپنی کامل صحت کا اطمینان دلا کے رخصت ہوتی ہوں۔"

جولیانا کے یہ الفاظ سنتے ہی سب لوگ پھر جوش و خروش کے نعرے مارنے لگے۔ اور جولیانا خارویہ کو ساتھ لے کے جو گھوڑے سے اُتر چکا تھا قصر کے اندر داخل ہوئی۔ اور یہی وقت ہے جب کہ اس کو رحم دل و عدالت گستر حاکم مصر کے عزیز فرزند خارویہ سے بات کرنے کا موقع ملا کہنے لگی "میں آپ کے والد کی اور آپ کی بے حد شکر گزار ہوں۔ انہوں نے مجھے ذلیل موذی ابن مبرد کے پنجۂ ستم سے چھڑایا اور آپ نے مجھے یہاں تک پہنچانے کی زحمت گوارا کی۔"

خارویہ: " مجھے اپنی زندگی کے اس دن پر ہمیشہ ناز رہے گا جس میں مجھے ایسی معزز و

Marfat.com

محترم نازنین اور ایسے معشوقۂ دل ربا کی خدمت ادا کرنے کا موقع ملا۔"

جولیانا: "یہ آپ کی شریف النفسی و عالی ظرفی ہے جو ایسا فرماتے ہیں۔ چلئے میرے شوہر منصور بن عباسی سے بھی مل لیجئے۔ وہ آپ سے اور آپ اُن سے مل کے خوش ہوں گے۔"

خارویہ: "اگرچہ والد منتظر ہوں گے اور مجھے جلدی واپس جا کر اُن سے آپ کے صحیح بخیر گھر پہنچ جانے کی اطلاع کرنا ہے مگر آپ کے حکم کے خلاف بھی نہیں کر سکتا کیا امیرالمومنین متوکل اللہ علی اللہ کے فرزند یہاں موجود ہیں؟"

اتنے میں ایک شریفانہ صورت رئیسانہ شمائل اور شاہانہ خصائل کا خوش رو شخص جس کی عمر پچیس تیس سال سے زیادہ نہ ہوگی اور نہایت ہی مکلف لباس میں تھا جلد جلد قدم اٹھاتا ہوں آ کر محل کی عمارت کے باہر جولیانا سے ملا اور کہا "پرنوش عزیزۂ مصر ابن مبرد سے مل آئیں؟ اس نے کس لیے بلایا تھا؟"

جولیانا: (ہنس کے) "آپ کو ابھی تک نہیں خبر کہ اس نے کس لیے بلایا تھا۔"

منصور: "مجھے کیا خبر؟ میں تو اپنے کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ تمہارے انتظار میں گھڑیاں گن رہا تھا۔"

جولیانا: "اس کا حال مجھ سے اچھا شاید والی ابن طولون کے یہ اقبال مند و نوجوان طالع صاحبزادے خارویہ بیان کریں گے (خارویہ سے) یہ میرے شوہر منصور ہیں۔ ان سے ملیے اور ساری سرگزشت بیان فرما دیجئے جس کے یاد آنے سے میری روح تحلیل ہونے لگتی ہے۔"

اس تعارف کے ساتھ ہی خارویہ نے ادب سے منصور کو سلام کر کے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اور چند معمولی ضروری کلمات ملاقات کے بعد خارویہ نے شاہزادی کی اسیر و رہائی کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ منصور یہ واقعات سن کر حیرت میں آ گیا۔ اور آخر ایک ٹھنڈی سانس لے کے بولا "مجھے نہیں خبر تھی کہ اس ذلیل حبشی کے دل میں اسقدر بغض بھرا ہوا ہے۔ افسوس اب اس پر میرا زور نہیں چل سکتا میں نے اس کو آزادی

Marfat.com

نہیں کیا بلکہ اس کے ہاتھ میں قوت دے دی۔ مگر بغداد میں میرا اتنا اثر نہیں باقی ہے کہ اس کو موقوف کراؤں۔"

خارویہ: "آپ مطمئن رہیں۔ اس کام کو والد پورا کردیں گے۔"

منصور: "تو میں ان کا نہایت شکر گزار ہوں گا۔"

خارویہ: اب مجھے واپس جانے کی اجازت دیجئے۔ والد منتظر ہوں گے۔ اور اُن کا دل لگا ہو گا کہ شاہزادی کا مزاج وہاں سے آنے کے بعد کیسا رہا۔ اور مجھے بھی اس کی فکر ہے کہ وہاں ابن مبرد کے بارے میں والد نے کیا فیصلہ کیا۔ والد کے ہمراہ دو چار غلاموں سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور بلوائیوں کی اس قدر یورش ہے کہ اندیشہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ والد کا یہ اصول ہے کہ وہ ہر معاملے میں کسی کی مروت اور جنبہ داری نہیں کرتے۔

جولیانا: "میں سمجھتی تھی کہ آپ تھوڑی دیر تشریف رکھیں گے اور کچھ ماحضر تناول فرمائیں گے۔

خارویہ: "اس فخر کے حاصل کرنے کے لیے میں پھر حاضر ہوں گا۔ لیکن اگر اس وقت جلدی واپس نہ گیا تو والد ناراض ہوں گے۔

منصور: "مگر جانے سے پہلے اقرار کرتے جایئے کہ اب کب ملاقات ہو گی۔"

خارویہ: "جس دن فرمایئے۔ میں ہر روز آسکتا ہوں۔"

جولیانا: "تو کل ہی تشریف لایئے مجھے چند ضروری باتوں میں مشورہ کرنا ہے۔

اس کے بعد خارویہ ادب و شائستگی کے ساتھ منصور اور جولیانا سے رخصت ہو کر اپنے چاروں ہمراہی سواروں کے ساتھ واپس گیا اور منصور و جولیانا قصر کے اندر جا کے ایک مسند پر بیٹھ گئے۔ جولیانا نے تمام واقعات اور ابن مبرد کی گستاخانہ باتوں کو از سر نو بیان کر کے کہا۔ مگر مجھے بہت بڑی فکر آپ کے متعلق ہو گئی ہے۔ ابن مبرد کے بیان سے معلوم ہوا کہ بغداد کے وزرا و امرا آپ کے دشمن ہو رہے ہیں۔ اور آپ کی تلاش میں ہیں۔"

Marfat.com

منصور: "اس کا کسی قدر مجھے بھی چند روز سے علم ہو گیا تھا مگر تم سے اس لیے نہیں بیان کیا کہ تم پریشان ہو گی۔ لیکن مجھے اس کا یقین نہیں آتا کہ ابن مبرد کے نام اس قسم کا کوئی حکم آیا ہو۔ وہاں سے حکم آتا تو والی مصر کے نام آتا۔"

جولیانا: "لیکن مجھے کچھ وہاں کا حال تو بتائیے ابھی تک تو میں سمجھ رہی تھی کہ ابن مبرد نے روپیہ کے لالچ میں جھوٹ سچ باتیں بنا دیں۔ مگر آپ کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بیان صحیح ہے۔"

منصور: "تم سے کیا کہوں؟ کوئی خوشی اور اطمینان کی بات ہوتی تو کہتا۔ ان باتوں سے بجز اس کے کہ جو صدمہ میرے دل پر ہے اس سے تمہارے نازک دل کو بھی دکھا دوں اور کیا فائدہ ہو گا؟"

جولیانا: "تو کیا میں تمہارے رنج و راحت کی شریک نہیں ہوں؟"

منصور: "ہو، مگر ابھی تمہارا سن ایسے صدموں کے اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ تاہم تجھے بتا دینے میں کوئی عذر نہیں ہے۔"

Marfat.com

چھٹا باب:

خلافت بغداد کی پولٹیکل حالت

اب منصور نے اپنی ناز آفرین بیوی کی تسلی و دلدہی کے خیال سے اپنے اور دولت خلافت عباسیہ کی موجودہ پولٹیکل حالت ان الفاظ میں بیان کرنا شروع کی۔

"حسرت سے کہنا پڑتا ہے کہ اب ہمارے خاندان سے خلافت تشریف لیے جاتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جا چکی۔ اور یہ سب اُن جاہل و بے عقل خلیفہ کی حماقتوں کا نتیجہ ہے جو ہمارے دادا تھے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ امرائے عرب میں عیش پرستی و بزدلی کے ساتھ سرکشی اور نافرمانی کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو ترکی کے غلاموں کو جمع کرنا شروع کیا۔ جو بظاہر نہایت ہی فرمابردار نظر آتے اور اُن کے اشاروں پر چلتے تھے۔ ان غلاموں کا پورا ایک زبردست لشکر پیدا ہو گیا جس سے جہاد و ملک گیری کا تو کبھی شاذ و نادر ہی کام لیا گیا۔ مگر ہاں اُن کا رعب داب البتہ بڑھ گیا اور نسل عرب کے معزز لوگوں کو ان سے اذیت پہنچنے لگی۔ یہاں تک کہ چند روز میں اُن غلاموں نے شرفائے بغداد اور وہاں کی غریب رعایائے عرب کو اس قدر ستانا اور پریشان کرنا شروع کر دیا کہ آخر دادا المعتصم باللہ کو اپنے ترکی غلاموں کے رہنے کے لیے نیا شہر سرمن رائے (موجودہ سامرہ) آباد کرنا پڑا۔ جہاں کی سکونت خود انہوں نے بھی اختیار کر لی۔ اور گویا ترکوں نے عباسی خلیفہ کو اس کے بنی اعمام اعزہ اور ابنائے وطن سے چھین لیا۔ تاہم اُن کے زمانے تک خلافت کی سطوت قائم رہی۔ اور قیصر روم کو ایک زبردست شکست دے کر انہوں نے ناموری بھی حاصل کر لی۔ اُن کے بعد پانچ چھ سال تک اُن کے فرزند الواثق باللہ خلیفہ رہے۔ پھر ۲۳۲ھ ہجری میں اُنکے

Marfat.com

بیٹے جعفر متوکل جو میرے والد بزرگوار تھے سریر خلافت پر بیٹھے۔ وہ زیادہ تر مذہبی جھگڑوں اور معتزلیوں کے استیصال میں مصروف رہے۔ جس چیز نے ان کو ملک گیری و جہان بانی کے معاملات سے بالکل غافل رکھا۔ اور سب سے زیادہ خرابی یہ تھی کہ ان کو مجھ سے اس قدر زیادہ محبت تھی کہ مجھی کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتے تھے۔ اور میرے بڑے بھائی محمد کے خلاف تھے جن کو پہلے ولی عہد تسلیم کر چکے تھے۔ آخر اظہار عنایت کے لیے انہوں نے مجھ کو والی مصر مقرر کر دیا۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ بھائی محمد میرے دشمن ہو کر ترک سرداروں سے سازش کرنے لگے اور انہیں یہ دھن ہو گئی کہ کسی تدبیر سے مجھ کو مروا ڈالیں میرا سن ان دنوں اٹھارہ میں سے زیادہ نہ تھا۔ بھائی کو اپنے خون کا پیاسا سُنا اور ترک غلاموں اور ترک سرداران فوج میں ان کا اثر بڑھتا دیکھا تو چھپ کے مصر میں بھاگ آیا میں اگرچہ مصر کا والی تھا مگر والد کے پاس بغداد ہی میں رہتا تھا۔ اور میری طرف سے ایک نائب یہاں حکومت کرتا تھا۔ خود میرے یہاں آنے کی ضرورت نہ تھی مگر جان کے خوف سے گھر چھوڑ کے بھاگنا پڑا۔

میرے آنے کے بعد بھائی میرے قتل کرنے سے زیادہ سنگین جرم پر آمادہ ہو گئے اور ارادہ کیا کہ خود والد کو قتل کرا کے تختِ خلافت پر بیٹھ جائیں۔ محل کے تمام ترک غلاموں اور فوج کے تمام تاتاری سرداروں سے اُن سے سازش تھی ہی۔ اس کوشش میں ان کو زیادہ دشواری نہیں پیش آئی۔ والد کے مخصوص ترک غلام باغر اور اس کے کئی رفیقوں نے ۲۴۷ھ کی ایک خوفناک رات میں والد کے دیوان خانے میں گھس کر ان کو اور ان کے وزیر خاقان کو قتل کر ڈالا اور بھائی محمد نے خلیفہ بن کے المنتصر باللہ کا لقب اختیار کر لیا۔

تخت نشین ہوتے ہی انہوں نے مجھ کو ولایت مصر سے معزول کر دیا اور ساتھ ہی لکھا "اگر تم بے عذر میرے پاس چلے آؤ گے تو جان بخشی و عزت افزائی ہوگی اور چھوٹا عزیز بھائی سمجھ کے تم کو سب سے زیادہ عزیز رکھوں گا۔ ورنہ جہاں ہو گے میرے سردار تم کو ڈھونڈھ کے قتل کریں گے۔" اب بجز اس کے کوئی مفر نہ تھا کہ فوراً

Marfat.com

اُن کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ خط پڑھتے ہی میں نے ان کو اطلاع دی کہ میں حسب الحکم بھائی کی شفقت کا لطف اٹھانے کے لیے حاضر ہوتا ہوں۔ اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کبھی کسی امر میں آپ کے حکم خلاف نہ کروں گا۔" اور اس خط کے روانہ کرنے کے چوتھے روز بذات خود بغداد کی راہ لی۔

اُن دنوں پیاری جولیانا مجھے تمہارے عشق نے دیوانہ بنا رکھا تھا۔ تمہارے ساتھ شادی کا پیام دیا تھا اور تمہارے عزیزوں اور ولیوں کے راضی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیسا ہی ضروری کام ہوتا میں نہ جاتا۔ مگر یہ ایسا معاملہ تھا کہ جوش عشق پر بھی غالب آگیا۔ اور اپنی زندگی کی مسرتوں اور تمناؤں کو یہیں چھوڑ کے عراق میں پہنچا۔

جب میں سامنے پہنچا تو بھائی منتصر باللہ سریر خلافت پر بیٹھے تھے۔ میں نے بڑھ کے اُن کے زانو کو بوسہ دیا اور سامنے مؤدب کھڑا ہو گیا۔ پہلے دیر تک وہ میری صورت دیکھ دیکھ کے مسکراتے رہے۔ پھر کہا "تم کو تو نامرادی و ناکامی کا بڑا افسوس ہو گا۔ میں نے قسم کھا کے کہا اللہ! مجھے خلافت کی ہوس نہ تھی اور نہ ہے۔ اور نہ کبھی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بڑے بھائی کو محروم کر کے میں جانشین خلافت بنوں۔ مگر والد مرحوم کے طرز عمل نے آپ کو مجھ سے بدظن کر دیا ہو گا۔" اس پر اُنہوں نے کہا "مجھے اس زمانے کے واقعات سے تعلق نہیں۔ مگر اب تو تمہارے دل میں بغض و عداوت نہیں؟" اس پر میں آبدیدہ ہو گیا اور کہا "معاملہ ایسا نازک ہے کہ آپ کو شاید اعتبار نہ آئے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی اطاعت و غلامی میں جو مسرت ہو گی حکمرانی میں نہیں ہو سکتی۔" اس کا منتصر پہ ایسا اثر پڑا کہ تخت سے اُٹھ کر مجھے گلے لگا لیا۔ میری پیشانی چومی اور کہا "تمہارا یوں اشارہ ہوتے ہی چلا آنا تمہاری سچائی اور صاف دلی کی دلیل ہے۔ اور اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم مجھ کو والد سے زیادہ اپنے حال پر شفیق پاؤ گے۔" اس پر خوش ہو کر اظہار احسان مندی میں میں نے پھر اُن کے قدم چومے اور انہوں نے اس گھڑی سے مجھ کو اپنا انیس صحبت بنا لیا۔

اب بھائی منتصر کو بغیر میرے نہ دربار میں لطف آتا اور نہ سیر و شکار میں۔ نہ کوئی

Marfat.com

بزم طرب مجھ سے خالی ہوتی اور نہ کوئی خلوت کی صحبت ۔ اندر باہر خلوت وجلوت میں ہر وقت میں موجود رہتا تھا ۔ اور ان کو اپنی اولاد سے شاید اتنی محبت نہ تھی جتنی مجھ سے تھی ۔ مگر والد کے قتل کرنے سے ترکی سرداروں کے منہ کو خون لگ گیا تھا اور ان کے دل میں خیال پیدا ہو گیا تھا کہ خلافت ہماری لونڈی ہے ۔ ہم جس کو چاہیں دلوادیں اور جس خلیفہ کو چاہیں قتل کر ڈالیں ۔ بھائی سے وہ بار بار روپیہ کا تقاضا کرتے ۔ اور جب نہ دیا جاتا یا خزانے میں نہ ہوتا تو ان کے چشم وابرو سے ناراضی ظاہر ہوتی جس سے میں بہت خائف تھا ۔ اور کئی بار بھائی سے کہا بھی کہ یہی تاتاری سردار جنہوں نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمن ہو جائیں ۔ مگر انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ "تم والد کے واقعے سے خائف ہو ۔ مگر یہ لوگ میرے دوست اور جان نثار ہیں ۔ اور غیر ممکن ہے کہ میرے ساتھ دغابازی کریں" ۔ لیکن آخر میں ایک بار جب کہ کوئی اور قریب نہ تھا انھوں نے کہا "تمہارا اندیشہ بے بنیاد نہیں ہے ۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بے وفا ترک میرے خون کے پیاسے ہیں ۔ اور میرے قتل کرنے کی تاک میں ہیں ۔ مگر میں ایسی احتیاط سے رہتا ہوں اور اس کا میں نے پورا بندوبست کر لیا ہے کہ مجھ پہ حملہ کرنے کا ان کو کبھی موقع نہ ملے گا ۔

اس کے بعد جو میں نے غور کیا تو نظر آ گیا کہ واقعی سرداران ترک کی بجز دربار کے خوابگاہوں اور خلوت سراؤں تک مطلق رسائی نہ تھی ۔ اور وہ شب و روز اس فکر میں رہا کرتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو اس خلیفہ کا خاتمہ کر دیں جس کو ہم پر بھروسہ نہیں ہے ۔

اسی اثنا میں ایک دن بھائی منتصر نے جشن منانے کا ارادہ کیا ۔ اس ضرورت کے لیے ایک خاص قصر آراستہ کیا گیا اور اس کی رونق بڑھانے میں اس قدر اہتمام تھا کہ مجھ کو ساتھ لے کر خود گئے اور اعلیٰ درجہ کے قالین نکلوا نکلوا کے بچھوانے لگے ۔ اتنے میں ان کو کچھ یاد آیا فوراً داروغہ فراش خانہ کو بلا کے کہا کہ ہمارے کمرے سے ریشمی قالین جو دولت ساسانی کی یادگار ہے نکال لاؤ ۔ آج ارادہ ہے کہ اپنی صحبت نشاط میں اسی کو بچھواؤں" ۔ داروغہ نے تعمیل میں ذرا تامل کیا تو بھائی نے بگڑ کے کہا "تم لوگ ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہو کہ خزانہ

Marfat.com

خلافت کی چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ مگر میں تمہاری ایسی بے ہودگی کی پروا نہیں کرتا خزانے میں جو کچھ ہے کام میں لانے کے لیے ہے رکھنے کے لیے نہیں ہے۔"

داروغہ: "امیر المومنین! مگر بہت سی چیزیں تاریخی یادگار ہوتی ہیں اور اس قابل نہیں ہوتیں کہ کام میں لائی جائیں۔ وہ قالین ایسی ہی چیزوں میں ہے اور حضور یہ بھی خیال فرمائیں کہ اگرچہ اس میں اعلیٰ درجے کے نقش و نگار اور گل بوٹے بنے ہیں مگر ایسی چیزیں خوش نصیب لوگوں کے کام کی نہیں ہوتیں۔ جس طرح ایک افسردہ دل شخص زندہ دلی کی صحبتوں کو افسردہ کر دیا کرتا ہے ویسے ہی بد بخت لوگوں کی یادگاریں بھی اقبال مندوں کے حق میں منحوس ہوا کرتی ہیں۔

منتصر: "بس زیادہ نہ بکو اور جو حکم دیا گیا ہے اُس کی تعمیل کرو مجھے عورتوں کی طرح بدشگونیوں کا وہم نہیں ہے۔"

جب کوئی عذر نہ سنا گیا تو داروغہ اس قالین کو لے آیا۔ جو اتنا بڑا تھا کہ پورے کمرے میں پھیلا کے بچھا دیا گیا۔ اب جو غور کیا گیا تو نظر آیا کہ اس میں اعلیٰ درجے کے نقش و نگار اور گل بوٹوں کے درمیان ایک جوان خوشرو تاجدار عجم کی بڑی بھاری تصویر بنی ہے۔ جس کے سر پر تاج خسروی۔ جسم میں قبائے شاہی اور بھاری تصویر بنی ہے۔

جس کے سر پر تاج خسروی۔ جسم میں قبائے شاہی اور ران کے نیچے باد رفتار گھوڑا ہے اور تصویر کے نیچے قدیم پہلوی زبان میں کچھ لکھا ہے۔ منتصر کو فکر ہوئی کہ کیا لکھا ہے۔ اسی وقت ایک عجمی موبد کو بلوا کے حکم دیا کہ پڑھو اس میں کیا لکھا ہے۔ موبد نے پڑھا اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور حسرت ناک صورت بنا کے خاموش ہو گیا۔ منتصر نے جب زیادہ اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ امیر المومنین یہ قالین غالباً شیرویہ ابن خسرو پرویز کے بعد کسی تاجدار عجم کے حکم سے بنا ہے۔ اس میں شیرویہ کی تصویر بنی ہے اور اس کے نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"میں شیرویہ بن پرویز ہوں۔ میں نے سلطنت کی ہوس میں اپنے باپ کو مار ڈالا مگر چھ مہینے سے زیادہ حکومت کرنا نصیب ہوا۔" اتفاقاً اس وقت منتصر کو تخت نشین ہوئے

Marfat.com

چھ مہینوں میں چند روز باقی تھے۔ یہ تحریر پڑھنے کے ساتھ ہی اپنا واقعہ یاد آگیا کہ میں نے بھی سلطنت کی ہوس میں اپنے باپ کو قتل کیا ہے۔ یک بیک جشن طرب کا سارا شوق خاک میں مل گیا۔ افسردہ و ملول ہو کے کونے میں بیٹھ گئے میں نے بہت تسلی دی مگر کچھ اثر نہ ہوا اور تھوڑی دیر میں بخار شدید چڑھ آیا۔ اب نہایت بدحواسی و پریشانی کرنے والی چیز کو خزانۂ خلافت میں نہ رہنا چاہیئے۔"

اسی ضمن میں غالباً اُن کو پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو ترک لوگ مجھ کو قتل کر کے میرے بھائی کو تخت پر بٹھا دیں۔ پھر دل میں میری طرف سے بدگمانی پیدا ہوئی اور کہا "تم اب فوراً مصر چلے جاؤ اور اس قالین کو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔ دیکھو اب ایک گھڑی کے لیے بھی یہاں نہ ٹھہرنا۔ اسی موقع پر میں نے ان سے ابن مبرد کے نام امیر خراج مصر مقرر ہونے کا حکم لکھوا لیا۔ اور ان کو کچھ ایسا اضطراب تھا کہ بلا تامل لکھ دیا اور کہا "بس اسی وقت جاؤ رات کو یہاں نہ ہو۔"

میری تو تمہارے شوقِ دیدار میں خود ہی یہ تمنا تھی۔ اُسی وقت چل کھڑا ہوا یہاں آتے ہی والی مصر امیہ بن مزاحم کے سامنے وہ فرمان خلافت پیش کر کے ابن مبرد کو امیر خراج مقرر کرایا۔ اور ایک ہی ہفتہ کے اندر خدا نے تمہارے وصل سے شادکام کیا اب میں شادکامی و حسرت میں دنیا و مافیہا کو بھولا ہوا تھا کہ آنے کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ بھائی منتصر کا مرض بڑھتا ہی گیا۔ بخار کی شدت کسی طرح کم ہونے کو نہ آئی اور درد سر کی شدت سے سر پھٹا جاتا تھا۔ آخر طبیبوں نے فصد تجویز کی اور قصر خلافت سے خلافت کے خاص حجام ابن طیفور کے نام جو بڑا ہوشیار جراح تھا۔ اطبّاء کا حکم ہوا کہ "کل صبح کو آ کر امیرالمومنین کی فصد کھولو۔"

اس رات کو بھائی منتصر سوتے سوتے ڈرے سہمے اور روتے ہوئے چونک پڑے اماں جان نے جو ممتا کے جوش میں سرہانے بیٹھی سر دبا رہی تھیں پوچھا "بیٹا روتے کیوں ہو؟" کہا میں نے ابھی ابھی ابا جان کو دیکھا کہ آئے اور کہتے ہیں "محمد تو نے مجھے قتل کیا تا کہ خلافت ملے۔ مگر خدا کی قسم تم بہت ہی روز اس سے بہرہ یاب ہو گا۔" صبح ہوئی تو ابن طیفور

Marfat.com

نے آ کے فصد کھولی مگر فصد سے بجائے فائدے کے یکا یک طبیعت بگڑ گئی۔ ہوش و حواس رخصت ہو گئے۔ اور سخت تشنج شروع ہو گیا۔ ہونٹ اور ناخن سیاہ ہو گئے۔ اور صاف معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے زہر دیا ہے۔ آخر کھلا کہ ذلیل و نمک حرام ابن طیفور نے ترک سرداروں سے ایک ہزار اشرفیاں لے کر زہر آلود نشتر سے فصد کھولی جس کا زہر دم بھر میں سارے جسم کے اندر دوڑ گیا۔ اور آخر چھ ہی مہینے میں سریر خلافت منتصر سے خالی ہو گیا۔

اب خلیفہ گر سرداران ترک کو اندیشہ ہوا کہ متوکل کی نسل میں سے کوئی شاہزادہ تخت خلافت پر بٹھایا گیا تو وہ اپنے باپ اور بھائیوں کے خون کا انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے متوکل اور منتصر دونوں کی اولاد کو محروم کر کے معتصم باللہ کے ایک بیٹے احمد ابوالعباس کے سر پر دستار خلافت رکھی اور اس نے المستعین باللہ کا لقب اختیار کر کے حکمرانی شروع کی۔ اور وہی اس وقت امام زمانہ دوازدہم آل عباس مانا جاتا ہے۔ لیکن وہ فقط نام کے لیے خلیفہ ہے۔ عنان حکومت سردارانِ لشکر اور غلامان ترک کے سرغناؤں باغر اور وصیف کے ہاتھ میں ہے۔ وہ دونوں المستعین کے نام سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ خزانے اور رعایا کو لوٹتے ہیں اور جو احکام چاہتے ہیں جاری کرا دیتے ہیں۔

چنانچہ اسی وہم اور دھوکے سے جوان کو متوکل کی اولاد سے ہے۔ عام حکم جاری کر دیا ہے کہ متوکل اور منتصر کی نسل سے دنیا خالی کر دی جائے۔ جو خلیفہ زادہ جہاں ملتا ہے قتل کر ڈالا جاتا ہے۔ آج کل بغداد میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی زبان پر یہ اشعار جاری ہیں۔

خَلِیفَۃٌ فِی قَفَسٍ بَیْنَ وَصِیفٍ وَ بَغَا !
یَقُولُ مَا قَالَ لَہٗ کَمَا تَقُولُ الْبَغَا

خلیفہ ایک پنجرے میں بند وصیف اور بغا کے درمیان رکھا ہوا ہے۔
جو بولیاں سکھا دیتے ہیں وہ ہی بولتا ہے جیسے کہ طوطا . . . !

اس میں شک نہیں کہ امیر المومنین المستعین نہایت دانا و عاقل اور ذی علم و فضل ہیں۔ اور تاریخ ایام سے باہر سب سمجھتے ہیں مگر ترکوں پر کوئی زور نہیں چلتا۔ اور جو مظالم

Marfat.com

ان کے ہاتھ سے کرائے جا رہے ہیں ان کو وہ نہایت ناگواری کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں کوئی تعجب نہیں اگر میرے قتل ہونے کا بھی حکم جاری ہو مگر تم کو اس پر پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ یہاں مصر میں کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا اور تم نے دیکھ لیا کہ اس کو رنمک غلام نے ایسی جرأت کی بھی تو اس کو کیا سزا ملی۔

جولیانا: "یہ تو صحیح ہے مگر ایسا نہ ہو کہ ابن طولون کے نام بھی وہاں سے تمہارے خلاف حکم آجائے۔

منصور: "اول تو ابن طولون نیک نفس آدمی ہیں وہ ایسے ظالمانہ احکام کی ہرگز تعمیل نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے بھی ہم سے بے وفائی کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے یقین ہے کہ فسطاط کی رعایا اُن کے ساتھ بھی یہی کرے گی جو ابن مبرد کے ساتھ ہوا۔

جولیانا: "یقین ہے کہ عنقریب خارویہ اپنے وعدے کے مطابق پھر ملنے کو آئیں گے۔ اس وقت میں اُن سے اس کا ذکر کروں گی۔"

منصور: "خارویہ ابھی بچے ہیں۔ ان کی باتوں کا کیا اعتبار۔ میں خود ابن طولون سے مل کے اس کا تذکرہ کروں گا۔"

جولیانا: "اس سے اچھا یہ ہوگا کہ ہم ابن طولون کی دعوت کر دیں۔ اور دونوں باپ بیٹوں کو بلائیں۔ دیکھیئے وہ کس طرح ملتے ہیں۔ اور کیا خیال ظاہر کرتے ہیں۔ اسی دعوت میں موقع نکال کے اس کا ذکر چھیڑا جائے۔

اس تجویز کو منصور نے پسند کیا اور دوسری صبح کو ایک گرجستانی غلام کے ہاتھ ابن طولون اور اس کے فرزند خارویہ کے نام دعوت کے رقعے بھیج دیے گئے۔

Marfat.com

ساتواں باب

بہائم پرست ولی عہد

نہر فسطاط سے دو میل کے فاصلے پر دریائے نیل کے مشرقی کنارے ایک وسیع و پُر فضا باغ ہے۔ بہار کا موسم ہے اور دن کا ابتدائی حصہ۔ پھولوں کے تختے ہر طرف لہلہا رہے ہیں اور خوشبودار پھولوں نے سارے باغ کو مہکا دیا۔ یہ باغ رعایا میں کسی کا نہیں بلکہ سلطنت کی جائداد ہے۔ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن مروان نے اپنے ولایت مصر کے زمانے میں اپنی تفریح اور دلچسپی کے شوق میں اس کو بنوایا تھا جب سے معمول ہو گیا ہے کہ جو والی ملک آتا ہے اگرچہ اس کا قیام خاص فسطاط کے اندر قصر شمع میں ہوتا ہے۔ مگر سیر و تفریح اور دلچسپیوں کے لیے اس باغ کو خوب پُر رونق پر رکھتا ہے۔ مگر فی الحال اس کی آراستگی و سرسبزی کی بے انتہا کوشش کی گئی ہے کوہ مقطم کا سارا میدان اس میں شامل کر لیا گیا ہے اور بڑے اہتمام سے جنت کا خطہ بنا دیا گیا ہے۔ اور اس کے گرد کا میدان مرغزار مینو سواد ہو رہا ہے۔

اسی باغ میں دریا کنارے ایک عالیشان قصر بھی بنا ہوا ہے جس کے بلند صحن سے دریائے نیل کی روانی کی خوب سیر ہو سکتی ہے۔ اور قصر کا ہر کمرہ یا دیوان خانہ زرین و مرجع نقش و نگار سے خوب آراستہ کر کے دلہن بنا دیا گیا ہے۔ دنیا بھر کا سامان زینت و عیش یہاں جمع کر دیا گیا ہے۔ اور روز بروز اس کی دل کشی و نزہت کو بڑی سرگرمی سے ترقی دی جا رہی ہے۔

قصر کے سامنے ایک چمن میں جس میں ہر جگہ رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں پھولوں کے درمیان میں ایک عجیب و غریب حوض بنایا گیا ہے۔ جیسا شاید دنیا میں کہیں

Marfat.com

نظر آئے گا۔ یہ حوض بیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا اور دو گز گہرا ہے۔ چاروں طرف کناروں پر چار چار گز تک سنگ رخام کی سلوں پر نجی پتھر چڑھا دیے گئے ہیں جن کی وجہ سے پورا حوض سونے کا ڈلا معلوم ہوتا ہے جس پر آفتاب کی شعاعیں تڑپ کر ایسے چمکاتی ہیں کہ دیکھنے والوں کی نظر نہیں ٹھہر سکتی۔ کنارے کنارے ان پیتل کے پتروں میں برنجی کڑے لگے ہوئے ہیں۔

اس طلائی حوض میں پانی کے عوض پارہ بھر دیا گیا ہے اور آفتاب کی گرمی سے اس چاندی کے دریا میں ایسا پر لطف تموج پیدا ہوتا ہے کہ انسان دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اس کے بیچ میں پارے کے اوپر زرد چمڑے کی ایک توشک پڑی ہوئی ہے جس میں ہوا بھر دی گئی ہے جو کشتی کی طرح اس چاندی کے دریا میں تیرتی رہتی ہے توشک میں چاروں طرف سونے کی کڑیاں لگی ہیں جن میں باریک باریک خوبصورت طلائی زنجیریں ڈال کے حوض کے کنارے والے برنجی کڑوں سے وابستہ کر دی گئی ہیں۔ اور ان کی وجہ سے توشک اگرچہ پارے کے طلاطم سے ڈگمگاتی رہتی ہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتی۔

اس توشک پر ابن طولون کا جواں سال و عیش پرست بیٹا خارویہ ہوائی تکیے پر سر رکھے لیٹا ہے۔ اور حوض کے کنارے کی برنجی زمین پر ایک شیر ببر خارویہ کی طرف منہ کیے بیٹھا ہے۔ جو خارویہ کا ایسا مطیع و منقاد ہے کہ اشاروں پر چلتا اور جو حکم دیا جائے اس کو فوراً بجا لاتا ہے۔ نوجوان امیرزادہ اسی سے باتیں کر رہا ہے اور وہ غرانے کی ایسی رسیلی آوازیں نکالتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس کی باتوں کو سمجھتا اور محبت سے جواب دیتا ہے۔ اس شیر کے گلے میں سونے کی ہیکل ہے اور اس کے سر پر دونوں کانوں کے درمیان ایک خاص وضع کا تاج نما طلائی مرصع زیور ہے جس کو خارویہ نے اپنی طبیعت سے ایجاد کیا ہے۔

اتنے میں شیر ایک طرف دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا اور غراتا ہوا جھپٹا۔ خارویہ بہت روکتا اور "زریق زریق" کہہ کے پکارتا رہا۔ مگر شیر نے مطلق سماعت نہ کی اور تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اس کے پنجے میں ایک مرا ہوا زہریلا سانپ تھا۔ جس کو اس نے حوض کے کنارے ڈال دیا۔ اب خارویہ کو معلوم ہوا کہ یہ سانپ حوض کی طرف آ رہا تھا۔ شیر نے میری ہی جان

Marfat.com

بچاتے کے خیال سے اس کو جا کے مار ڈالا اور اُٹھا لایا ہے کہ مجھے اپنی خیر خواہی کا ثبوت دے۔ چنانچہ خارویہ نے چمکار کے اسے بٹھایا اور پکار کے کہا" ہنا" (یہاں آؤ) فوراً ایک حبشی غلام آیا اور سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو گیا۔

خارویہ: "دیکھو زریق نے ابھی سانپ کو مارا ہے۔ اس کو لے جا کے کہیں دور پھینک آؤ اور تھوڑا سا پلاؤ لا کے اس کے سامنے رکھ دو۔" غلام سانپ کو اُٹھا کے چلا گیا اور خارویہ نے شیر کی طرف دیکھ کے کہا: "زریق۔ بس دنیا میں اکیلا تو ہی میرا سچا انیس اور میری جان کا محافظ ہے۔ کسی نے میری طرف بُری نگاہ سے دیکھا اور تو اس پر جھپٹ پڑا۔ میں سوتا ہوں تو تو پلنگ کے پاس بیٹھ کے میری حفاظت کرتا ہے۔ کاش آدمیوں میں بھی ایسے وفادار ملتے ہیں۔ والد نہیں پسند کرتے کہ تو شب و روز میرے ساتھ رہے۔ افسوس انہیں تیری وفاداری کا ایسا تجربہ نہیں ہے جیسا کہ مجھ کو ہے۔"

یہ باتیں سنتے سنتے زریق نے کان کھڑے کئے۔ اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک طرف دیکھ کے غرایا۔ خارویہ نے اس طرف دیکھا تو ایک خوش رو نوجوان نظر آیا جو باریابی کی اجازت چاہتا تھا فوراً شیر کو چمکار کے بٹھایا اور اس شخص سے پکار کے کہا: "جمیل آؤ۔ اس وقت تمہیں سے ملنے اور باتیں کرنے کو جی چاہتا تھا۔" جمیل کانپتا اور ڈرتا ہوا آیا۔ بعد اجازت حوض کے کنارے بیٹھ گیا اور ہنس کر کہنے لگا۔ بیشک حضور کی شوکت و عدالت شیر اور بکری کو ایک گھاٹ سے پانی پلاتی ہے۔"

خارویہ: (خوش ہو کر) تم نے بات خوب پیدا کی۔ مگر میں نے تو اپنی جان کی حفاظت کے لیے زریق کو دوست بنایا ہے۔ دستر خوان پر بھی اسی کو اپنے ساتھ کھلاتا ہوں۔ ہر چیز پہلے اسے کھلا لیتا ہوں پیچھے خود کھاتا ہوں۔"

جمیل: "مگر حضور ہم لوگوں کی خیریت نہیں نظر آتی۔ کسی نہ کسی دن اس کے شکار ہوں گے۔"

خارویہ: " نہیں۔ میرا زریق ایسا بدتمیز نہیں ہے۔ یہ میرے سب دوستوں کا دوست ہے اب تم اس وقت اُٹھ کر اسے مار دو اور کان پکڑو۔ دُم پکڑ کے کھینچو۔ چٹکیاں لو۔ کچھ کر دنہ

Marfat.com

بولے گا۔ ہاں جب میں سوتا ہوں اس وقت البتہ کسی کو میرے پلنگ کے پاس نہیں آنے دیتا۔"

جمیل: "کیا اگر حضور کسی آدمی کو ایسا ہی عزیز رکھیں تو وہ جان نثار وفادار نہ ہو جائے گا۔"

خارویہ: "مجھے انسان کا اعتبار نہیں۔ میں نے تمام قوموں کی تاریخ پڑھی ہے اور اکثر نظر آیا کہ وہی لوگ جو جان نثار دوست اور خاص اپنے ساختہ و پرداختہ تھے ذرا سے لالچ میں دشمن سے مل گئے۔ اور موقع پا کے آقا کا کام تمام کر دیا۔ خلفائے بغداد کو نہیں دیکھتے کہ اپنے ہی ساختہ و پرداختہ اور اپنے مورد عنایت لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہیں کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ شیر بھی کسی سے سازش کر کے میرے خون کا پیاسا ہو جائے گا؟"

جمیل: "حضور کا فرمانا بجا ہے۔ یہ کسی سے سازش نہ کرے گا مگر خود اس کی بہیمیت خطرے سے خالی نہیں۔"

خارویہ: "اس کی بہیمیت سے میں نہیں ڈرتا۔ چاہوں اس کی بوٹیاں کاٹ ڈالو مجھ پر غصہ نہ کرے گا۔ زریق سے مجھے بے وفائی کا ہرگز اندیشہ نہیں ہے۔"

جمیل: "تو پھر ہم بھی اس کا اعتبار کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر اس وقت تو میں حضور کو پہلے پہل اس چاندی کے حوض میں رونق افروز ہونے پر مبارک باد دیتا ہوں اسی لیے حاضر ہوا ہوں شوق تھا کہ اپنے آقا کو اس دریائے نور میں جہاز رانی کرتے آنکھوں سے دیکھ لوں۔"

خارویہ: "ہاں آج ہی یہ حوض پارے سے طلب کیا گیا۔ اور واقعی حکیم صاحب کے کہنے کے مطابق مجھے اس میں بڑا آرام ملا۔"

جمیل: "حضور نے فرمایا تھا کہ کسی کے پاؤں دبانے کو برداشت نہیں کر سکتے اور اتنی تاب نہیں ہے کہ کسی کا ہاتھ جسم مبارک میں لگے۔"

خارویہ: "اجی اصل واقعہ مجھ سے سنو۔ چند روز سے ایسے واقعات پیش آئے ہیں کہ مجھے رات رات بھر جاگتے گزر گئی اور کسی پہلو پر قرار نہیں آتا۔ والد کے سبب

Marfat.com

پوچھا تو کیا کہتا۔یہی ظاہر کیا کہ دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے حکیم صاحب کو بلا کے دکھایا۔حکیم صاحب نے چند نسخے تجویز کیے اور کہا کہ میں سوتے وقت لیٹ کر پاؤں دبوایا کروں۔اس کو میں گوارا نہیں کرتا۔ اس لیے کہ مرد ہو یا عورت مجھے کسی پر بھروسہ نہیں۔اسی وجہ سے میں نے زریق کے علاوہ سو کے قریب شیر اور چیتے رکھے ہیں۔میں نے اپنی بیویوں اور حرموں تک سے ملنے کا یہ معمول رکھا ہے کہ بیداری میں ان سے مل لیا کرتا ہوں۔سوتے وقت کسی کو پلنگ کے پاس نہیں آنے دیتا۔ اپنا یہ اندیشہ حکیم صاحب پر ظاہر کرتا تو وہ اور ان سے سن کر والد اور تمام لوگ سڑی بناتے اور جنون کا علاج ہونے لگتا۔ان باتوں سے بچنے کے لیے میں نے حکیم صاحب سے کہا کہ میں اس کا عادی نہیں کہ کوئی میرے پنڈے میں ہاتھ لگائے میں کسی کے ہاتھ کی تاب نہیں لا سکتا۔ انہوں نے اس حوض کی ترکیب بتائی کہ اس کی لہریں دلک کا کام دیں گی۔ والد نے فوراً اس حوض کے بنوانے کا حکم دے دیا۔ اور واقعی میں آج پہلے پہل اس میں آ کے لیٹا تو بڑا لطف آیا۔"

جمیل: "مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ حضور کی نیند کیوں اڑ گئی؟"

خارویہ: "آہ! اس کو نہ پوچھو۔ اس راز کو کاش میں اپنے ساتھ قبر میں لے جاتا اور کسی پر ظاہر نہ کرتا۔مگر افسوس بے کہے بھی نہیں رہا جاتا۔تم سن کر لوگوں میں مشہور کر دو گے اور نئی آفت اُٹھ کھڑی ہو گی۔"

جمیل: "حضور کا راز میں فاش کروں! اگر حضور کو اتنا ہی میرا اعتبار نہیں تو پھر میرا جینا ہی بیکار ہے۔"

خارویہ: "میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے تمہارا اعتبار نہیں۔مگر وہ بات ایسی ہے کہ اس کو زبان تک لاتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب سے میں نے عزیزۂ مصر شہزادی جولیانا کی صورت دیکھی ہے بھوک پیاس نیند سب اڑ گئی۔ نہ کسی حال پر قرار آتا ہے اور نہ کسی کام میں دل لگتا ہے۔ اور کیا عجب کہ مجھے جو وحشی درندوں سے علی العموم اُنس ہے اور زریق کے سوا کسی کی صحبت نہیں پسند آتی یہ مجنون عامری کی وہ عاشقانہ سنت

Marfat.com

قدیم ہو کہ وحشیان صحرا کے سوا انسانوں سے کم ملتا تھا۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ شہزادی ایک عباسی خلیفہ زادے کی دلہن ہے اس سے تعلق پیدا کرنے کا خیال بھی دل میں لانا زنانے محصنہ کے حکم میں ہے۔ آہ! واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گذارا ہی نہیں۔ پہلے پہلے جب ابن برد کی گرفتاری کے دن وہ اس قید خانے سے بیہوش اٹھا کے لائی گئی ہے۔ اُس کی پریشان زلفیں بیمار نرگسی آنکھیں، گلاب کی پنکھڑیوں کے سے ہونٹ اور بے خودی کی ادائیں دیکھ کے میں مبہوت رہ گیا۔ مجھے ایسا نظر آیا کہ زلیخا اور شیریں کے عدیم المثال تاریخی حُسن اس کے پیارے مکھڑے میں بھر دیے گئے ہیں۔ پھر جب وہ ہوش میں آنے لگی تو پہلے اس کی نیم خواب آنکھیں دیکھیں۔ اور جب میں اس کے گھر پہنچا کے اُس سے رخصت ہوا تو دیکھا کہ اُنہیں آنکھوں سے مسلسل غمزوں اور کرشموں کے تیر چل رہے ہیں جن میں سے ایک بھی نہ تھا جس نے میرے دل کو خطا کیا ہو۔ آہ سب اس زخمی دل میں پیوست ہیں۔ اور جب وہ پیاری صورت یاد آتی ہے کھٹکنے لگتے ہیں۔

الغرض جیل میں فقط دیکھنے کو زندہ ہوں ورنہ اصل میں مجھے زندہ نہ سمجھو میں جولیانا کی نرگس فتاں کا کشتہ ہوں۔ دوسرے دن اسی ماہوش نازنین نے مجھے اور والد کو دعوت میں بلایا۔ والد سے اُس سے اور اس کے شوہر منصور سے باتیں ہو رہی تھیں۔ اور میں بیٹھا اس کی ہر ہر ادا کو دیکھتا اور دل ہی دل میں تڑپ رہا تھا۔ والد سے جولیانا اور منصور نے اپنے متعلق پوچھا اور درخواست کی کہ بغداد کے سرکش و طاغی سرداران ترک کے مقابلے میں وہ ان کو اپنی امان میں لے لیں۔ اور والد پر بھی جولیانا کے حسن و جمال کا اس قدر اثر پڑا تھا کہ اس نے جو درخواست کی قبول کر لی۔ اور جو کچھ وہ کہتی گئی وہ اسکو مانتے چلے گئے۔ چنانچہ اب والد اس کے حال پر اس درجہ مہربان ہیں اور اس کی باتوں میں اس قدر آ گئے ہیں کہ خلافت کی مخالفت کرنے تک کو آمادہ ہیں۔ ان کی اس جنبہ داری نے مجھے بالکل مایوس کر دیا۔ وہ اپنے اصول پر اس قدر مستقل ہیں کہ اب اگر میں منصور کے خلاف کوئی لفظ بھی زبان سے نکالوں تو محبت پدری کو الگ رکھ کے میرے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ میں اُس نازنین اور اس کے شوہر سے بار ہا ملا اور اب میں نے مجبور

Marfat.com

ہو کے ملنا بھی چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ ڈر لگتا ہے زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے جو میرے رازِ عشق کو آشکارا کر دے۔ اور پھر اس قابل بھی نہ رہوں کہ اُس کی صورت دیکھنے کو جاؤں۔"

جمیل : (تعجب سے) "حضور نے بڑا ضبط کیا کہ آج تک اس راز کو زبان پر نہ لائے لیکن اگر مجھ سے فرمایا ہوتا تو میں کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکالتا۔"

خارویہ : "تم کیا صورت نکالتے؟ ایک شوہر والی عورت پر عاشق ہونا کس قدر شرمناک ہے؟ میں کس زبان سے کہتا؟ اور کہتا بھی تو لوگ سُن کر مجھے کس قدر بُرا سمجھنے لگتے؟"

جمیل : مگر انسان تحمل اور ہوشیاری سے کام لے تو ہر قسم کی دشواریوں پر غالب آ جاتا ہے اگر غور کیا جاتا تو ہم سے جاں نثار جو حضور کی فیاضی و عنایت پر جی رہے ہیں کوئی نہ کوئی بات پیدا ہی کر لیتے۔"

خارویہ : "کوئی جائز صورت تو میرے خیال میں نہیں آتی۔ یہ اور بات ہے کہ ایک جرم و گناہ کے لیے اور گناہ بھی گوارا کر لئے جائیں۔"

جمیل : اوہ جس طرح ہر مشکل دور ہو سکتی ہے اسی طرح ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ خیر یہ تو فرمائیے کہ ابن مبرد کا کیا حشر ہوا؟"

خارویہ : "وہ اب تک شہر والوں کے پاس اسیر ہے۔ والد نے منصور اور رجو بیانا کے خوش کرنے کے لیے زور و شور سے اُس کے خلاف لکھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے دربار خلافت میں اُس کی طرف دار بھی موجود ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کو سزا دینے کی اجازت نہیں ملتی۔ بلکہ حکم آیا ہے کہ وہ چھوڑ دیا جائے۔ مگر۔ والد جو بیانا کی طرف داری میں بغداد کے حکموں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور کیا عجب کہ فسطاط کی رعایا کو اشارہ کر دیا جائے کہ اندر اندر اُس کا کام تمام کر دیں۔"

جمیل : "تو اس کو جس طرح ہے بچانا چاہیے۔ اگر اس کو آزادی مل گئی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی تمنا پوری ہو جائے گی۔"

خارویہ : "یہ کیسے؟"

Marfat.com

جمیل: "وہ اسی عباسی شہزادے منصور اور اس کی بیوی جولیانا کا جانی دشمن ہے۔ اُس نے پہلے ہی تجویز کیا تھا کہ منصور کو گرفتار کرکے بغداد بھیج دے جہاں وہ فوراً مار ڈالا جائے گا۔ اور جولیانا کو آپ کے والد ابن طولون کی نذر کر دے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اور اب آپ کے والد کے مخالف ہو جانے سے وہ بالکل بے بس ہو گیا۔ اگر کسی کوشش سے وہ چھوڑ دیا جائے تو یقیناً ایسی کارروائی کرے گا کہ آپ کی آرزو بغیر کوشش کیے پوری ہو جائے گی۔"

خارویہ: "مگر والد سے تو میں اس کی طرف داری میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

جمیل: "اس کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ ایک زبردست والی امیر کے فرزند ہیں۔ آپ کا ادنیٰ اشارہ کافی ہو گا۔"

خارویہ: "تو میں کیا اشارہ کروں؟ اور کس سے کہوں؟"

جمیل: "اگر حضور اجازت دیں تو میں جا کے یہاں کے کوتوال ابن الدغنہ سے ملوں وہ بظاہر بہت سیدھا آدمی ہے اور شہر کے حالات اور شہر والوں کے حرکات سے بخوبی واقف ہے۔ میں اسے آپ کا طرف دار بنالوں گا۔ اور وہ سب کام کرے گا۔"

خارویہ: "اور اگر اس نے والد سے جا کے پوچھا اور کہہ دیا کہ میں ایسا چاہتا ہوں تو کیا ہوگا؟"

جمیل: "میں اس کا بھی اطمینان کر لوں گا۔ اس سے وعدہ لے لوں گا کہ اس کارروائی کو حضور امیر مصر ابن طولون پہ نہ ظاہر کرے۔ اول تو اس کے خیال میں یہ بات ضرور ہوگی کہ جس امر کو آپ چاہیں اُس میں آپ کے والد خلاف بھی ہوں تو آخر میں طرف داری کریں گے تاکہ آپ خوش رہیں۔

علاوہ بریں اس کا بھی تھوڑا اثر نہ ہو گا کہ آپ ہی ولی عہد سلطنت ہیں اور ایک دن آپ ہی سے سابقہ پڑنے والا ہے۔"

خارویہ: "جمیل تم میرے دل کو خوش کر رہے ہو۔ اور بے شک یاس کی گھری تاریک

Marfat.com

میں تم نے ایک شمع روشن کردی ہے۔ مگر سچ یہ ہے کہ عشق نے میری عقل ٹھکانے نہیں رکھی۔ فی الحال مجھ میں نیک و بد کے پہچاننے کا امتیاز نہیں ہے۔ تمہاری باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ان پر دل نہیں جمتا۔ خیر جاؤ اور جو مناسب جانو کرو مگر یاد رکھو اگر تمہاری کوشش سے جولیانا مل گئی تو تمہارا غلام ہو جاؤں گا۔"

جمیل: "اپنے غلاموں کو اتنا نہ بڑھائیے۔ میں جاتا ہوں اسی وقت سے کارروائی شروع کردوں گا۔ اور کوشش کروں گا کہ جہاں تک بنے آپ کا نام درمیان میں نہ آئے۔"

یہ کہہ کے جمیل بن سنان آداب بجا لا کے چلا گیا۔ اور اس کے جانے کے بعد خارویہ نے شیر کی طرف دیکھ کے کہا "میرے رازدار دوست اور میرے محافظ مہربان! میں تجھ سے اپنے سب راز کہہ دیا کرتا ہوں۔ جمیل چالاک آدمی ہے۔ مجھے جیسے کسی پر بھروسہ نہیں ہے اُس پر بھی نہیں۔ خدا جانے وہ کیا کیا مصیبتیں اُٹھا کے کھڑی کردیگا وہ منصور اور جولیانا کے خلاف کوشش کرنے کو گیا ہے جن کی رعایائے فسطاط عاشق ہے۔ ابن مبرد نے ان سے دشمنی کر کے کیا پھل پایا جو یہ پائے گا۔ انجام یہی ہوتا ہے کہ یہ شہر والوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو یا مارا جائے۔ اور خرابی یہ ہے کہ اُس پر جو لوگوں کا زغہ ہوگا اس کا اثر مجھ تک پہنچے گا۔ اُس وقت اے زریق تو ہی میرا بچانے والا ہے۔ جہاں پر غلاموں کا مسلح گروہ اور بہادروں کا لشکر کام نہ آئے تو وہاں تو کام آئے گا۔"

اس کے جواب میں شیر اظہار محبت میں غرانے کی مہیب آوازیں نکالنے لگا اور خارویہ اسی قالین کے اوپر جسے متلاطم پارہ جھلا رہا تھا۔ ہوائی تکیئے پر سر رکھ کے سو گیا۔"

Marfat.com

آٹھواں باب

خوفناک سازش

جمیل خارویہ سے رخصت ہو کے گیا تو سیدھا ابن الدغنہ کے دروازے پر تھا دروازے پر چند حبشی غلاموں کا پہرہ تھا جن سے معلوم ہوا کہ کوتوال صاحب حسب معمول شہر کی گشت کو گئے ہیں۔ مگر اب آتے ہی ہوں گے۔ اس لیے کہ دوپہر کا وقت آ گیا جبکہ وہ ہمیشہ واپس آجایا کرتے ہیں۔ جمیل ڈیوڑھی کی ایک صحنچی میں بیٹھ کے انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر میں ابن دغنہ جو ایک کشیدہ قامت شامی عرب تھا پچاس حبشی غلاموں کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں چوڑے چوڑے سیفے تھے آگیا۔ گھوڑے سے اُتر کے اندر جانے لگا۔ ڈیوڑھی میں جمیل کی صورت دیکھی تو ٹھہر گیا اور پوچھا "آپ کون ہیں؟"

جمیل: "میں امیر ابن طولون کے بڑے فرزند خارویہ کا رفیق خاص جمیل بن سنان ہوں اور آپ کے پاس اُن کا بھیجا ہوا ہوں۔"

یہ سنتے ہی ابن دغنہ کی صورت و وضع میں ایک فوری تغیر پیدا ہوا۔ یا تو حکومت اور عہدہ داری کی نخوت۔ پولیس کی افسری کی رعونت و درشتی تھی یا حد سے زیادہ تواضع اور فروتنی پیدا ہو گئی۔ نہایت محبت و خلوص کے ساتھ اُس سے ہاتھ ملایا۔ ذوق و شوق سے لبیک و مرحبا کہی۔ اور کہا "میں امیرزادہ بلند اقبال کا شکر گزار ہوں کہ مجھے یاد فرمایا کیا کوئی خاص حکم ہے؟"

جمیل: "جی نہیں۔ اگر کوئی حکم ہوتا تو آپ کو خود امیر سے ملتا۔ امیر کو اُن سے ایسی محبت ہے کہ اُن کی بات کو ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں ٹالتے۔ فوراً حکم جاری کر دیتے ہیں مگر آج خدا جانے کیا بات تھی کہ مجھے حکم ہوا آپ سے مل لوں۔"

Marfat.com

ابن دغنہ: "تو آپ نے اور انہوں نے دونوں نے مجھ کو سرفراز کیا۔ آئیے دم بھر تشریف رکھیئے اور شربت کے دو ایک جام پی لیجئے"۔

جمیل: "تشریف لے چلیئے۔ میں تو اسی لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے دو گھڑی باتیں کروں"۔

اب ابن دغنہ جمیل کو اپنے دیوان خانے میں لے گیا۔ بیٹھتے ہی شربت مانگا ایک رومیہ لونڈی صراحی اور جام لے کے آئی۔ اپنے آقا اور جمیل دونوں کو شربت کے دو دو جام پلائے اور چلی گئی۔

ابن دغنہ: "کام اس قدر زیادہ ہے کہ گھر پہنچتا ہوں تو بالکل خستہ ہو جاتا ہوں۔ اگر آپ بدتمیزی نہ سمجھیں تو ذرا پاؤں پھیلا لوں۔ سچ یہ ہے کہ اب میں زیادہ محنت کی تاب نہیں لا سکتا"۔

جمیل: "تو اس میں مضائقہ کیا ہے۔ آپ شوق سے پاؤں پھیلا لیجئے"۔

اجازت پاتے ہی ابن دغنہ نے گاؤ تکیہ سے پیٹھ لگا کے دونوں پاؤں پھیلا دیے اور ساتھ ہی دو رومی غلام بیٹھ کے چمپی کرنے لگے۔

جمیل: جب سے ابن مبرد کے گھر کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی ہے کام بہت زیادہ ہو گیا ہے"۔

ابن دغنہ: "اس کام سے تو میں عاجز آ گیا۔ کسی طرح فیصلہ ہونے کو آتا ہی نہیں دربار خلافت سے اس کی رہائی کا حکم آ گیا۔ مگر ہمارے امیر کسی مصلحت سے اُس کو نہیں چھوڑتے"۔

جمیل: "اور چھوڑیں کیسے؟ اُس کو اگر چھوڑ دیں تو رعایا میں سے کوئی نہ کوئی آدمی اُس کو مار ڈالے گا۔ اس کو قید میں رکھنا دراصل اس کی جان بچانا ہے"!

ابن دغنہ: "یقیناً۔ اگر حضور امیر نے اس کی مدد نہ کی ہوتی تو اسی دن مار ڈالتے اور اب بھی جو بچا ہوا ہے تو انہیں کی مہربانی سے۔ اگر شہر والوں سے ضمانت نہ لے لی گئی ہوتی تو کب کے اس کا کام تمام کر چکے ہوتے"۔

جمیل: "خدا جانے شہر والوں کو اس سے اس قدر عداوت کیوں ہے؟"

Marfat.com

ابن دغنہ: اس کے مظالم ہی ایسے تھے کہ کوئی اس سے خوش نہ تھا۔ اور اس آخری حرکت نے کہ شاہزادی عزیزۂ مصر کو فریب سے بلا کے قید کر لیا لوگوں کا غصہ اور بڑھا دیا۔"

جمیل: "لیکن ایسا مجرم ہے تو اس کو قتل کر ڈالنا چاہیئے۔"

ابن دغنہ: "غالباً ہمارے امیر کا بھی یہی منشا ہے۔ مگر سنتا ہوں دار الخلافت کے وزراء و سردار اور خود امیر المومنین اس کے طرف دار ہیں۔"

جمیل: "مگر امیر وہاں کے اور حکموں کی کب پروا کرتے ہیں جو اس حکم کا خیال کرتے۔

ابن دغنہ: (جمیل کی صورت کو ذرا غور سے دیکھ کر) "اب حضور امیر کی مصلحتوں کو میں کیا سمجھ سکتا ہوں۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں کسی مصلحت ہی سے کرتے ہوں گے۔"

جمیل: (مسکرا کر) غالباً آپ کو مجھ پر بدگمانی ہو گئی کہ میں آپ کے بعض راز دریافت کرنے کو آیا ہوں اور نفاق کی باتیں کرتا ہوں۔ لیکن میں امیر المومنین اور اپنے امیرزادۂ بلند اقبال خارویہ کی حرمت و اقبال کی قسم کھا کے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ سے نہایت خلوص کے ساتھ ملنا چاہتا ہوں۔ اور در اصل میری طبیعت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ ریاکاری سے قطعی نفرت ہے۔ ہمارے امیرزادے کے مزاج کی حالت شاید آپ جانتے ہوں کہ انہیں مرد ہو یا عورت کسی کا اعتبار نہیں۔ اور اس بدگمانی میں یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ وحشی درندوں سے صحبت رہتی ہے کسی انسان سے نہیں ملتے۔ مگر انہیں انسانوں میں اعتبار ہے تو میرا اور محض اسی وجہ سے کہ مجھے صاف باطن اور سچا جانتے ہیں۔"

ابن دغنہ: "نہیں مجھے آپ پر مطلق بدگمانی نہیں ہے۔ مگر میرا معمول ہے کہ بجز ان باتوں کے جن سے مجھے تعلق ہے اور کسی امر میں دخل نہیں دیتا۔ مجھ کو اس سے بالکل واسطہ نہیں رہتا ہے کہ امیر المومنین کیا کرتے ہیں اور امیر مصر کی اصلی کیا غرض ہے میرا تو اس کوتاہی نے یہ مذہب کر دیا ہے کہ ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پروین!

Marfat.com

اسی سبب سے کبھی میرا خیال اس طرف گیا ہی نہیں کہ دربار خلافت ابن مبرد کا کیوں طرف دار ہے۔ اور ہمارے امیر کی اس کے بارے میں کیا کوشش ہے "۔

جمیل: "آپ کو نہیں معلوم تو مجھ سے سنیئے۔ امیر ابن طولون کو دار الخلافت کے احکام کی مطلق پرواہ نہیں۔ وہ مستقل فرماں روائے مصر بن گئے ہیں۔ اور امراء و وزرائے خلافت میں اتنا دم نہیں کہ ان کو مغلوب کر کے اپنا مطیع و منقاد بنائیں۔ اس کو آپ تقدیر کا سچا فیصلہ سمجھیں۔ اور یقین کر لیں کہ اب آپ کو انہیں سے سابقہ رہے گا۔ باقی رہا یہ کہ ہمارے امیر صاحب ابن مبرد کو قتل کی کیوں سزا نہیں دیتے اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی ذات سے اس کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔ اسی خیال سے ایک طرف ابن مبرد کو اسی کے دشمنوں کے ہاتھ میں دے کر اُن سے اچھی طرح رکھنے کی ضمانت لے لی ہے اور دوسری طرف آپ کو اُس کے بال بچوں اور مال و متاع کا محافظ بنا دیا ہے۔ ہمارے امیر اپنے زمانے کے اعلیٰ ترین عقلا میں ہیں۔ اُن کی حکمت عملی کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ابن مبرد کی حفاظت بھلا اس سے زیادہ عمدگی سے اور اس سے زیادہ حیرت ناک طریقے سے کوئی اور بھی کر سکتا کہ خود اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں ہے مگر کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کو بھی سوچیے کہ ان کے گھر بار کی حفاظت آپ سے زیادہ کون کر سکتا ہے۔"

ابن دغنہ: "آپ کا قیاس تو ٹھیک معلوم ہوتا ہے"۔

جمیل: "یہ قیاس نہیں۔ میں بے چارا سیدھا سادھا آدمی ان باتوں کی تہ کو بھلا کیا پہنچ سکتا تھا۔ دراصل یہ وہ باتیں ہیں جو امیر ابن طولون نے اپنے فرزند سے کیں جن کو ولی عہد بنانے کی وجہ سے تعلیم کے طور پر ہمیشہ اپنی حکمت عملیاں بتا دیا کرتے ہیں۔ ان سے یہ باتیں مجھے معلوم ہو گئیں"۔

ابن دغنہ: "تو سمجھنا چاہیے کہ ابن مبرد بڑا خوش نصیب آدمی ہے۔ میں آج تک اس کو نہایت بدنصیب خیال کر رہا تھا"۔

جمیل: "اور یہ بھی نہ سمجھئے کہ ہمارے امیر دل سے نیاسی شہزادہ منصور کے دوست ہیں۔

Marfat.com

ان کو پری جمال عزیزۂ مصر کی صورت بھی معلوم ہوئی۔ اس سے ملنے چلنے اور اس کا دل ہاتھ میں لینے کے لیے اس کے شوہر سے بھی مل لیتے ہیں۔"

ابن دغنہ: "مجھے اس کا یقین نہیں آتا۔ ایسا ہوتا تو منصور کو گرفتار کر کے بغداد بھیجتے جہاں سے فرمان پر فرمان آتے ہیں کہ ان کو گرفتار کر کے بھیجو۔"

جمیل: (ہنس کر) یہی کہتا ہوں کہ آپ نے ہمارے قابل و ہوشیار امیر کو ابھی تک نہیں پہچانا اگر شہزادہ منصور کو گرفتار کرتے یا کرا دیتے تو ایک طرف فسطاط کی رعایا ان سے ناراض ہو جاتی۔ دوسری طرف خود شہزادی عزیزۂ مصر کے دل کو ملال ہوتا۔ اور وہ نہ رعایا کو ناراض کرنا چاہتے ہیں اور نہ شہزادی کا دل دکھانا انہیں منظور ہے۔"

ابن دغنہ: "واقعی آپ سچ کہتے ہیں۔ اب مجھے یقین آیا۔

جمیل: "مجھے یہ باتیں محض اس وجہ سے معلوم ہو جاتی ہیں کہ امیر زادے صاحب کا ہمدم و ہمراز ہوں۔ ورنہ بھلا میں خاک سمجھتا۔"

ابن دغنہ: "اب تو مجھے خود اپنے معاملات میں دشواری نظر آتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا طرزِ عمل اختیار کروں۔"

جمیل: آپ کے لیے کوئی دشواری نہیں۔ اور آپ کو ان امور سے کیا تعلق۔ آپکو جو احکام ملیں اُن پر عمل کرتے رہیئے۔ مگر ہاں اتنا کیجئے کہ امیر کے ان مقاصد کو ذہن نشین رکھیے۔

ابن دغنہ: "آخر مجھے کام کرنا ہے۔ یہی ابن میرد کا معاملہ ہے۔ نہیں سمجھ میں آتا کہ کیا کروں۔ امیر کا ظاہری حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کی جائے۔ اور اصلی منشا یہ ہے کہ اُس کو کوئی آزار نہ پہنچے۔

جمیل: "آپ فقط اتنا کریں کہ حتی الامکان اس کے ساتھ نرمی کریں۔ شہر والوں کو سمجھا بجھا کے اُس کے موافق بناتے رہیں۔ مگر اس طرح نہیں کہ امیر کے دل میں ذرا بھی شبہ پیدا ہونے پائے کہ آپ ان کی حکمت عملی کو سمجھ گئے ہیں۔ وہ بہت ہی گہرے آدمی ہیں۔ ایسے شخص سے بھی دنیا کو خالی کر دیتے ہیں جس کی نسبت گمان ہوتا ہے کہ اُن کے

Marfat.com

رازسے واقف ہوگیا۔ اور ایسی خوش تدبیری سے کہ اس کو یا کسی کو ان کی کارروائی کا وہم و گمان بھی نہیں ہونے پاتا۔

ابن دغنہ: میں نہایت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایسی باتوں سے آگاہ کر دیا جن سے واقف ہونے کی بے انتہا ضرورت تھی۔

جمیل: "انہیں باتوں پر کیا موقوف ہے اگر آپ نے رازداری کی تو میں ہمیشہ ہر معاملے میں آپ کو بتا دیا کروں گا کہ امیر کا اصل منشا کیا ہے۔ یہ کہہ کے جمیل نے پوچھا "کیا وقت ہوگا۔"

ابن دغنہ: "اب سہ پہر کا وقت ہے۔"

جمیل: "تو میں رخصت ہوتا ہوں۔ امیرزادے کی خدمت میں حاضر ہونے کا وقت آگیا اور وہ نازک مزاج ایسے واقع ہوئے ہیں کہ ذرا میں ناراض ہو جاتے ہیں۔

خدا حافظ:"

ابن دغنہ: (رخصت کا مصافحہ کر کے) تو پھر ملنے کا وعدہ کرتے جایئے۔"

جمیل: "ضرور حاضر ہوں گا۔ اور اب تو میں اکثر ملتا رہوں گا۔ مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ اسی لیے اپنے آقا کے ذریعے سے تعارف حاصل کر لیا۔"

ابن دغنہ: "آپ مجھے ہمیشہ اپنا خادم پائیں گے۔ اور امید ہے کہ امیرزادہ بلند اقبال کی خدمت میں میرا سلام عرض کر کے اتنا فرما دیں گے کہ غلام اُن کے حکم بجا لانے کو ہمیشہ اپنا فخر اور سرمایۂ ناز تصور کرے گا۔"

جمیل: "وہ انشاء اللہ آپ سے خوش رہیں گے۔ میری ملاقات کا اتنا بھی نتیجہ نہ ہوا تو مجھ سے کیا امید ہو سکتی ہے۔" یہ کہہ کے چلا آیا۔

دوسرے دن جمیل نے خارویہ سے مل کر کوتوال سے ملنے کا حال بیان کیا اور کہا۔ "آپ کے ہر حکم کو وہ اپنا فخر سمجھ کے بجا لائیں گے۔" ان معمولی باتوں کے بعد اس نے ولی عہد امارات کو پوری طرح اطمینان دلایا کہ "عنقریب حضور اپنے عشق میں کامیاب اور اپنی خواہشوں میں بامراد ہوں گے۔"

Marfat.com

خارویہ:

تم جس وقت یہ باتیں کرتے ہو میرے تاریک دل میں ایک چراغ سا روشن ہو جاتا ہے۔ مگر تمہارے جانے کے بعد پھر وہی اندھیر اگھپ ہو جاتا ہے اور تمنائیں حسرت واندوہ کے ساتھ اس میں بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے لگتی ہیں۔"

جمیل:

"میں نے تو اپنے دل سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک شہزادی عزیزہ مصر جولیانا کو آپ کے پہلو میں لا کے نہ بٹھا دوں گا چین نہ لوں گا۔"

خارویہ:

"مگر کچھ بتاؤ بھی تو سہی کہ تم نے کیا تدبیر اختیار کی ہے اور ابن دغنہ سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔"

جمیل:

ان باتوں کو اس وقت عرض کروں گا جب خدا نے مجھے آپ کی نظر میں سرخرو کرے گا۔"

خارویہ: "اس کا تمہیں اختیار ہے مگر ایسا نہ ہو کہ اس کوشش میں تم کوئی فتنہ اٹھا کے کھڑا کر دو۔ یا مجھے والد کی نظر میں ذلیل کرو۔

جمیل: "حضور اس کا مطلق اندیشہ نہ فرمائیں۔"

اب جمیل اُس سے رخصت ہو کے چلا گیا۔ اور خارویہ اپنے وحشی رفیق زریق کی طرف متوجہ ہو گیا جو سب شیروں کا سردار تھا۔ اور ہمیشہ پاس رہا کرتا تھا۔

Marfat.com

نواں باب

بدمعاشوں کا جتھا

جمیل نے دو چار ملاقاتوں میں ابن الدغنہ کو اس قدر شیشے میں اُتار لیا کہ کٹھ پتلی کی طرح اس کے ہاتھ میں تھا۔ اور ہمہ تن اس کوشش میں مصروف تھا کہ شہر والوں کو ابن مبرد کا طرف دار بناتے۔ انجام یہ ہوا کہ اہل شہر کی طرف سے سابق حاکم خراج کو سزا دینے کے بارے میں جو اصرار ہو رہا تھا۔ کمزور پڑ گیا۔ شہر کے کئی بڑے صاحب اثر تاجر علانیہ اس کے طرف دار ہو گئے اور دولتمند تاجر ابوحوقل دمیاطی جو فسطاط میں ملک التجار کی حیثیت رکھتا تھا اور اسی کے گھر میں ابن مبرد رکھا گیا تھا اور ہمیشہ طوق و سلاسل میں جکڑا ایک کوٹھری کے اندر بند رہا کرتا تھا وہی ابوحوقل اپنے قیدی کے حال پر اس قدر مہربان ہو گیا کہ اس کی زنجیریں کھول دیں۔

ابن دغنہ کے ذریعے سے جمیل نے ابوالحقول سے بھی ملاقات پیدا کر لی۔ دوسرے تیسرے روز اس سے ملنے لگا۔ اور آخر ایک روز باتیں کرتے کرتے اس سے کہا" جب آپ ابن مبرد کے حال پر مہربان ہو گئے ہیں اور ان کی زنجیریں کھول دی ہیں تو انہیں اس کا موقع کیوں نہیں دیتے کہ آپ کی صحبت میں آ کر بیٹھا کریں۔ سب جانتے ہیں کہ وہ معزز شخص ہے۔ کل تک بڑے رعب و داب کے حاکم تھے۔"

ابوحوقل:" مجھے اس میں کوئی عذر نہیں ہے۔"

جمیل:" عذر نہ ہونا اور بات ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ مصلحت کیا ہے۔ وزرائے خلافت اور مدینۃ السلام بغداد کے سرداران ترک ابن مبرد کے حال پر اس قدر مہربان ہیں کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز وہ رہائی حاصل کر کے پھر مصر کے حاکم خراج ہوں گے اور

Marfat.com

اُن کو یہ عہدہ ملا تو ان لوگوں کے ساتھ کوئی دشمنی نہ اٹھا رکھیں گے جنھوں نے اس مصیبت کے زمانے میں ان پر سختی کی ہوگی۔ میری رائے میں تو یہ ہے کہ آپ انہیں اپنے ہی ساتھ کھانا کھلایا کریں اور ان کو اپنی صحبت میں آنے جانے کی آزادی دیں۔"

ابوحوقل: "آپ کی رائے بے شک مصلحت پر مبنی ہے۔ دیکھئے میں اسی وقت اُن کو بلاتا ہوں"

یہ کہتے ہی اپنے ایک غلام کو بھیج کر ابن مبرد کو بلا بھیجا اور جیسے ہی وہ آیا ابوحوقل اور جمیل اس کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ دولت مند تاجر نے اس کو جمیل سے ملایا اور کہا "آپ جمیل بن سنان امیرزادہ خاردیہ کے مصاحب ہیں۔ اور آپ سے ملنے کے مشتاق تھے۔"

ابن مبرد: "میں آپ کی محبت و نوازش کا شکر گزار ہوں۔ مگر افسوس اب تو میں اس قابل نہیں کہ کسی کے کچھ کام آؤں۔ تاہم آپ کی جو خدمت ہو یا آپ کا جو حکم ہو اس کو خوشی سے بجا لاؤں گا۔ کاش اس وقت ملاقات ہوئی ہوتی جب میں برسرکار تھا۔ اُس وقت آپ ملتے تو دیکھتے کہ میں نے اپنے دوستوں کا کیسا خالص و وفادار دوست ہوں۔ اور سچ یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ اپنے کرم فرماؤں کی غلامی کی ورنہ میرا یہ حال نہ ہوتا اور اب تو ساری دنیا بھر میں بدنام اور ذلیل و خوار ہوں۔"

جمیل: "عوام جو چاہیں کہیں مگر میں آپ کو رئیس قوم سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ ایک دن خدا ان مصیبتوں کو دور کر دے گا اور پھر قوم کے معزز و محترم رئیس ہوں گے۔"

ابن مبرد: شاید خدا دن پھیر دے۔ مگر ہاں اپنے محافظ ملک التجار کی مہربانیوں سے تو اب میرے دل میں بھی زندگی کی کچھ امید پیدا ہو گئی ہے۔ یا تو ایک بدترین مجرم کی حیثیت سے طوق و سلاسل پہنے کوٹھری میں بند پڑا رہتا تھا یا اب یوں کھلے بندوں یہاں تک آنا نصیب ہوا۔ اور اس خوش نصیبی کے ساتھ کہ میری تعظیم کے لیے آپ دونوں حضرات اٹھ کھڑے ہوئے۔"

ابوحوقل: "بے شک آپ کے ساتھ سختی ہوئی مگر یہ فقط اس وجہ سے تھا کہ عوام کی یورش سے مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں مجھ سے بدگمان نہ ہو جائیں۔ مگر اب کئی معزز لوگ آپ کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ اور وہ شورش فرو ہوتی جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے موقع

Marfat.com

ملاکہ آپ کے ساتھ وہی برتاؤ کروں جس کے آپ مستحق ہیں۔ اور اب انشاء اللہ آپ یہاں ایک قیدی کی حیثیت سے نہیں بلکہ میرے ایک عزیز مہمان کی طرح رہیں گے۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو فرماد یجئے فوراً حاضر کر دی جائے گی۔

ابن مبرد: "میں چاہتا تھا کہ چند گھڑیوں کے لیے اپنے ویران گھر میں جاتا اور اپنے اہل وعیال سے مل آتا۔"

ابوحوقل: "ابھی اس کا ارادہ نہ کیجئے۔ آپ اس گھر سے ایک لمحہ کے لیے بھی باہر نکلے تو اندیشہ ہے کہ عوام میں پھر شورش نہ مچ جائے۔"

جمیل: "مضائقہ نہ ہو تو مجھے ارشاد ہو۔ جو پیام فرمائیے۔ آپ کے گھر جا کے بتا دوں گا۔"

ابن مبرد: "پہلے تو مجھے فقط اپنے متعلقین کی خیریت معلوم ہونی چاہیئے۔"

جمیل: "میں انشاء اللہ کل ہی مفصل حالات دریافت کر لوں گا۔ اور پرسوں آپ سے مل کے عرض کروں گا۔"

الغرض جمیل نے تھوڑے ہی زمانے ابوحوقل اور ابن مبرد سے تعلقات بڑھا دیئے ان دونوں کو باہم ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ اور سب کے بعد یہ کاروائی کہ ابوحوقل سے اس مضمون کی ایک عرضداشت امیرالمومنین خلیفہ بغداد کے نام لکھوائی کہ "ابن مبرد جو بے قصور میرے گھر میں قید رکھا گیا ہے اس کا جلدی کوئی فیصلہ کیا جائے۔ ورنہ میں مجبور ہو کر اس کو چھوڑ دوں گا تاکہ آستان خلافت پر حاضر ہو کے خود ہی اپنے معاملے کا تصفیہ کرالے۔" اور اس عرض داشت کو بغیر اس کے کہ والی مصر ابن طولون کو خبر ہو دربار خلافت میں بھیج دیا۔

اس درخواست کے بھیجنے کے بعد کبھی کبھی جمیل کو اس کا موقع مل جاتا کہ ابن مبرد کی کوٹھری میں جا کر اس سے ملاقات کرے۔ چنانچہ ایک روز ایسے ہی تنہائی کے موقع پر جمیل نے ابن مبرد سے ہمدردی و دوستی کا اظہار کیا تو اس نے کہا: "آپ میرے حال پر نہایت مہربان ہیں۔ اور افسوس میں اس قابل نہیں کہ ان عنایتوں کا کوئی معاوضہ کر سکوں۔ تاہم یہ مہربانیاں لوح

Marfat.com

دل پر لکھی ہوئی ہیں۔ ایک دن ان کا معاوضہ کر سکوں تاہم یہ مہربانیاں لوح دل پر لکھی ہوئی ہیں۔ ایک دن ان کا معاوضہ ضرور ہو گا۔ آپ امیرزادۂ خارویہ کے مصاحب ہیں بھلا اُن کے ذریعے سے یہ ممکن ہے کہ ان کے والد ابن طولون امیر مصر کو میرے حال پر مہربان کر دیں؟"

جمیل: "امیر مصر اس قدر گہرا آدمی ہے کہ اُس کے دل کا حال کسی کو نہیں معلوم ہو سکتا۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل وہ کیا کرنے والا ہے۔ مگر میں نے ان کے ولی عہد خارویہ کو آپ کے حال پر مہربان بنا دیا ہے۔"

ابن مبرد: "بے شک وہ مجھ پر مہربان ہیں۔ ان کے خوبصورت بشاش چہرے اور ان کے دل کش اخلاق نے مجھے اسی دن ان کا گرویدہ کر دیا تھا جس روز اپنے والد کے ساتھ وہ میرے یہاں آئے تھے اور وہ ہنگامہ اُٹھ کھڑا ہوا جس کی بدولت میں قید میں پڑا ہوں میں نے اسی روز ان میں بوئے محبت پائی تھی۔"

جمیل: "بے شک وہ ایسے دل فریب نوجوان ہیں۔ مگر اب جو وہ آپ کے طرف دار ہو گئے ہیں تو اس کا ایک سبب ہے۔ اور اس کا اصلی باعث میں ہوا ہوں۔ میں ہی نے ان کے اثر سے فائدہ اٹھا کر کوتوال ابن الدغنہ کو اور ان کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو آپ کا طرف دار بنا دیا۔ اور ابن الدغنہ ہی کے کہنے سے ابو جوقل نے آپ کے ساتھ نرمی شروع کی۔ اور پھر میں نے ان سے ملاقات پیدا کر کے انہیں آپ کا دوست بنا دیا۔"

ابن مبرد: "ان مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے۔ اور اگر ان کارروائیوں میں آپ کا کوئی مقصد ہو تو وہ بھی صاف صاف بیان کر دیجئے۔ تاکہ اس کو پورا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤں۔"

جمیل: "مگر وعدہ فرمایئے کہ اس کام کو جو امیرزادہ خارویہ کا ہے مجھ سے سُن کر آپ نہایت رازداری اور پوری مستعدی سے انجام دیں گے۔"

ابن مبرد: "اس بارے میں آپ کو کیوں کر اطمینان دلاؤں۔ مجھ سے جس کی قسم کہیے۔ کھا لوں

Marfat.com

جیسی حلف بتائیے اٹھالوں یا جیسی تحریر آپ چاہتے ہوں آپ کو لکھ دوں۔"

جمیل: "آپ کا زبانی اقرار کرلینا کافی ہے۔ اصل یہ ہے کہ خارویہ عزیزہ مصر شہزادی جوریانا کے شمع جمال کے پروانہ ہوگئے ہیں۔ اور اُن کے وصال سے محروم ہونے کے باعث انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ مگر یہ معاملہ ایسا ہے کہ کسی کے سامنے زبان سے نہیں نکال سکتے۔ ایک معزز خاندان کی شاہزادی جو ایک عباسی خلیفہ زادے کو بیاہی ہوئی ہے اُس کے عشق کا نام بھی زبان سے لیں تو سارے مصر میں تھلکہ پڑجائے۔ ان کی بے قراری و بے تابی حد سے زیادہ بڑھی۔ میں نے ان کو یقین دلایا کہ دنیا میں یہ کام صرف آپ سے ہوسکتا ہے۔ پہلے وہ اس کو نہ مانتے تھے مگر میرے کہنے اور سمجھانے سے سمجھ آگیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے ان کے سامنے جھوٹا نہ کریں گے۔"

ابن مبرد: (بشاش چہرے سے) "یہ تو ان کی نہیں بلکہ میری ذاتی تمنا ہے۔ شاید انہوں نے سنا بھی ہو کہ میرا ارادہ یہی تھا کہ منصور کو گرفتار کرکے بغداد میں سرداران ترک کے حوالے کردوں۔ اسی لیے جوریانا کو دھوکے میں بلا کر اسیر کرلیا تھا مگر افسوس کہ ابن طولون نے اس کو پسند نہ کیا۔"

جمیل: "مگر اب یقین ہے کہ پسند کریں گے۔ کیونکہ خود ان کے فرزند کی زندگی خطرے میں ہے۔"

ابن مبرد: "خیر اب مجھے اُن کے پسند کرنے یا نہ کرنے سے تعلق نہیں۔ میں تو امیرزادہ خارویہ کی تمنا پوری کروں گا۔ اور ان کا مہربان ہونا میرے لیے کافی ہے۔"

جمیل: "تو پھر آپ کے نزدیک اس مقصد کو پورا نے ہونے کی کون سی صورت ہے؟

ابن مبرد: وہی جو پہلے میں سوچ چکا تھا۔ اگر امیر ابن طولون موافق ہوجاتے اور کسی طرح پھر میری پرانی خدمت مجھے دلوا دیتے تو میں یہیں بیٹھے بیٹھے اُن کے فرزند کی تمنا پوری کردیتا۔ اور اگر وہ ساتھ نہ دیں تو مجھے اتنا موقع ملنا چاہیئے کہ یہاں سے بھاگ کے بغداد پہنچ جاؤں پھر کسی کو مدد دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سب کام خود ہی کرلوں گا۔"

جمیل: "خیر آپ اس خدمت کے انجام دینے کے لیے تیار رہیئے کوئی صورت پیدا ہو ہی جائے گی۔

Marfat.com

یہ کہہ کے جمیل بن سنان اس سے رخصت ہو کے اپنے گھر گیا۔ اور دوسرے ہی روز جا کے ابن مبرد سے ملنے کا حال غارویہ سے بیان کر دیا۔ وہ روز روز کا حال اپنے آقا سے بیان کر دیا کرتا تھا۔ مگر کبھی یہ نہیں بتایا کہ شہزادی کو آپ سے ملانے کی کیا تدبیر اختیار کی گئی ہے۔

Marfat.com

دسواں باب

ابن مبرد چھوٹ کے بھاگا

جمیل جس روز ابن مبرد سے ملا ہے اُس کے ایک ہفتہ بعد ایک دن یکایک شہر فسطاط میں غل ہوا کہ ابن مبرد ابو جوقل کی حراست سے بھاگ گیا۔ رعایا میں ایک فوری جوشش پیدا ہوا۔ بہت سے لوگ امیر ابن طولون کے پاس پہنچے اور شکایت کہ اس معاملے کو اتنے دنوں تک ڈال رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدمعاش اور سفلہ مزاج ابن مبرد قید سے نکل بھاگا۔"

ابن طولون نے کہا: "تمہارے اطمینان کے لیے قیدی خود تمہارے حوالے کر دیا گیا تھا اور تم نے جس کے پاس چاہا اُس کو رکھا۔ لہٰذا اس کے نکل جانے کا الزام ہم پر نہیں خود تم لوگوں پر ہے۔ بلکہ ہم کو حق ہے کہ اُس کو تم سے طلب کریں۔ اور اس غفلت کے جرم میں تم سے جتنا بڑا جرمانہ چاہیں وصول کر لیں۔ باقی رہا یہ کہ اس کے مقدمے کا فیصلہ ہونے میں تاخیر کیوں ہوئی تو اس کا سبب بھی تم جانتے ہو۔ مدینۃ الاسلام بغداد اور دربار خلافت سے حکم پر حکم چلے آتے تھے کہ ابن مبرد چھوڑ کر اپنی قدیم خدمت پر بحال کیا جائے مگر میں نے محض تمہاری دل شکنی کے خیال سے ان حکموں کی تعمیل نہیں کی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دارالخلافت سے میرے تعلقات اچھے نہیں رہے۔ اب بدقسمتی سے وہ خود تمہاری حراست میں سے نکل گیا تو میں کیا کر سکتا ہوں؛ اور سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ اب تمہیں میں سے بعض ذی اثر لوگ اس کے طرف دار نظر آتے ہیں۔"

شہر والوں کے پاس اس کا کچھ جواب نہ تھا سب لاجواب و نادم ہو کے واپس گئے۔ مگر ان کو رخصت کیے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ شاہزادی عزیزۂ مصر جولیانا اپنے شوہر منصور کے ساتھ امیر ابن طولون سے ملنے کو آئی۔ فوراً استقبال کے لیے ابن طولون قصر کے

Marfat.com

دروازے پر نکل آیا۔ دونوں کو عزت و حرمت سے اندر لے گیا اور تعظیم و تکریم سے مزاج پرستی کی۔

اِدھر اُدھر کی چند باتوں کے بعد شہزادی نے کہا "افسوس ابن میرد کو سزا نہ ملی اور عدالت کے پنجۂ غضب سے نکل گیا۔ جو ہمدردی آپ نے پہلے دن میرے ساتھ کی تھی اُس سے مجھے یقین تھا کہ ہمارے اس سرکش و گستاخ غلام کو اب پھر کبھی شرارت کا موقع نہ ملے گا۔

ابن طولون: "پری جمال و صاحب اقبال شہزادی اگرچہ آپ کے نازک اور پھول سے ہونٹوں سے شکایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ تاہم مجھے اس سے تکلیف بھی ہوتی ہے کہ آپ کے دل کو صدمہ پہنچا۔ مگر اس میں میرا مطلق قصور نہیں ہے۔ بابِ عالی خلافت سے تاکیدی حکم آ رہے تھے کہ ابن میرد قید سے آزاد کر کے پھر اپنی خدمت پر مامور کر دیا جائے۔ میں ایسی صورت میں کیا کر سکتا تھا۔ آپ ہی کے خیال سے میں نے احکام کا مطلق لحاظ نہ کیا تو دس سال تک اس کو قید رکھا۔ آپ کی مروت کا مجھ پر اتنا اثر تھا کہ اس بارے میں آپ کے باعث میں نے خلافت اور وزرا و امرائے بغداد کو اپنا دشمن بنا لیا۔ جس کا انجام مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ مگر باوجود میری ان کوششوں کے ابن میرد کے بھاگ جانے کا مجھے بڑا افسوس ہے۔"

منصور: "لیکن آپ نے تو اُن لوگوں سے ضمانت لے لی تھی جن کی حراست میں ابن میرد رکھا گیا تھا۔ ان لوگوں سے آپ ان کو طلب کر سکتے ہیں۔"

ابن طولون: "بے شک طلب کر سکتا ہوں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ دولت مند تاجر، ابوالحوقل دمیاطی نے جو اس کا طرف دار ہو گیا ہے کہ عجب کہ اسی نے جان بوجھ کر اسے بھگا دیا ہو۔ لیکن ان لوگوں کے ساتھ قوت کی بنا پر اگر ذرا بھی سختی کی گئی تو امرائے بغداد اور دربار خلافت سے مجھ سے علانیہ دشمنی ہو جائے گی۔ ممکن ہے کہ میں اس دشمنی کی بھی پروا نہ کروں۔ مگر ابن میرد کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے۔ اس نے چھوٹتے ہی عراق کی راہ لی ہوگی اور دو ہی چار روز میں ان لوگوں کے پاس پہنچ جائے گا جو وہاں اس کی

Marfat.com

طرف داری کر رہے تھے۔"

جولیانا: "اگر وہاں گیا تو آپ کے دوست منصور کے لیے بہت نازک زمانہ آجائے گا۔"

ابن طولون: "وہ یقیناً آپ دونوں صاحبوں کے خلاف شورش پیدا کرے گا۔ مگر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میرے دم میں دم ہے وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ میری ضمانت میں ہیں۔ اور خلیفہ بغداد یا وہاں کے سرکش امرائے ترک کی اتنی مجال نہیں کہ مصر میں کوئی کارروائی وغیرہ بغیر میری منظوری کے کرسکیں۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ اتنی قوت پیدا کرلی ہے کہ دربار بغداد نہ مجھے معزول کرسکتا ہے اور نہ میری مخالفت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔"

منصور: "تو پھر آپ علانیہ علم مخالفت کیوں نہیں بلند کرتے؟"

ابن طولون: "میں اسلامی خلافت کا بظاہر مطیع ومنقاد بن کے رہنا چاہتا ہوں مگر اسی اطاعت کے ذریعے سے اپنی حکومت مصر کی بنیاد اتنی مضبوط کرلوں گا کہ ولایت مصر مدتوں تک میرے اور میرے خاندان کے اختیار میں رہے گی۔"

منصور: "خیر تو مجھے آپ کی کفالت وحمایت میں یہاں اطمینان حاصل رہے گا۔ سچ یہ ہے ہم لوگ آج کل سب سے بڑے مظلوم ہیں۔ اور محض چند شرفائے اسلام کی مدد پر جی رہے ہیں۔ ورنہ ترک سردار جن کو ہمارے جدامجد معتصم باللہ نے پرورش کرکے بڑھایا تھا آج انہیں کی نسل کے خون کے پیاسے ہیں۔ اور اُن کی بے رحمیوں اور بے اعتدالیوں نے یہ حالت کردی ہے کہ ہم خود اپنے غلاموں سے آزار پاتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔"

جولیانا: "بے شک اب ہماری عزت وآبرو آپ ہی کے بچائے بچ سکتی ہے۔"

ابن طولون: "جب تک میں زندہ ہوں۔ آپ کو ان لوگوں سے کوئی ضرر نہ پہنچ سکے گا۔"

اس گفتگو کے بعد جولیانا اور منصور اظہار اطمینان کرکے والی مصر سے رخصت ہوئے

Marfat.com

اور اپنے قصر کی راہ لی۔ اور گو کہ منصور کے دل سے تردد نہ گیا تھا مگر اپنی نازک دل بیوی کی تسلی کے لیے بظاہر نہایت ہی اطمینان و فارغ البالی سے زندگی بسر کرتا۔

اسی حالت کو تقریباً دو مہینے ہو گئے۔ ابن طولون نے ابو حوقل کو بلوا کے کئی بار دھمکایا اور کہا "اپنی خیریت چاہتے ہو تو ابن مبرد کو حاضر کر دو۔ میں ضمانت کی رقم اس سے وصول نہیں کرتا مجھے روپیہ نہیں خود مجرم درکار ہے جسے تم نے کیفر کردار کو پہنچنے سے بچا دیا اسی طرح وہ اکثر عزیزۂ مصر کے قصر میں دونوں میاں بیویوں کی تسلی و تشفی کرتا۔ مگر ان سب سے مخفی اندر ہی اندر ایک اور سازشی قوت اپنا کام کر رہی ہے جس کے اصلی بانی خارویہ اور جمیل بن سنان تھے۔ ابن الدغنہ کوتوال اور ابو حوقل و میاطی بھی اس میں شریک ہو گئے تھے۔ ابن الدغنہ کو یقین تھا کہ والی مصر ابن طولون بھی ہمارے ساتھ ہے۔ مگر ابو حوقل محض جمیل کے بہکانے سے اس امر کا امیدوار تھا کہ اب ابن مبرد جب دوبارہ حاکم خراج مقرر ہو گا تو مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہو گا۔

انہیں دنوں ایک روز جمیل حسب معمول خارویہ کے پاس حوض سیماب کے کنارے بیٹھا تھا۔ خارویہ اس کے اندر جمیل کی طرف منہ کیے ہوائی توشک پر لیٹا ہوا تھا اور اس کے سر کی طرف حوض کے کنارے اس کا وحشی زریق خاموش سو رہا تھا۔ جمیل نے اپنے آقا کو اطمینان دلایا کہ "اب عنقریب عزیزۂ مصر آپ کے حرم میں داخل ہو گی۔ ابن مبرد کا چھوٹ جانا آپ کی تمنا پوری ہونے کا مقدمہ ہے جس کا نتیجہ دو ہی چار روز میں نظر آ جائے گا۔"

خارویہ: "مگر میں نہیں سمجھا کہ ابن مبرد سے مجھے کیسے مدد مل سکتی ہے؟"

جمیل: "وہ یہاں سے سیدھا دارالاسلام بغداد گیا ہے۔ اور وہاں کے تمام وزرا و سپہ سالار اُس کے بس میں ہیں۔"

خارویہ: "یہ بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ دربار خلافت کے لوگوں پر اُس کا کیوں اثر ہے؟ ایک حبشی غلام کی بغداد کے صاحب اقتدار امرا کی نظر میں بھلا کیا وقعت ہو سکتی ہے؟"

جمیل: "حضور نے ابھی تک زمانے کو نہیں پہچانا۔ بغداد میں ان دنوں نہ شرافت کی

Marfat.com

قدر ہے اور نہ لیاقت و شجاعت پوچھی جاتی ہے۔ وہاں تو ہر شخص روپیہ کا بھوکا ہے جو شخص کچھ دولت و خزانہ پہنچا دے یا کسی جگہ سے روپیہ کے ملنے کی امید دلا دے کامیاب و بامراد اور اراکین دولت خلافت کا سچا دوست ہے۔ ابن مبرد کو سب جانتے ہیں کہ جابر و ظالم کمینہ اور سفلہ مزاج حبشی غلام ہے۔ مگر اپنی چالاکی سے خفیہ مراسلت کر کے اس نے امرائے خلافت کو یقین دلایا کہ ایک بہت بڑی دولت منصورا اور جولیانا کے گھر سے مل سکتی ہے۔ اور اگر مجھے موقع دیا گیا تو میں اس کو بہ آسانی حاصل کر کے بغداد میں پہنچا سکتا ہوں۔ بس سب کے سب اس کے طرف دار ہو گئے۔ ادھر سے اپنے تعلقات مضبوط کر لینے کے بعد اس نے شہزادی عزیزہ مصر پر ہاتھ ڈالا تھا۔ اور اسی کے باعث ہے کہ اگرچہ ساری رعایائے مصر اس کے خون کی پیاسی ہے اور حضور کے والد امیر ابن طولون بھی اسے قتل کرنا چاہتے تھے مگر بغداد سے برابر تاکیدی احکام چلے آتے تھے کہ اس کو چھوڑ کے پھر پہلی خدمت پر بحال کر دو۔

جمیل اور خارویہ ان باتوں میں محو تھے کہ یکایک کسی نے جمیل کے پیچھے سے نکل کے اُس پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ زخمی ہو کے حوض کے کنارے گر پڑا اس کے خون نے پارے کے پانی میں جا بجا ارغوانی رنگ کے پھول کھلا دیئے جمیل کو گراتے ہی اس شخص نے ارادہ کیا کہ حوض میں پھاند کر خارویہ سے کچھ کہے کہ زریق چونکا۔ جھپٹ کے اس کو چھاپ بیٹھا اور خون پی لینے کے بعد ایک چشم زدن میں ایسا پھاڑ ڈالا کہ پہچاننا مشکل تھا۔ خون پی کر وحشی شیر آپے سے باہر تھا اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ مگر خارویہ نے قریب جا کے پیٹھ پہ ہاتھ پھیرا۔ پیار کیا بہلایا۔ اور آخر اس کا غصہ فرد کر کے پھر اسی جگہ بٹھا دیا جہاں وہ معمولاً بیٹھا رہا کرتا تھا۔

اب خارویہ نے جمیل کے قریب جا کے دیکھا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ مگر وہ مرا نہ تھا بیہوش تھا۔ خارویہ نے فوراً آدمیوں کو بلا کے حکم دیا کہ اس کے منہ پہ پانی چھڑک کر ہوش میں لائیں اور جب اسے ہوش آگیا تو معلوم ہوا کہ قاتل کی تلوار بہت اچھی پڑی تھی سر سے اچٹ کے شانے پر پڑی اور خفیف سا چرکا دے کے رہ گئی۔ مگر دو ایک دو گوں

Marfat.com

کے کٹ جانے سے خون البتہ زیادہ بہ گیا۔ خادموں نے اُس کے زخم دھو کر پٹی باندھی پھر قاتل کی لاش کو اُٹھا لے گئے جس کی صورت کو شیر نے چیر پھاڑ کے اس قابل نہ رکھا تھا کہ کوئی پہچان سکے۔ خادموں کے چلے جانے کے بعد خارویہ نے جمیل سے کہا خدا نے بڑی مہربانی کی کہ تم بچ گئے "۔

جمیل: " خدا کی اصلی مہربانی تو یہ ہے کہ حضور کا بال بی کا نہیں ہوا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہ تھا کہ میں حضور پر سے تصدق ہو جاتا۔ مگر وہ کم بخت خونی تو مجھے زخمی کر کے حضور کی طرف چلا تھا"۔

خارویہ: اگر میرا زریق نہ جھپٹ پڑے تو وہ واقعی مجھ تک پہنچ گیا تھا۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا ہے کہ یہ کون شخص تھا اور میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا جو میری جان لینے کے درپے ہو گیا"۔

جمیل: "میں بھی خداوندا اس چکر میں ہوں۔ شہر میں جاؤں تو شاید کچھ پتہ لگے مگر آج معلوم ہو گیا کہ دنیا میں ہم سے بے آزار لوگوں کے بھی دشمن موجود ہیں"۔

خارویہ: "تم کو اعتراض تھا کہ رات دن زریق کو ساتھ رکھنا اچھا نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ ایسے نازک موقع پر کوئی اور بھی کام آسکتا تھا؟ زریق نہ ہوتا تو آج میری اور تمہاری دونوں کی خیریت نہ تھی"۔

جمیل: "حضور کا فرمانا بجا ہے۔ اور واقعی مجھے آج اس جانور کی قدر معلوم ہوئی جو باوجود وحشی ہونے کے وفادار ہے"۔

خارویہ: یہی باتیں دیکھ کر میں اپنے زریق کی صورت کا عاشق ہوں"۔ یہ کہہ کر اس نے ہوائی قالین کی ایک طرف کی زنجیر کھول۔ ایک ہاتھی دانت کی بلی سے کھے کر اس کو حوض سیماب کے کنارے لایا جہاں زریق بیٹھا تھا۔ چمکار چمکار کے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا جس کی شکر گزاری میں وہ غرانے لگا۔ پھر آدمیوں سے منگوا کے اسے بہت سا گوشت کھلایا اور اپنے قالین کو حوض کے بیچ میں کر کے جمیل سے کہا۔" خیر اب ابن مبرد کا حال پورا کرو۔ اس لیے کہ اس کے ذریعے سے تم کہتے ہو عزیزۂ مصر میرے آغوش شوق میں آجائے

گی۔ سچ پوچھو تو میری زندگی کی اصلی تمنا یہ ہے کہ ملائک فریب نازنین جولیانا مجھ سے ہم آغوش ہو اور میرا پیارا زریق پاس بیٹھا ہو۔ ان دو تمناؤں میں سے ایک تو خدا نے پوری کر دی مگر دوسری باقی ہے وہ شاید تمہاری کوشش سے پوری ہو جائے۔

جمیل: "حضور شاید نہ پسند کریں مگر اسی مقصد کے حاصل کرنے کے لیے میں نے ابن مبرد کو آزاد کرایا۔ ابو حوقل کسی طرح منظور نہ کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ایک طرف شہر والے مجھے مار ڈالیں گے۔ اور دوسری طرف ابن طولون زرتاوان وصول کرنے کے نام سے میرا سارا گھر لوٹ لیں گے۔ مگر میں ہی تھا کہ ایسے کچ دلے زرپرست کو سمجھا بجھا کے آمادہ کر دیا۔"

خارویہ: "مگر اُس کے چھوٹ جانے سے مجھے کیا مل جائے گا؟"

جمیل: وہ جو کچھ کرے گا مجھے بتا گیا ہے۔ اور میں اس کو حضور کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہوں۔ یہاں سے چھوٹ کر وہ سیدھا بغداد میں گیا ہے۔ وہاں امیر باغز اور وصیف سے ملے گا جو بڑی بے صبری سے اُس کے آنے کے منتظر ہیں۔ دار الخلافت کے خزانے اور تاریخی قیمتی قالین کے اُڑا لانے کی وجہ سے منصور کی وہاں تلاش ہو رہی ہے۔ ابن مبرد جاتے ہی ان دونوں کو یقین دلائے گا کہ اگر منصور کے قتل کرنے کا کام میرے سپرد کیا جائے تو اُن کی اور ان کی دولت مند بیوی جولیانا کی ساری دولت لا کے میں حاضر کر دوں گا۔ لہٰذا آپ یقین جانیں کہ خلافت کے فرمان اور ایک زبردست لشکر کے ساتھ وہ عنقریب آتا ہو گا اور آتے ہی منصور کو قتل کر کے سر بغداد بھیجے گا اور اس کی مغرور جورو کو حضور کی نذر کرے گا۔"

خارویہ: (دیر تک غور کر کے) "مگر والد اس کو ایسا کرنے دیں گے؟ انہوں نے تو عزیزۂ مصر اور منصور دونوں کی حمایت کا عہد کر لیا ہے۔"

جمیل: "یہ مجھے معلوم تھا اور میں نے ابن مبرد کو سمجھا دیا ہے کہ حضور امیر مصر سے جھگڑا نہ کرے اور نہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرے۔ اس کا خیال یہ تھا کہ تھوڑے سے دلیر و جانباز بہادروں کے ساتھ ایک رات کو ناگہاں جولیانا کے قصر پر آ پڑے۔ اور اس کے

Marfat.com

شوہر کے سر اور ساری دولت کو جھٹ پٹ لوٹ کے واپس چلا جائے اور قبل اس کے کہ حضور والی کو خبر ہو وہ اپنا کام کر کے جائے۔ بس آپ ایک روز صبح کو یک بیک سنیں گے کہ یہ کارروائی ہو گئی۔ اس راز کی مصر میں یا تو مجھے خبر ہے اور یا ابو حوقل کو۔ ہم دونوں نے ابن مبرد کو کئی دن تک سمجھا بجھا کے اس کارروائی پر آمادہ کیا ہے۔"

خارویہ: مجھے تو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میری وجہ سے اتنا بڑا ظلم ہو جائے مگر خیر میں نے مانا کہ منصور مار ڈالا جائے گا مگر جولیانا مجھے کیسے ملے گی؟"

جمیل: "اس کی تدبیر بھی میں نے ابن مبرد کو بتا دی ہے وہ جولیانا اور اس کی تمام لونڈیوں کو قصر سے پکڑ لے جائے گا اور شام کے شہر عسقلان میں ایک ہفتہ تک قیام کرے گا جس دن مصر میں یہ واقعہ ہو گا اس کے دوسرے روز ابو حوقل یہاں سے ملک شام کی راہ لے گا اور عسقلان میں پہنچے گا۔ وہاں ابن مبردان تمام لونڈیوں کو جو اسیر ہوں گی مختلف لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالے گا۔ اسی سلسلہ میں ابو حوقل جولیانا کو خرید کے یہاں واپس لائے گا۔ اور حضور اس کو ایسی خاموشی کے ساتھ خرید لیں گے کہ امیر ابن طولون یا کسی شہر والے کو خبر بھی نہ ہو گی کہ کیا کارروائی کی گئی اور آپ نے عزیزہ مصر کو مول لیا ہے۔"

خارویہ: "تدبیر تو معقول ہے مگر نہایت ہی سفاکی و بے رحمی کی تدبیر ہے مگر خیر میں اس کو گوارا کروں گا۔ اس لئے کہ یہ کام نہ میرے ہاتھ سے ہوں گے اور نہ میرے اشارے سے۔"

جمیل: "اس بار کو حضور کی خدمت بجا لانے کے لیے یہ غلام اپنی گردن پر بڑے شوق سے لے گا۔ بلکہ اس کی ضرورت بھی نہ ہو گی کہ ابو حوقل سے حضور سے خرید و فروخت کی معاملت ہو۔ وہ ایک اور شخص کے ہاتھ بیچیں گے۔ اس سے میں خریدوں گا۔ اور اپنی طرف سے نذرانے کے طور پر لا کے ملاحظہ میں پیش کر دوں گا۔"

خارویہ: "مگر افسوس میری حور وش اور پری جمال محبوبہ پر کتنا بڑا ظلم ہو گا۔

جمیل: "بادشاہوں اور شہزادوں کو ایسی باتوں کا خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے ہاتھوں سے تو ایسے کام روز ہی ہوا کرتے ہیں۔ اب حضور کی اجازت ہو تو غلام شہر میں جا کے

Marfat.com

اس بات کا جلد پتہ لگائیے کہ یہ بدقسمت خونی کون تھا جو یہاں تک پہنچ کر مجھ پر حملہ آور ہوا تھا۔"

خارویہ: "ہاں جاؤ اور جب پتہ لگے تو مجھے فوراً آکر خبر دینا کہ یہ کون شخص تھا اور کیوں ہمارے خون کا پیاسا تھا۔"

جمیل "بہت خوب" کہہ کر اپنے آقا سے رخصت ہوا اور اپنے گھر کی راہ لی۔

Marfat.com

گیارہواں باب

سازش کرنے والوں کا غلبہ

آدھی رات کا وقت ہے اور اندھیری رات تارے کھلے ہوئے ہیں۔ اور سیلاب نیل سے جو پانی کوسوں تک میدانوں اور کھیتوں میں پھیلا ہوا ہے اس پر ہلالی مہینے کی پچھلی راتوں کے چاند نے افق مشرق منہ نکال کر اپنی لوزکی چادر بچھادی جس کے نیچے سے بے قرار لہریں اُبھر اُبھر کے کسی طرح شکنوں کو نہیں مٹنے دیتیں۔ یہ متلاطم موجیں کسی عاشق بے تاب کی طرح چاہتی ہیں کہ ماہتاب کے عکس کو اپنے آغوش میں چھپالیں گے مگر نہیں چھپا سکتیں۔ اسی فرش سیمیں کے درمیان ایک بلند خطہ زمین پر شہر فسطاط کی عمارتیں نمایاں ہیں۔ شمال کی جانب ایک بہت اونچے ٹیکرے پر عزیزہ مصر کا تاریخی قصر اپنے کلسوں کو فلک بے مہر کے کلیجے میں پیوست کئے ہوئے ہے۔ درمیان میں وہ پرانا قصر العیون ہے جس میں والی مصر رہتا ہے اور اس کی چوٹی پر دولت عباسیہ کا پھریرا اڑ رہا ہے ان دونوں قصروں کے درمیان اور ہر چہار طرف دور دور تک شہر فسطاط کی آبادی پھیلی ہوئی ہے جو قبطیوں کے عہد کی بہ نسبت اب بہت زیادہ ترقی پر ہے۔ اور اسی موجودہ عروج کے باعث یہ شہر سارے یورپ میں فی الحال "بابل" کے نام سے مشہور ہے۔ اسلیے کہ فرنگستان والوں نے تورات کی تاریخ میں فرات کے کنارے والے فناشدہ بابل کے جو افسانے پڑھے ہیں وہ سب ان دنوں اسی شہر کی سیر کرکے اور اس کی عالی شان عمارتیں دیکھ کر یاد آجاتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ فسطاط نے اسکندریہ کی ساری دولت و عظمت کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اور اس اگلے دارالسلطنت مصر کی وقعت ایک مرکز تجارت بندرگاہ سے زیادہ نہیں باقی رہی۔

Marfat.com

اسی آبادی کے آگے آگے اور دریا کے کنارے کنارے جو سڑک شمال سے جنوب کی طرف چل گئی ہے اس پر اس سناٹے کی گھڑی میں دو شخص آپس میں باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک جس کے سر اور شانے پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں ہمارا مفسد دوست جمیل بن سنان ہے اور دوسرا اس کا رفیق کو معصیت ابوالحوقل ومیاطی۔ عالم آب اور اس پر چھلکنے اور تڑپنے والی چادر نور نہایت دل کش اور پر لطف چیزیں ہیں۔ مگر دونوں کچھ ایسے افکار و ترددات میں محو ہیں کہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ مشرق افق سے کیسی نور پاشی ہو رہی ہے اور صفحۂ عالم پر کیسا بہار کا عالم طاری ہے۔ انہیں اپنی فکروں کے سوا کسی بات کا خیال نہیں۔ ابوالحوقل نے چلتے چلتے رک کے اپنے رفیق کی طرف منہ پھیرا اور کہا میں تو سمجھتا ہوں کہ آج ہی کی تاریخ سے یہ سب اندیشے دور ہو جائیں گے۔ بس ابن میرد کے واپس آنے کی دیر ہے۔"

جمیل: "مگر مجھے تو اس واقعہ کی وجہ سے اپنے تمام منصوبوں کی نسبت شبہ ہو گیا اور ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے کوئی اور مخالف قوت اور خوف ناک سازش پردے کے پیچھے پیچھے ہمارے خلاف کام کر رہی ہے۔"

ابوالحوقل: اس واقعے کے اندیشہ ناک ہونے میں شبہ نہیں مگر آپ اس کو جہاں تک بڑھاتے ہیں وہ آپ کا وہم ہے۔

جمیل: "آخر مجھ پر اور میرے آقا خارویہ پر کسی کو حملہ کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے جو کوئی ہماری جان کا خواستگار ہو گا۔ یقیناً کوئی شخص ان تدابیر میں ہمارا مزاحم ہونا چاہتا ہے۔ اور اسی لئے میں نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک اس سازش کو ڈھونڈھ نہ نکالوں گا دم نہ لوں گا۔"

ابوالحوقل: مگر آدھی رات کے سناٹے میں اس وقت کیسے پتہ لگے گا؟ اس کا خیال چھوڑ دو اور اس وقت جو ہونے والا ہے اس کا ذکر کرو۔"

جمیل: "جس شخص نے ہم پر حملہ کیا اگرچہ شیر نے چیر پھاڑ کر اس کی صورت بگاڑ دی مگر جس وقت اس نے مجھ پر تلوار ماری ہے میں نے پلٹ کے اُس کی صورت دیکھی تھی اُس

Marfat.com

صورت کا ایک شخص ملاحوں کی گلی میں رہتا ہے۔ اور اس کی کشتی پر ایک بار سوار ہو کے میں قصبۂ ارسوف میں گیا ہوں۔ پھر اس کے بعد میں نے ایک دن اس کو کوتوال شہر ابن دغنہ کے دروازے پر دیکھا تھا۔ چل کے اس کو دیکھتا ہوں۔ اگر صحیح وسلامت ہو تو سمجھوں گا کہ وہ کوئی اور شخص تھا۔ اور اگر نہ ملا تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ وہی تھا جو زریق کے پنجہ کا شکار ہوا اور اتنا پتہ مل جانے کے بعد میں سب باتیں دریافت کر لوں گا۔" پہلے اس کو چل کے دیکھ لو۔"

ابوالحوقل: "اس وقت گھبراہٹ میں آپ نے کیا دیکھا ہوگا۔ بھلا ایسے دیکھنے کا کچھ اعتبار ہے؟ اور اگر اس کا کچھ خیال ہے بھی تو ابن دغنہ سے کہیے گا وہ پتہ لگا لیں گے۔"

جمیل: "اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے۔ اور ابن دغنہ سے امید بھی نہیں کہ سچائی سے اس کام کو انجام دیں۔ مجھے ان پر بھروسا تھا مگر چند روز سے اُن کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ میں نے ان کو فریب دیا اور غلط باور کرایا کہ امیر ابن طولون دل سے ابن مبرد کے طرفدار ہیں۔"

ابوالحوقل: "تو کیا آپ نے اُن سے یہ کہا تھا؟"

جمیل: "میں نے یہ تو نہیں کہا کہ مجھے صحیح طور پر ایسا معلوم ہوا ہے۔ میں نے اپنا یہ قیاس اُن پر ظاہر کیا تھا۔ تو اول تو ابھی اس خیال کی پوری طرح تکذیب نہیں ہوئی اور ہو بھی تو کسی قیاس کے غلط ہو جانے سے مجھ پر بدگمانی کیسے کی جا سکتی ہے؟ اور لو یہ ملاحوں کا محلہ بھی آ گیا۔ اور یہ دیکھئے اس مشتبہ شخص کا مکان ہے۔" ساتھ ہی بڑھ کے دروازہ دھم دھمایا اور اندر سے ایک ضعیف العمر شخص نے نکل کر صاحب سلامت کے بعد پوچھا "آپ کیا چاہتے ہیں؟"

جمیل: "اسی مکان میں وہ ملاح رہتا ہے جو ٹھنگنا۔ گدار اور بڑے بڑے نتھنوں والا شخص ہے۔ اس کی داڑھی چھوٹی ہے اور سر گنجا ہے۔"

بڈھا: "شاید آپ ابن الغیوق کو پوچھتے ہیں۔ وہ میرا بیٹا ہے اور پرسوں چند شامی مسیحیوں کو لے کر دمیاط کی طرف گیا ہے۔ امید ہے کہ دو تین ہفتوں میں واپس آ جائے"

جمیل: "تو وہ پرسوں سے یہاں نہیں ہے؟"

Marfat.com

بڈھا: ہاں ہاں نہیں ہے۔ ان لغو اور فضول باتوں سے کیا حاصل؟ اپنا مطلب کہیے تھوڑی دور جانے کی ضرورت ہو تو میں پہنچا دے سکتا ہوں۔ مگر میری کشتی دور نہیں جا سکتی۔

جمیل: "مجھے کہیں جانا نہیں ہے۔ تمہارے بیٹے سے مجھے ایک ضروری کام تھا۔ یہ جواب پاکر بڈھے نے گھر میں گھس کر دروازہ بند کر لیا۔ اور جمیل اور ابوالحوقل واپس روانہ ہوئے اور دو قدم بڑھ کے ابوالحوقل نے کہا "اب تو یقین ہو گیا کہ یہ شخص نہ تھا؟

جمیل: "ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس کی صورت دیکھ لوں تو جانوں کہ وہ نہ تھا" یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک حبشی نے قریب آکے کہا "میرے آقا آپ خوب ملے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ شاید آپ اس وقت آدھی رات کو نہ آئے ہوں۔ مگر آپ میرے لکھنے کے مطابق موجود ہیں۔ اور یہ آپ کے دلی دوست جمیل ہیں" ابوالحوقل نے اپنے غلام کو فوراً پہچان لیا اور کہا۔ کافور! تم نے بڑا انتظار کرایا۔ اچھا جلدی کہو کہ سب کام پورا ہو گیا"

کافور: "جی ہاں آپ کی عنایت سے ابن مبرد اپنی سب تدبیروں میں کامیاب ہوئے۔ جب آپ نے ان کو آزادی دینے کے بعد مجھے اُن کے ساتھ روانہ کیا تو ہم دونوں یہاں سے بھاگ کر سیدھے شہر عسقلان میں پہنچے۔ اور وہاں دو چار روز دم لینے کے بعد دارالاسلام بغداد کی راہ لی۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے دن ابن مبرد سردار عساکر ترک باغر سے اور پھر باغر کے ساتھ جا کے ایوان خلافت کے دارو غہ وصیف سے ملے۔ اور اپنی رہائی کا حال بیان کر کے اُن دونوں کو اپنا دوست اور طرف دار بنا لیا"

جمیل: "یہ دونوں ترک سرداران کے ہمدرد پہلے ہی سے تھے۔ تم نے یہ بھی سنا کہ اُن سے کیا باتیں ہوئیں؟"

کافور: اگرچہ میں ابن مبرد کے ساتھ وہاں گیا تھا مگر اتنے فاصلہ پر ٹھہرا دیا گیا تھا کہ اُن کی گفتگو اپنے کانوں سے نہیں سن سکا۔ تاہم جو کچھ ابن مبرد سے میں نے سنا عرض کیے دیتا ہوں ابن مبرد نے ان سے کہا آپ کو اپنی قوت و شوکت بڑھانے کے لیے دولت اور روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ چیز کسی جگہ اتنی نہیں مل سکتی جتنی کہ مصر کے صرف ایک گھر

Marfat.com

یعنی جولیانا یا منصور کے مکان سے مل جائے گی۔ آپ نے جب میری خواہش کے مطابق منصور کے گرفتار کرنے کا حکم جاری کیا تو میں نے اس کارروائی کو اسی وقت شروع کر دیا تھا مگر ابن طولون مزاحم ہوا میں نے جولیانا کو بلا کے حراست میں لیا ہی تھا کہ اس کے اشارے سے بازاری لوگوں نے مجھ پہ زغہ کر دیا اور عین اسی وقت خود ابن طولون بھی آپہنچا۔ انجام یہ ہوا کہ جولیانا چھوڑ دی گئی اور میں قید کر کے بازاری لوگوں کے حوالے کر دیا گیا جن کی حراست سے چھوٹ کر اب کئی سال بعد مجھے یہاں آنا نصیب ہوا ہے۔

یانغر: تو پھر اب اس دولت کے حاصل کرنے کی کیا تدبیر ہے۔ ابن طولون کو لکھا جائے۔

ابن مبرد: "ابن طولون کے ذریعے سے اس کام کا انجام پانا ممکن ہے۔ وہ جولیانا کا جامہ پہنے ہوئے ہے اور ان دونوں میاں بیویوں کی حمایت کا ذمہ لے چکا ہے!"

وصیف: "اچھا تو باغر آپ زبردست لشکر کے ساتھ ابن طولون پر حملہ کر دیں اور اس سرکش والی کے ساتھ اُن دونوں میاں بیویوں کو گرفتار کرا کے اور ان کا مال واسباب ضبط کر کے یہاں لے آئیں۔"

ابن مبرد: "اس طرح آپ کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ ابن طولون کے مقابلے پر لشکر گیا تو وہ مقابلہ کرے گا۔ اور اگر آپ فتحیاب بھی ہوئے تو سونے کی چڑیا کے اس جوڑے کو مع اس کے خزانۂ جواہرات کے افریقہ کے کسی ایسے دور دراز مقام پہنچا دے گا کہ پھر ان کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہو جائے گا اس لیے مجھے اپنے خیال میں تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے فقط ایک ہزار بہادر و جرار ترکوں کے ساتھ روانہ کریں میں ابن طولون اور تمام اہل فسطاط کو غفلت میں ڈال کے ناگہاں ایک آدھی رات کو جا پہنچوں اور رات کے اندھیرے میں عزیزۂ مصر کے قصر پر شبخون مار کے ان دونوں میاں بیویوں کو گرفتار کر لاؤں اور جو کچھ مال و دولت ملے اس کو بھی لا کے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں پھر اس کے بعد جب مصر کے اس قدیم دولت مند گھرانے کی دولت ہاتھ آ جائے اور منصور و جولیانا بھی آپ کے قبضے میں ہو جائیں تب سردار باغر جا کے ابن طولون کو اس کی بغاوت و سرکشی کی سزا دیں۔

Marfat.com

اس تجویز کو وصیف اور بانمر دونوں نے پسند کیا اور ایک ہفتہ کے اندر ایک ہزار جوانانِ ترک کا شاندار لشکر ابن مبرد کے حوالے کر دیا۔ جس کو لے کر وہ نہایت خاموشی کے ساتھ شام میں آئے اور مشہور کر دیا کہ عسقلان سے جہازوں پر سوار ہو کر جزیرہ اقریطش (کریٹ) پر جائیں گے سو ہیں سے آپ کو میں نے ایک قاصد بھیج کر اطلاع کر دی کہ آج آدھی رات کو وہ جولیانا کے قصر پر حملہ کریں گے۔ اور واپسی کے وقت آپ ان کو جبل مقطم کی اُس گھاٹی میں ملیں جس گھاٹی میں سے گزر کے قافلے مصر سے شام کو جایا کرتے ہیں۔ اور جب وہ جبل مقطم سے نکل کے قصر جولیانا کی طرف چلے ہیں ان سے الگ ہو کر آپ کی خدمت میں چلا آیا تاکہ آپ کو ساتھ لے چل کے اس وقت اُن سے ملاؤں جب وہ اپنا کام پورا کر کے اس گھاٹی میں واپس آ جائیں گے۔

ابوالحوقل: تو چلو ہم اُنہیں پہاڑوں میں چل کے ٹھہریں۔"

جمیل: "بے شک چلئے۔ ابن مبرد نے بڑی ہوشیاری سے اپنا کام پورا کر لیا۔ اور بہتر ہوتا کہ ہم اسی وقت عزیزۂ مصر کو ان سے لے کر آپ کے گھر میں رکھ دیتے اور جب موقع ملتا اُس کو خاردیہ کے پاس پہنچا دیتے۔

فوراً دونوں شخص کافور کے ساتھ ہو لیے اور سیلاب کے درمیان بلند مینڈوں پر قدم رکھتے ہوئے کوہسار مقطم کی طرف چلے۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ میں جب کہ دو ثلث رات گزر گئی تھی اس گھاٹی میں پہنچ کر جو ملاقات کے لیے مقرر ہو گئی تھی ابن مبرد کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ ایک گھنٹے کے انتظار کے بعد ابن مبرد اپنے ترک ہمراہیوں کے ساتھ واپس آ گیا۔ یہ لوگ مال و دولت سے خوب لدے ہوئے تھے۔ اور تقریباً پچاس رومی و ترکی کنیزیں اُن کے ہاتھ میں اسیر تھیں جن میں حور خصال و پری جمال نازنین جولیانا بھی تھی۔

ابن مبرد جمیل اور ابوالحوقل کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اُتر کر ان سے بغل گیر ہوا اور چلایا، میرے مہربان دوستو مرحبا۔" ساتھ ہی جمیل بولا۔" اور میرے فتح مند بہادر زندہ باش۔"

Marfat.com

ابن مبرد: "بے شک آپ کی مہربانی وحمایت سے میں بہادر اور فتح مند ہوں۔ اور اصل میں یہ آپ کی فتح ہے۔ مگر اصلی فتح آپ کو اس وقت حاصل ہوگی جب آپ کی مدد سے سپہ سالار بغداد باغر کو فتح ہوگی۔ اور ان کے علم اقبال کے سائے میں ہم آپ مل کے مصر پر حکومت کریں گے۔ اور اس کی تدبیر یہ ہوگی کہ ہم ابن طولون کو قتل کر کے خارویہ کو یہاں کا فرمانبردار بنا دیں گے۔ جو اپنے وحشی شیر زریق کی پناہ میں بیٹھ کر عزیزہ مصر کے وصال کا شربت پئیں گے اور ہم آپ حکومت کریں گے۔

جمیل: "اور یہ کامیابی خارویہ کے لیے نعمت مترقبہ ہوگی۔ اس لیے کہ میں نے ان کو ابھی اس کی مطلق امید نہیں دلائی ہے۔ مگر یہ تو بتایئے کہ آپ پوری طرح کامیاب ہوئے؟

ابن مبرد: "ہاں جولیانا اور اس کی تمام کنیزیں میرے ساتھ ہیں۔ اس کا بہت سامال و خزانہ بھی مل گیا۔ مگر اس میں سے بہت سی قیمتی چیزیں جلدی میں ہم نہیں لا سکے مگر ایک بڑی بات رہ گئی۔ وہ یہ کہ منصور ہاتھ نہ آیا۔ وہ کسی طرف نکل گیا اور نہ وہ تاریخی قالین ملا جس کو منصور خزانہ خلافت سے اُڑا لایا۔

جمیل: یہ تو بہت برا ہوا مگر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کو ہم مخفی رکھیں۔ اور اگر وہ غائب نظر آیا تو خارویہ پر میں یہی ظاہر کردوں گا کہ وہ اسیر ہے اور اسیر ہو کر بغداد گیا اور مار ڈالا گیا اور یہی آپ ظاہر کریں۔"

ابن مبرد: "بہتر ہے یہی ہوگا۔ مگر میں نے قصر کا ایک ایک کونہ ڈھونڈھ ڈالا اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اچھا اب یہ بتایئے کہ جولیانا کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ میں اپنے ساتھ لیتا جاؤں یا آپ اپنے پاس رکھیں گے؟"

جمیل: "اس کو اپنے ساتھ کیوں جایئے؟ یہیں ابوالحوقل کے سپرد کر جایئے تاکہ جس کی وجہ سے آپ کو مصری ملک التجار ابوالحوقل کی قید بھگتنا پڑی۔ اسی قید کا مزہ گزشتہ واقعات کے انتقام میں چند روز وہ بھی بھگت لے۔"

ابوالحوقل: مگر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسب قرار داد سابق آپ شہزادی کو اپنے ساتھ لے جائیں اور عسقلان میں ایک مجمع عام میں سب لونڈیوں کے ساتھ اس کو بھی فروخت کر ڈالیں

Marfat.com

میرا غلام کافور "جو پھر آپ کے ساتھ جائے گا اس کو خرید کر اپنے پاس رکھے یہاں تک کہ تجارت کے بہانے کسی موقع پر میرے پاس مصر میں پہنچا دے۔ اس طرح کسی پر اس کا حال نہ کھلے گا اور نہ کوئی یہ جان سکے گا کہ کیونکر میرے قبضے میں آئی۔ پھر چند روز بعد مخفی طور پر میں اسے امیر زادہ خارویہ کی نذر کردوں گی۔"

ابن مبرد: "اس مصلحت کے خیال سے بہتر ہوگا کہ آپ خود عسقلان میں چلے آئیں ممکن ہے کہ کسی کو خبر ہو جائے اور لوگ راستے میں اس کو چھڑا لے جائیں۔ اور پھر آپ سے بدگمان ہوں عوام الناس پر عزیزہ مصر کا بڑا اثر ہے۔"

ابوالحوقل: "بہتر ہے میں خود چلا آؤں گا۔"

اب ابن مبرد واپسی کے لیے ان دوستوں سے رخصت ہو رہا تھا کہ جمیل نے پوچھا "آپ نے جس وقت جولیانا کے قصر پر حملہ کیا ہوگا بڑا ہنگامہ مچا ہوگا۔ کاش میں اُس وقت کی حالت کو دیکھتا مگر اپنا جانا کسی طرح مصلحت نہ نظر آیا۔"

ابن مبرد: (ہنس کر) بے شک وہ گھڑی لطف سے خالی نہ تھی جب ہم رات کے سناٹے میں گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے پہاڑی کی بلندی پر پہنچے۔ جہاں ہر طرف خاموشی کا عالم طاری تھا۔ پھاٹک خوش قسمتی سے کھلا ملا اور ہم فوراً اندر گھس پڑے دو دربانوں کو جو جاگ رہے تھے موت کے گھاٹ اتارا۔ اور قصر کی اندرونی عمارت کی طرف چلے۔ اس گھڑی تک تو سناٹا اور سکوت تھا مگر دربانوں کے قتل ہوتے ہی سارے قصر میں شور مچ گیا۔ لوگ گھبرا گھبرا کے صحن میں دوڑنے اور بھاگنے لگے۔ کنیزیں اور محل کی ملازم عورتیں چلانے اور ماتم کرنے لگیں۔ ہم نے نہایت استقلال کے ساتھ محل کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور یہ طریقہ اختیار کیا اور مرد ہو یا عورت جو سامنے آتا اُسے باندھ لیتے۔ اور اگر مزاحم ہوتا تو تلوار سے خبر لیتے۔ اس طریقہ سے ہم نے باہر ہی کھڑے کھڑے قریب قریب قصر کے تمام آدمیوں کو اسیر کر لیا اور منتظر تھے کہ اسی طرح جولیانا اور اس کا شوہر بھی خود ہماری کمند میں پھنس

Marfat.com

جائیں گے۔ مگر وہ کسی طرح نہ آئے۔ آخر آدھ گھنٹے کے توقف کے بعد بغیر کسی روک ٹوک کے ہم محل کے اندر داخل ہوئے۔ ہمراہیوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قیمتی مال واسباب اور سونا چاندی ملے اس کو لا کر قصر کے برآمدے میں جمع کریں اور میں خود قصر کے کمروں اور مختلف حصوں میں چکر لگانے لگا کہ عزیزہ مصر اور منصور کو گرفتار کروں۔ مگر باوجود سخت جستجو کے ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔

اب مجھے اندیشہ ہوا کہ بہت دیر ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو شہر والوں کو ہمارے حملے کی خبر ہو جائے۔ سارے اہل قسطاط چڑھ آئیں اور ان کے ساتھ امیر کی فوجیں بھی ہوں۔ سخت ناامیدی کے بعد ہمیں ایک ٹوٹے ہوئے صندوق کی آڑ میں جولیانا مل گئی جو خوف سے سہمی اور دبکی ہوئی تھی۔ میری صورت دیکھتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور جھپٹی کہ مجھ پر حملہ کرے۔ مگر میرے بہادر ساتھ والوں نے پکڑ لیا اور منہ میں کپڑا ٹھونس کے باندھ لائے۔ اس کے بعد میں نے منصور کو ڈھونڈھا مگر معلوم ہوا کہ وہ ہاتھ سے نکل گیا۔

جمیل: "نہیں نکلا نہیں بلکہ اسیر ہوا ہے اور بغداد میں قتل ہو گا۔" یہ کہہ کے ہنسنے لگا۔

ابو الحوقل: "اور عزیزہ مصر جولیانا کہاں ہے؟"

ابن میرد: "میں نے اس کو ایک خچر کی پیٹھ پر بندھوا دیا ہے۔ یہاں سے ایک منزل نکل جانے کے بعد کھلواؤں گا۔"

یہ کہہ کے ابن میرد دونوں رفیقوں سے رخصت ہو کر وہ مقطم کی گھاٹیوں سے گزر کے مشرق کی طرف روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

بارہواں باب

شیروں کی سپہ گری

مذکورہ واقعہ کو ایک ہفتہ گزرا ہوگا کہ ایک شام کو ہم شہر فسطاط کے پاس ترکی سواروں کو جوش و خروش کے نعروں کے ساتھ آبدار تلواروں کو حرکت دیتے اور عراقی گھوڑوں کو ہنہناتے دیکھتے ہیں۔ یہ دس ہزار ترکوں کا لشکر بغداد سے ہے اور علم سپہ سالاری امیر الجیش خلافت باغر کے سر پہ لہرا رہا ہے باغر سر پر خود اور جسم میں دوہری زرہ پہنے ہے اور اس کے مضبوط و بلند قامت راہوار پر بھی فولادی جال پڑا ہوا ہے جو ترکی الاصل غلام ان دنوں تاج و تخت دولت عباسیہ پر حاوی ہیں ان کا سردار اعظم یہی شخص ہے جس نے خلافت کو اپنے ہاتھ کا کھلونا بنا لیا ہے۔ خاندانی شرفائے عرب کمزور کر کے گھروں میں بٹھا دیے گئے ہیں۔ اور یہ غلاموں کا سردار جس کو چاہتا ہے تخت پر بٹھاتا ہے۔ جس خلیفہ کو چاہتا ہے کمال بے رحمی سے قتل کرتا ہے۔ اور اب ابن طولون کو اپنی اطاعت سے باہر اور اپنی شرمناک ظالمانہ خواہشوں کے خلاف پا کے لشکر جرار کے ساتھ آپہنچا ہے کہ اُسے قتل کر کے حکومت مصر خاردیہ کے ہاتھ دیدے۔ ان لوگوں کو یقین ہے کہ قبل اس کے اہل مصر کو خبر ہونے پائے۔ ہم بلائے ناگہاں کی طرح یکایک آپہنچے ہیں کسی کو مزاحمت کی جرأت نہ ہو گی۔ ہم جی بھر کے امرائے شہر اور دولتمند مصریوں کو لوٹیں گے۔ اور دولت سے لدے پھندے واپس آجائیں گے۔

مگر ان لوگوں نے جبل مقطم کی گھاٹیوں سے سر نکالا ہی تھا کہ امید کے خلاف سامنے مصری سواروں کا لشکر صفیں باندھے اور لڑائی کے لیے تیار نظر آیا۔ جس کے آگے ابن طولون ایک اعلیٰ درجے کے گھوڑے پر سوار زرہ جوشن سے آراستہ اور خود پہنے کھڑا تھا

Marfat.com

اور اس کے سر پر مصری علم کا پھریرا سایہ کئے ہوئے تھا۔ باغر حریف کو تیار دیکھ کے ذرا رُکا اور دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے۔ مگر دلیری و شجاعت کی غیرت نے جوش دلایا۔ اور یہ نعرہ مار کر کہ ان دشمنان خلافت کو پامال کر ڈالو" حملہ کر دیا۔ اس لشکر کو آتے دیکھ کر چار ہزار مصری سواروں نے بجائے آگے بڑھ کر روکنے کے اپنے نیزے آگے جھکا دیئے کہ بے باک ترک ان میں چھد کے رہ جائیں۔

چند منٹ کے اندر دونوں لشکر مل گئے۔ ترکوں نے قریب پہنچ کر مصریوں کے نیزے اپنی تلواروں سے کاٹ ڈالے یا زمین پر گرا دیئے اور بڑھ بڑھ کے تلواروں سے وار کرنے لگے۔ سخت خونریزی ہونے لگی اور بہادروں کے نعروں، گھوڑوں کے ہنہنانے اور اسلحہ کے لڑنے کے شور نے مل کے ایسا ہنگامہ مچا دیا کہ کان پڑی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور میدان خون سے سرخ ہو جاتا تھا۔ تقریباً دو گھنٹوں تک سخت معرکہ آرائی رہی اور دونوں طرف کے سپہ گر کثرت سے مارے گئے۔

یہ حالت دیکھ کر باغر لڑتا بھڑتا نیزوں اور تلواروں کے صدہا واروں کو اپنے آہنی لباس کے مقابل بے کار ثابت کرتا ہوا ابن طولون کے قریب پہنچا اور پکار کے کہا "ابن طولون ادھر آ اور بہادری کا دعویٰ ہے تو بہادروں کا مقابلہ کر" یہ الفاظ سنتے ہی ابن طولون ایک وحشی شیر کی طرح اس پر جھپٹا اور باغر کے سینے پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اگرچہ فولادی چار آئینہ پر کارگر نہیں ہوئی مگر ترک سپہ سالار اس کے دباؤ اور زور سے اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر چت لیٹنے کے قریب جھک گیا۔ مگر ساتھ ہی نیزے کو ہاتھ سے پکڑ کے سینے پر سے ہٹایا سنبھل کے سیدھا ہوا۔ اور کہا ابن طولون تو باغی ہے اور نمک حرام خلافت نے اس لیے تجھ کو حکومت مصر نہیں دی ہے کہ باغی بن کر امام وقت اور جانشین مسند آل عباس سے دشمنی کرے"۔

ابن طولون: "میں نہ خلافت کے خلاف ہوں اور نہ اپنے امام کا دشمن۔ میں تم باغی و ظالم سرداران ترک کے پنجۂ ستم سے خلافت کو چھڑانا چاہتا ہوں۔ اور ان دشمنان خدا کے خون کا پیاسا ہوں جو آل عباس کے محترم و مقدس خون سے زمین کو تر کرتے ہیں"۔

باغر: "کیا تجھے اس میں شک ہے کہ اس لشکر کو امیر المومنین المنتصر باللہ نے بھیجا ہے

Marfat.com

اور ہم خاص علم خلافت کے نیچے لڑ رہے ہیں؟"

ابن طولون : ہاں جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ امیر المومنین تمہارے ہاتھ کا کھلونا اور تمہارے مظالم سے نالاں ہیں اور دینی اقتدارات خلافت کو تم لوگوں نے غصب کر لیا ہے۔ لہذا تمہارے احکام ہرگز واجب العمل نہیں ہیں۔"

باغر : خیر اگر ہوسوں نے تجھے خلافت کا دشمن بنا دیا ہے تو اپنی جان پر اپنے بال بچوں پر۔ اپنی فوج پر اور اپنے شہر والوں پر ترس کھا اور اطاعت قبول کر اس لیے کہ تیرا لشکر کمزور پڑ چکا۔ تیرے سپاہی اپنی تعداد کی کمی کی وجہ سے ہمت ہار چلے اور بالکل بے کار جا ہیں جانے دے رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ہمت ہار کے بھاگ جائیں گے یا سب کے سب مارے جائیں گے۔ اس لیے تیرے لیے مناسب یہ ہے کہ اطاعت قبول کر کے ہتھیار رکھ دے۔ خلافت و امامت کی دشمنی کی سزا تو تجھے مرنے کے بعد ملے گی مگر عقل کا دہنی بن جس کی سزا اسی دنیا میں اور اسی میدان میں تجھے بہت جلد ملا چاہتی ہے۔"

ابن طولون : "میرے بہادر مر جائیں گے مگر تم ظالم غاصبان امامت کی اطاعت ہرگز نہ کریں گے۔"

اس جواب پر طیش کھا کے باغر نے ابن طولون کے خود پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ تلوار خود میں پیوست ہو کے رہ گئی۔ اور باغر کو مجبوراً اس سے دست بردار ہو جانا پڑا تلوار کو چھوڑ کے وہ پیچھے ہٹا اور ابن طولون گرز تان کر بڑھا کہ ایک کوہ شکن ہاتھ سے بھیجا پاش پاش کر دے۔ مگر باغر اپنے لشکر میں غائب ہو گیا۔

اب لڑائی کا یہ رنگ تھا کہ مصری ساعت بر ساعت کمزور ہوتے جاتے تھے اور حملہ آوران شام کا زور اور جوش و خروش بڑھتا جاتا تھا۔ ابن طولون کے رفقا شہر کی گلی کوچوں میں پکارتے پھرتے تھے کہ حمایت وطن کو چلو ورنہ دم بھر میں مردم خوار وبہائم صفت ترک آ کر تمہارے گھروں کو لوٹیں گے اور تمہاری بے حرمتی کریں گے۔" مگر رات ہو جانے کی وجہ سے بہت کم لوگ گھروں سے نکلتے تھے۔

اب رات ہو چکی تھی اور ظلمت نے عالم کے چہرے پر اپنا تیرہ و تار غلاف ڈال دیا

Marfat.com

تھا۔ مگر ستارے اس خونین منظر کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے تھے۔ مصری لشکر میں ہزاروں مشعلیں روشن تھیں مگر عراق کے ترکی لشکر والوں کے پاس روشنی کا سامان کم تھا۔ اس لیے وہ لوگ باوجود غلبے کے چاہتے تھے کہ لڑائی کو کل پر اٹھا رکھیں۔ مگر مصری ابن طولون کی حوصلہ افزائیوں سے برابر مقابلہ کیے جاتے تھے۔ اور روشنی کا اچھا انتظام ہونے کے باعث میدان سے واپس جانے کا خیال نہ تھا آخر عراقی لشکر التوائے جنگ کے ارادے سے پیچھے ہٹ کر سمٹنے لگا کہ رات کو ایک ہی جگہ جمع ہو کر بسر کریں۔

اسی حالت میں ناگہان باغز کے ترکی لشکر میں ایک عجیب ہل چل پڑ گئی۔ ہر حصہ فوج کمال بدحواسی و اضطراب سے ایک دوسرے پر گرنے لگا۔ لوگ چیخیں مار مار کے بھاگتے اور ہر شخص دوسرے کی آڑ میں پناہ ڈھونڈھتا۔ اُن کے شور و غل اور ان کی چیخوں اور آہ و فریاد کی آوازوں نے ایک عجیب وحشتناک عالم پیدا کر دیا تھا جس کو حملہ آوران مصر اور ابن طولون نے نہایت ہی حیرت سے دیکھا مگر کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ عراقیوں پر یکایک یہ کیسی بلا نازل ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ابن طولون نے اپنے لوگوں سے پکار کے کہا۔ خدا نے اچھا موقع پیدا کر دیا۔ گو کہ رات کا وقت ہے مگر اے بہادران مصر ایک اور جان بازی کا حملہ کرو اور ان بے حمیت دشمنوں کو جز پر معلوم ہوتا ہے عذاب الٰہی نازل ہو چکا اسی میدان میں کاٹ کے ڈال دو۔"

ابن طولون یہ الفاظ کہہ ہی رہا تھا کہ اس کا نوعمر فرزند خارویہ جھپٹ کے قریب آیا اور چلایا کہ بابا جان ذرا توقف فرمائیے۔ خارویہ باپ کے سامنے ادب سے کبھی زبان نہ کھول سکتا تھا۔ اس نے جو جرأت کر کے یہ فقرہ کہا تو ابن طولون نے حیرت سے اس کی صورت دیکھی اور کہا "اس سے بہتر بھی حملے کا کوئی موقع مل سکتا ہے؟"

خارویہ: "جی ہاں۔ ابھی موقع نہیں۔ اس لیے کہ اس وقت دشمنوں پر میرا حملہ ہو رہا ہے شجاعان مصر کو کمزور دیکھ کر میں اپنے زبردست لشکر کو مرتب کر کے آ پہنچا۔ اور یہ میرے خونخوار بہادر ہیں جنہوں نے دشمنوں میں ہلچل ڈال رکھی تھی۔"

ابن طولون: "تمہارے بہادر کون؟ اور تمہارا حملہ کیسا؟ تم تو یہاں میرے پاس

Marfat.com

کھڑے ہو؟"

خارویہ: "جی ہاں میں یہاں کھڑا ہوں مگر میرے بہادر لڑ رہے ہیں۔"

ابن طولون: تمہارے بہادر کون ؟"

خارویہ: میرے بہادر میرے پالتو شیر ہیں جن کے رکھنے سے آپ ہمیشہ ناراض رہا کرتے تھے میں نے جب دیکھا کہ آبادی کے اندر لوگ کمک پر بلائے جاتے ہیں اور کوئی نہیں آتا تو دل میں خیال کیا کہ آج ہی ان بہادروں کے امتحان کا دن ہے چنانچہ اپنے بیس خونخوار شیروں اور پچیس خون آشام چیتوں کو لا کے دشمنوں پر چھوڑ دیا۔ جو اپنے پرائے کو خوب پہچانتے ہیں۔ میرا پیارا زریق اُن کا سپہ سالار ہے۔ وہی ان سب شیروں اور چیتوں کو لڑا رہا ہے۔ دشمنوں میں جو آپ پریشانی اور بدحواسی ملاحظہ فرما رہے ہیں یہ انہیں شیروں کی بدولت ہے۔

یہ سن کر ابن طولون کو نہایت حیرت ہوئی اور مسکرا کے کہا، "واقعی تمہارے بہادروں نے آج بڑا کام دیا اور آئندہ میں تم کو ان درندوں کے پالنے سے نہ روکوں گا۔ مگر شب و روز ان کے پاس رہنے سے مجھے اندیشہ ہے کہ کبھی خدانخواستہ تمہاری جان کو ضرر نہ پہنچ جائے۔ لیکن آج یہ درندے بڑے وقت پر کام آئے تاہم میں پوچھتا ہوں کہ کیا مناسب ہو گا کہ ہم بھی اسی وقت حملہ کر کے دشمنوں کو بھگا دیں۔

خارویہ: میں نے اگرچہ اپنے شیروں کو مصری سپاہیوں کی وضع و لباس سے اس قدر مانوس بنا دیا ہے کہ غالباً وہ ہماری فوج والوں پر حملہ نہ کریں گے۔ مگر پھر بھی جانور ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کا پنجہ آپ کے کسی بہادر پر پڑ جائے۔"

ابن طولون: "لیکن یہ وقت اس کا اندیشہ کرنے کا نہیں ہے۔"

یہ کہتے ہی اُس نے اپنی فوج والوں کو للکار کے زور و شور سے حملہ کر دیا۔ مگر قبل اس کے کہ وہ اور اس کا لشکر دشمنوں تک پہنچے، وہ لوگ شیروں سے شکست کھا کے بھاگ نکلے تھے اور شیروں نے اتنی دیر میں بہت سے ترکوں کو گرا کے پھاڑ ڈالا تھا۔ جو نہایت بدحواس تھے اور کسی ترک سپاہی کے ہوش و حواس درست نہ تھے۔ خود باغر اس تماشے

Marfat.com

کو کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ یکایک زریق جو دس بارہ آدمیوں کو مار چکا تھا اسے چھاپ بیٹھا اور پنجوں اور دانتوں سے جھنجوڑنے اور کاٹنے لگا۔ تمام ہمراہی سمجھ کر اس کا کام تمام ہو گیا۔ اور سب کے سب اسے چھوڑ کر نہایت ہی بدحواسی کے ساتھ خوف و دہشت کی چیخیں مارتے ہوئے بھاگے۔

خارویہ اور ابن طولون جو اس مقام پر پہنچے جہاں شیروں نے بازار مرگ گرم کر رکھا تھا تو زریق اپنے آقا کو پہچانتے ہی باغز کو چھوڑ کے اس کے قریب آیا اور قدموں پر لوٹنے اور دم ہلانے لگا۔ خارویہ اس کو چمکارتے اور سہلانے لگا مگر ابن طولون نے بڑھ کے اس کے شکار کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ خود باغز ہے۔ وہ دوہری زرہیں اور خود نہ پہنے ہوتا تو زندہ رہنا محال تھا۔ مگر جب زریق نے گرایا تو اس نے اپنا منہ بھی ڈھال میں چھپا لیا اور شیر کے پنجۂ جاں ستاں سے بچ گیا۔ مگر خوف اور دہشت سے غش آگیا تھا۔ ابن طولون نے حکم دیا کہ باغز کو اٹھا کے میرے گھر میں لے جاؤ۔ اور لباس جنگ اور اسلحہ اُتار کے ہوش میں لانے کی تدبیر کرو۔

اب خارویہ اور اس کے ملازم شیر پروروں نے اپنے شیروں کو بلا بلا کے باندھ لیا۔ فوج مصر نے مشعلوں کے ساتھ جبل مقطم کے دوروں تک مفرورین کا تعاقب کیا اور اس کے بعد شہر میں واپس آئے۔

ابن طولون کو اس غیر متوقع فتح کی بڑی خوشی ہوئی اور بیٹے کا نہایت ہی شکر گزار تھا جس نے بالکل نئے اور نرالے طریقے سے فسطاط کو دشمنوں کی دست برد سے بچا لیا۔ اپنے قصر شمع میں آکر دیکھا تو باغز کو ہوش آچکا تھا۔ مگر دل میں شیروں کی ہیبت اس قدر سما گئی تھی کہ آنکھوں پر وحشت برس رہی تھی۔ ابن طولون نے اس کو تسلی دی۔ اطمینان دلایا۔ اور بیٹے کو اجازت دی کہ اپنے باغ میں جا کے شیروں کو بندھوائے اور اس کارگزاری کے صلے میں ان کی اچھی خاطر داشت کرے۔

دوسری صبح کو ابن طولون نے جب دیکھا کہ باغز بحال اور مطمئن ہے۔ پوچھا بھلا اس ظالمانہ کارروائی اور بیہودہ فوج کشی سے تم کو بجز ذلت کے کیا ملا؟"

Marfat.com

باغز: "واقعی یہ میری حماقت اور طمع کا انجام ہے۔ میں سخت نادم ہوں۔ اپنے کیے پر پچھتاتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں"۔

ابن طولون: "وہ تو خدا کو بھلا کرنا تھا کہ عربیش کے چند بدویوں نے ڈر کے مجھے خبر کر دی ورنہ تم میری غفلت میں آ پہنچتے۔ اور میرے ساتھ وہی سلوک کرتے جو شاہزادگان بنی عباس مسند نشین خلافت اماموں اور بہت سے سرداران عرب کے ساتھ کر چکے ہو؟

باغز بجز ندامت سے آنکھیں نیچی کر لینے کے کچھ جواب نہ دے سکا اور ابن طولون نے کہا سچ سچ بتاؤ جس طرح تم میرے ہاتھ میں اسیر ہوئے ہو اسی طرح میں تمہارے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتے؟"

باغز: یہ سوال مجھ سے نہ کیجیے"۔

ابن طولون: نہیں یہ سوال میں ضرور کروں گا اور تم کو اس کا جواب دینا ہوگا مگر میں اطمینان دلاتا ہوں کہ تمہارے ساتھ وہ سلوک نہ کروں گا"۔

باغز: اب آپ نہیں مانتے تو میں بتانے پر مجبور ہوں۔ میں یہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ اگر آپ کو زندہ اسیر کر سکا تو پہلے آپ کے ذریعے سے سارے فسطاط والوں کی دولت میں جمع کراؤں گا۔ اور یہ کام لے لینے کے بعد آپ کو پابہ زنجیر لے جا کے اپنے دوست وصیف کے پاس حاضر کر دوں گا جن کی سفارش سے آپ کو حکومت مصر ملی۔ اور آپ ان کے حکم سے باہر ہو گئے"۔

ابن طولون: میں بے شک وصیف کا احسان مند ہوں۔ مگر ان کے حکموں کی تعمیل مجھ سے نہیں ہو سکتی جو رعایا پر ظلم و جور کرنے اور شرفا معززین کو آزار پہنچانے کے متعلق ہوں"۔

باغز: ہم لوگوں کو آپ سے شکایت ہے کہ ہم ہی نے آپ کا تقرر کرایا اور اس بلند رتبے پر پہنچایا۔ اور آپ نے باوجود تاکیدی حکموں کے نہ ابن مبرو کو چھوڑا اور نہ منصور کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجا جو وہاں سے خلافت کی نہایت قیمتی چیزیں

Marfat.com

چُرا لایا ہے۔

ابن طولون: "تمہاری یہی باتیں ہیں جنہوں نے مجھ کو تمہارے خلاف کر دیا۔ منصور پر یہ الزام ہے کہ وہ خزانہ خلافت سے کوئی چیز چرا لائے غلط ہے۔ وہ فقط وہی چیزیں لائے جو ان کو اپنے محترم بھائی امیر المومنین المنتصر باللہ سے ملیں۔ اور ان کو اختیار حاصل تھا کہ خزانہ خلافت کی جو چیز جس کو چاہیں دے دیں۔

اصل یہ ہے کہ امام زمانہ دوازدہم آل عباس المستعین باللہ جن کو تم نے سریر خلافت پر بٹھا کے جبراً اپنا غلام بنا لیا ہے وہ بھی نہیں چاہتے کہ اپنے اعزا و اقارب اور اپنے خاندان کے شہزادوں کو ستائیں اور آزار پہنچائیں مگر تم لوگ ان کے ہاتھ سے زبردستی ظلم کرا رہے ہو اور ان کو بدنام کرتے ہو۔"

باغر: خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب آپ بتائیے کہ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟

ابن طولون: میرے اختیار میں ہے کہ جو چاہوں کروں۔ جو جو مظالم آل عباس پر تمہارے ہاتھ سے ہوئے ہیں ان کے معاوضے میں ممکن ہے کہ میں تمہیں قتل کرا ڈالوں مگر نہیں، میں ایسا سنگ دل نہیں بننا چاہتا۔ مجھے پہلے تم یہ بتاؤ کہ مصر پر تم نے کس غرض سے حملہ کیا تھا؟"

باغر: "ہم لوگوں کو روپیہ کی ضرورت ہے اور سنا کہ یہاں بعض لوگ خصوصاً منصور اور عزیزہ مصر نہایت دولت مند ہیں۔ فوج لے کے چلے آئے کہ تم کو زیر کر کے ان لوگوں سے دولت حاصل کریں۔"

ابن طولون: تم نے اپنے بدمعاشوں کو بھیج کر شاہزادی اور اس کے شوہر کے گھر کو لٹوا لیا جو چوروں کی طرح آ کے خلافت کے دامن عدالت میں دھبے لگا گئے اور غریب شہزادی کو پکڑ لے گئے جو نہایت ہی عالی خاندان نیک طبیعت اور پاک دامن عورت ہے۔"

باغر: "مجھے اس کی نہیں خبر۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ کن لوگوں نے یہ نالائق حرکت کی۔

ابن طولون: "بس معلوم ہو گیا کہ تم سچ نہیں بولتے۔ اور ابھی تک مکر و فریب سے دستبردار نہیں ہوئے۔ یہ غیر ممکن ہے کہ شہزادی عزیزۂ مصر کے قصر پر تمہارے سوا کوئی اور حملہ

Marfat.com

کرتا۔ ابن مبرد یہاں سے بھاگ گیا۔ جس سے بڑا نمک حرام و محسن کش ظالم دنیا کے پردے پر نہیں ہے۔ تم لوگ ہمیشہ دربار خلافت سے اس کی طرف داری کرایا کرتے رہے۔ اور میرے پاس احکام آتے رہے کہ اس کو چھوڑ کر پھر اس کی قدیم خدمت مقرر کردوں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ پھر رعایا مصر کو اس ظالم کے پنجۂ ستم میں دے دوں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ پھر رعایائے مصر کو۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہاں سے بھاگ کر وہ تمہارے پاس پہنچا۔ اور پھر ان چار آدمیوں سے جو شہزادی کے قصر میں تاخت و تاراج کی رات کو موجود تھے معلوم ہوا کہ خود ابن مبرد نے آ کے قصر کو لوٹا اور چوروں کی طرح بھاگ گیا۔ ایسی صورت میں بھلا یہ ممکن ہے کہ تم کو ان واقعات کی خبر نہ ہو؟"

باغر: نہیں مجھے مطلق خبر نہیں ہے۔ اور نہ اس کی اطلاع ہے کہ شہزادی کے قصر میں محل کو ابن مبرد نے لوٹا۔

ابن طولون: میں نے جھوٹ باتوں کی طرف سے کان بہرے کر لیے ہیں تم لوگ مجھے فریب نہیں دے سکتے۔ اور تمہارے متعلق یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کہ شہزادی عزیزہ مصر کو۔ اس کے شوہر شہزادہ منصور۔ ان کے قصر کے ان تمام لوگوں کو جنہیں ابن مبرد پکڑ لے گیا ہے۔ اور نیز ان کے قصر کے تمام سامان و دولت کو جو لوٹ لے گئے ہو پندرہ دن کے اندر حاضر کر دو ورنہ تم اور تمہارے رفقا جو اسیر کر لیے گئے ہیں بلا تامل قتل کر ڈالے جائیں گے۔ بس یہی آخری فیصلہ ہے۔ اور پندرہ دن کے بعد اس پر عمل ہو گا تمہارے اسیر شدہ ہمراہیوں میں سے پانچ آدمی تمہارے پاس چھوڑ دیے جائیں گے۔ اور تم کو آزادی ہے کہ ان کو میرے حکم کی تعمیل کے لیے جہاں چاہو بھیجو۔ ان کی روک ٹوک نہ کی جائے گی۔"

اب ابن طولون نے حکم دیا کہ باغر چوروں کے تیرہ و تار قید خانے میں رکھا جائے اسیروں میں سے پانچ آدمی جن کو یہ خود بتائے اس کے پاس بھیج دیے جائیں۔ اور قید خانے کے گرد ایک ہزار ہوشیار اور بہادر آدمیوں کا پہرہ رہے۔ لوگ باغر کو لے چلے تو اس نے عذر خواہی کے متعلق پھر کچھ کہنا چاہا مگر ابن طولون نے کہا "میں

Marfat.com

اس بارے میں اب کچھ نہ سنوں گا۔ بجز اس کے کہ میری خواہش پوری کی جائے۔ شہزادی عزیزۂ مصر پر تم نے ایسا ظلم نہیں کیا ہے کہ کسی کو تم پر ترس آئے۔

لوگ فوراً باغر کو طوق و سلاسل پہنا کے لے گئے۔ اور ابن طولون اپنے معمولی مشاغل میں مصروف ہو گیا۔

Marfat.com

تیرہواں باب

مردم دری کی سیر

ابن طوبون کی فتح اور باغر کی گرفتاری کے دوسرے دن خارویہ اپنے باغ میں حوض سیماب کے کنارے ایک کرسی پہ نہایت ہی خوش و خرم اور شاداں و فرحاں بیٹھا ہوا ہے۔ برابر بائیں طرف اس کا چہیتا شیر زریق بیٹھا بلی کی طرح خرخر کر رہا ہے۔ اور اس کے پاس کئی لگنوں میں پلاؤ رکھا ہوا ہے جس میں سے ایک پلیٹ میں نکال کے اس نے زریق کے آگے رکھ دیا۔ اور شیر پرور جو دوسرے شیروں اور چیتوں کو نقرئی زنجیروں میں باندھے ہوئے فاصلے پر کھڑے ہیں انہیں حکم دیا گیا کہ باری باری اپنے شیروں کو لا کے پیش کریں۔ حکم ہوتے ہی خونخوار شیر یکے بعد دیگرے پیش کیے جانے لگے۔ وہ سب کے سر اور پیٹھ پہ محبت سے ہاتھ پھیرتا اور پلاؤ کی ایک رکابی کھلا کے ان کو رخصت کر دیتا جب سب شیر اور چیتے پیش ہو لیے تو اس نے شیر پروروں کو انعام دیا اور کہا "تم نے میرے شیروں کو بہت اچھی تعلیم دی ہے۔ اور تمہارا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ کل کے معرکے میں سوا دشمنوں کے انہوں نے کسی اپنے پر حملہ نہیں کیا۔" سب نے قدر دانی کا شکریہ ادا کر کے عرض کیا کہ یہ تو پہلا موقع تھا۔ آیندہ معرکوں میں حضور ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ کیسی انسانیت سے کام کرتے ہیں۔"

شیروں کو رخصت کر کے اس نے آواز دی "ہنا"۔ فوراً دو نوخیز رومی غلام کانوں میں گوشوارے اور جسم میں ارغوانی قبائیں پہنے آ کر سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے۔ اور خارویہ نے پوچھا "جو لوگ مجھ سے ملنے کو آئے ہوں ان کو بلا لاؤ۔ غلام گئے اور دم بھر میں جمیل بن سنان اور ابو حوقل حاضر ہوئے۔ جمیل نے کئی مہینوں بعد ہوئے ابو حوقل

Marfat.com

کو خارویہ کے دربار میں باریاب کرا دیا تھا جس کے بعد سے وہ دولت مند تاجر اکثر سلام کو آتا۔ اور اپنی وفاداری و جان نثاری کا یقین دلایا کرتا۔ ان دونوں کی صورت دیکھتے ہی زریق چوکنا ہو کے کھڑا ہو گیا۔ خارویہ نے فوراً اسے ڈانٹ کر اور تھپک کر روک دیا اور دونوں آنے والوں کی طرف متوجہ ہو کے کہا "تم نے میرے شیروں کا کمال دیکھا لوگ اعتراض کیا کرتے تھے کہ وحشی جانوروں میں خبط و روز مصروف رہنے سے کیا فائدہ مگر آج ان وفادار بے زبانوں کی کارگزاری سب نے دیکھ لی۔

ابوحوقل: حضور نے یہ بالکل نیا کمال دکھایا کہ ان وحشی جانوروں سے عظیم الشان فوج کا کام لے لیا۔

خارویہ: اور کل کی فتح تو واقعی انھیں کی بدولت ہوئی۔ ترکی لشکر عراق بہت زبردست تھا۔ اور قریب تھا کہ مصریوں کو شکست ہو جائے (جمیل کی طرف متوجہ ہو کر) تم کہا کرتے ہو کہ انسان کو دوست بناؤ تو وہ بھی ایسی ہی وفاداری و جاں نثاری کرے گا۔ مگر کل میں نے دیکھ لیا کہ باوا جان کے آدمی فسطاط کے ہر ہر محلے میں پکارتے پھرتے تھے کہ اپنے شہر کو دشمنوں سے بچاؤ اور کوئی گھر سے نہ نکلتا تھا۔ اگر میں ایسی نازک گھڑی میں اپنے ان بہادروں کو نہ چھوڑ دوں تو خدا جانے کیا حشر بپا ہو جاتا۔ ان کی کل کی کارگزاری دیکھ کر اب ان کی تیاری کے لیے میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ جتنے واجب القتل مجرم ہوں وہ بجائے اس کے کہ تلوار سے مارے جائیں ان شیروں کا لقمہ بنا دیے جایا کریں۔ اور اب غالباً باوا جان بھی اس کو منظور کر لیں گے۔"

ابوحوقل: "بے شک گھر بیٹھے شکار کا لطف آیا کرے گا۔ ابھی تو نہایت ہی بدمزگی سے مجرموں کی گردن ماری جاتی ہے۔"

خارویہ: "ہاں میں یہ کروں گا کہ ہر مجرم اس باغ میں لا کر رکھا جائے گا۔ اس کی زنجیریں کھول دی جائیں گی۔ اور دو چار روز خوب کھلا کے تیار کیا جائے گا۔ اس کو ڈھال تلوار دی جائے گی تاکہ آزادی سے ان کی مشق کرے۔ پھر ایک روز میرے سامنے اس پر کوئی شیر چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ اس کارروائی کی ابتدا آج ہی سے ہو گی۔ میں نے کل کے اسیرانِ جنگ میں سے چار ترک منگوائے ہیں۔ وہ آجائیں تو اسی وقت تم میرے

Marfat.com

شیروں کی شجاعت کا تماشا دیکھ لینا۔"

جمیل: "تو کیا چاروں پر ایک ساتھ سب شیر چھوڑ دیے جائیں گے؟"

خارویہ: "یہ نہیں۔ یوں تو میرے شیر آپس ہی میں لڑ کے زخمی ہو جائیں گے۔ ایک ایک پر ایک ایک شیر یکے بعد دیگرے چھوڑا جائے گا۔ اور جس شخص پر چھوڑا جائے گا اسے موقع دیا جائے گا کہ ڈھال تلوار لے کر آزادی سے مقابلہ کرے۔

جمیل: "نہایت دلچسپ اور بہت شجاعانہ سیر و تفریح ہو گی۔ سنتا ہوں اگلے دنوں رومیوں میں بھی اس کا بہت رواج تھا۔"

خارویہ: "ہاں تھا۔ مگر وہاں جنگل کے پکڑے ہوئے وحشی شیر چھوڑے جاتے تھے اور یہاں تعلیم پائے ہوئے وحشی شیر ہوں گے جو حکم پر چلتے ہیں۔ اور کیسے ہی غصے میں بھرے ہوتے ہوں اشارہ پاتے ہی خون خواری سے رک جاتے ہیں۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ کل کی لڑائی کیسی رہی۔"

جمیل: "بہت اچھی۔ مگر (دبی زبان سے) ہمارے مقصد کو اس سے نقصان پہنچا۔"

خارویہ: (تعجب سے) نقصان! دشمنوں کی شکست سے تم کو نقصان پہنچا؟"

جمیل: "یقیناً حضور کو شاید نہیں خبر ہے کہ باغر یہاں زبردست لشکر لے کے کیوں آیا تھا؟"

خارویہ: "اس میں کون سی چھپی بات ہے۔ وہ آیا تھا کہ والد کو قتل یا کم از کم حکومت مصر سے معزول کر کے سارے قسطاط کو لوٹ لے۔ اور اس کے بعد کسی اور کو والی مصر مقرر کرے۔

جمیل: "حضور کا فرمانا ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر اس میں جو امر ہمارے موافق تھا اس سے حضور نہیں آگاہ ہیں۔ باغر اس ارادے سے آیا تھا اور دربار خلافت سے اس مضمون کا فرمان اپنے ساتھ لایا تھا کہ حضرت ابن طولون کو معزول کر کے آپ کو والی مصر مقرر کر دے جس کی ہمیں پہلے سے خبر دے دی گئی تھی۔"

Marfat.com

خارویہ: (ذرا سوچ کر) "مجھے اس کا یقین نہیں آتا۔ جو شخص والد کا دشمن و بدخواہ ہو وہ میرا طرف دار کیسے ہو سکتا ہے۔"

جمیل: یہ تو تعجب ہوتا جب لشکر عراق خود سے آتا۔ مگر یہاں تو یہ ساری کارروائی ہماری سوچی اور خود ہمارے ہاتھ کی کی ہوئی تھی۔

خارویہ: (نہایت حیرت و استعجاب سے) تو ان دشمنوں کو تم نے سازش کر کے بلوایا تھا۔ مگر مجھ سے اس کی امید رکھنا حماقت ہے کہ میں والد کے دشمنوں کو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھوں گا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ والد پر حملہ ہو اور میں اس کے روکنے کی کسی امکانی کوشش کو اٹھا رکھوں۔"

جمیل: مگر حضور پہلے یہ تو سُن لیں کہ میں نے اور میرے دوست ابو حوقل نے ابن مبرد کو درمیان میں ڈال کر بغداد کے صاحب اثر و ذی شوکت سرداران ترک وصیف بغا۔ اور باغر سے کیا معاملت کی تھی۔

خارویہ: تمہاری کوئی کوشش چاہے کتنے ہی میرے فائدے کے لیے ہو اگر والد کے خلاف ہے میں ہرگز اس میں تمہارا شریک نہیں ہو سکتا۔"

جمیل: مگر ہم نے جو کچھ کیا ہے خیر خواہی کی راہ سے کیا ہے۔ اب حضور کو اختیار ہے کہ چاہیں تو اپنے والد کو اس کی اطلاع کر کے

ہم سب کو قتل کرائیں یا جان بخشی فرمائیں۔ مگر پہلے میری کارگزاری کو تحمل کے ساتھ سن لیں پھر جو چاہیں کریں۔"

خارویہ: (ناگواری کے ساتھ) اچھا بتاؤ کہ تم سے اور سرداران ترک سے کیا معاملت ہوئی تھی؟"

جمیل: یہ معاملت کی تھی کہ دربار بغداد سے پہلے ابن مبرد کو تھوڑی سی مختصر فوج دی جائے جس کو لے کے وہ یہاں آئے اور پری جمال جولیانا کے قصر پر ناگہاں شبخون مار کے اس شاہزادی اور اس کے شوہر کو پکڑ لے جائے۔ اس کے بعد باغر زبردست لشکر کے ساتھ آ کر فسطاط پر حملہ کرے اور فتح یاب ہونے کے بعد ابن طولون کی جگہ

Marfat.com

آپ کو حاکم مصر مقرر کر دے۔ تاکہ وہ لوگ جو حضور کے والد کے طرفدار ہیں وہ بھی خوش رہیں اور ان کی بھی گو نہ دلدہی ہو جائے۔ اس طریقے سے انکو نافرمانیوں کی سزا مل جائے اور حضور کے تقرر سے ان کی اشک شوئی بھی ہو جائے۔ بعد ازاں ابن مبرد منصور کو دربار بغداد کے حوالے کر دے جہاں وہ فوراً قتل کر ڈالا جائے۔ اور اس کے قتل ہوتے ہی جولیانا کو میرے دوست ابو حوقل کے ہاتھ بیچ ڈالے اور اس کو لا کے حضور کی حرم میں داخل کر دیں۔ اور انجام میں حضور اس خدمت کے معاوضے میں ابن مبرد کو معافی وخوشنودی کا خلعت دے کر عہدہ دار مال کی خدمت پر پھر سرفراز فرمادیں"۔

خارویہ: "افوہ! تم نے چالاکی و دانائی کی حد کر دی۔ اور ایسی معقول صورت پیدا کی جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی"۔

جمیل: حضور کو کیسے معلوم ہوتا میں نے اس معاملہ میں کچھ عرض ہی نہیں کیا۔ ہاں اتنی غلطی ہو گئی کہ حضور کو یہ نہ بتا دیا کہ باغ حضور کا دوست ہے دشمن نہیں۔ ابن مبرد اسی مقصد کے لیے شہزادی جولیانا کو اس کے گھر میں گھس کر پکڑ لے گیا"۔

خارویہ: "اور منصور کہاں ہیں؟"

جمیل: وہ بغداد میں وصیف کے حوالے کر دیے گئے جو تمام سرکش شہزادگان آل عباس کو قتل کر رہا ہے"۔

خارویہ: میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لیے تم اتنا بڑا ظلم کرو گے۔ اور نہ یہ بات میرے خیال میں تھی کہ میرے لیے تم والد کے دشمن بن جاؤ گے"۔

جمیل: "میں تو حضور کے مقابل دین و دنیا میں کسی کا نہیں ہو سکتا۔ چاہیں اس وفاداری کے پاداش میں حضور مجھے قتل ہی کیوں نہیں کر ڈالیں"۔

خارویہ: واقعی تم نے قتل ہونے ہی کا کام کیا ہے۔ مگر خیر میں تمہارے ساتھ اتنی رعایت کر سکتا ہوں کہ تمہاری سازش اور تمہارے ارادوں کو والد پر ظاہر نہ ہونے دوں۔ اور اگرچہ عزیزۂ مصر اور اس کے معزز شوہر پر میں ان ظلموں کو برداشت نہیں کر سکتا مگر تمہارا شکر گزار ہوں کہ میرے لیے تم نے ایسی ہولناک کارروائی کی جس کے خیال سے میں

Marfat.com

بھی کانپ جاتا ہوں۔ خیر اب یہ تو بتاؤ کہ جولیانا کہاں ہے؟"

ابوحوقل: "وہ ابن مبرد کے پاس ہے جو غالباً عسقلان میں باغز کی واپسی کا انتظار کر رہا ہوگا۔"

خارویہ: "باغز تو والد کے ہاتھ میں اسیر ہے۔ اور والد نے قطعی طور پر کہہ دیا ہے کہ جب تک عزیزۂ مصر منصور اور ان کا تمام لوٹا ہوا سامان واپس نہ آ جائے گا۔ اس کو آزادی نہ ملے گی۔"

جمیل: مگر یہ امر تو باغز کے اختیار سے باہر ہے۔ اس لیے کہ اس کی گرفتاری کا حال سنتے ہی ابن مبرد بھاگ جائے گا۔ اور کسی کو پتہ نہ لگے گا کہ کہاں ہے اور جب اس کا ملنا دشوار ہے تو عزیزۂ مصر کا ملنا بھی غیر ممکن سمجھئے۔ اس لیے کہ ابن مبرد کو عزیزۂ مصر سے ذاتی خصومت ہے۔"

خارویہ: "افسوس۔ پری جمال شہزادی جولیانا پر ظلم ہوتے کا حال سننے سے میرا دل دکھتا ہے۔ میری تو تمنا ہے کہ اس کو اپنی محبوبہ و معشوقہ بنا کے پہلے سے زیادہ شان و شوکت سے رکھوں۔ تمہارا بڑا احسان ہوگا اگر اس کو کسی طرح ظالم و محسن کش ابن مبرد سے چھین کے میرے آغوش شوق میں پہنچا دو۔"

ابوحوقل: اس کوشش میں حضور ہم اپنی جانیں لڑا دیں گے۔ مگر جب تک باغز نہ چھوٹ جائے کامیاب ہونا محال ہے۔"

خارویہ: میں تو جولیانا کے شوق وصال میں اس پر آمادہ ہو جاتا کہ باغز کے ایسے بدمعاش و شریر دشمن کو چھوڑ دوں مگر یہ میرے امکان سے باہر ہے۔ والد اس کے معاملے میں نہ میری سنیں گے اور نہ مجھ ان سے کہنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔"

جمیل: اس کو میں نہ مانوں گا۔ حضور جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

خارویہ: والد کی سطوت و عظمت ایسی ہے کہ میں ان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تقریباً دس بارہ سال کی حکومت میں انہوں نے عظیم الشان لشکر تیار کر لیا ہے۔ علماء و فضلا کو اپنی صحبت میں جمع کر کے سارے مسلمانوں کے دلوں اور تمام صاحبان علم

Marfat.com

کوشید ا بنالیا ہے ۔ ایک لاکھ بیس ہزار دینار کے صرف سے عالی شان وعدیم المثال جامع مسجد تعمیر کر کے اور سینکڑوں طرح کی فیاضیاں کر کے سارے مسلمانوں کے دلوں میں جگہ پیدا کر لی ہے خزانہ دولت سے بھرا ہوا ہے ۔ ان کے دس ہزار جنگ جو غلام ساری قلمرو میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اور چوبیس ہزار غلام جلوس کے طور پر ان کے ہمراہ رہا کرتے ہیں ۔ دس ہزار گھوڑے اور چھ ہزار خچر اصطبل میں ہیں ۔ اسی طرح دس ہزار اونٹ شتر خانے میں ہیں ۔ اور سو زبردست جہازوں کا بحری بیڑہ بحری مہموں کے لیے اسکندریہ کے ساحل پر لنگر انداز رہا کرتا ہے ۔ ایسے صاحب جبروت فرماں روا کی مخالفت یا اس کی مرضی کے خلاف مشورہ دینا میرے امکان میں نہیں "۔

جمیل : "یہ بجا ہے کہ ان سے کہنے کا کچھ نتیجہ نہ ہو گا لیکن اگر حضور کی مرضی ہو اور حضور تھوڑی سی مدد دیں تو ہم کام نکال لیں "۔

یہ سن کر خمارویہ دیر تک فکر میں رہا ۔ پھر کہا "تم بتاؤ تو سہی کہ میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں معلوم ہونے کے بعد کہوں گا کہ مجھ سے ہو سکے گا یا نہیں "۔

جمیل : کل کی فتح حضور کی قوت سے ہوئی ہے جس کو سارا شہر اور ہر سپاہی جانتا ہے ۔

حضور ہمارے ساتھ چل کے باغ اور تمام ایران جنگ کا معائنہ فرما کے واپس چلے آئیں ۔ اور واپسی کے وقت محافظوں اور پہرے والوں سے کہتے آئیں کہ اپنے شیروں کا راتب دینے اور ان کو شکار افگنی کی مشق کراتے کے لیے میں جمیل کی معرفت جن جن اسیروں کو منگواؤں فوراً بھیج دینا ۔ چند اسیروں کو اسی غرض کے لیے حضور نے بلوا ہی بھیجا ہے جنور کے تشریف لانے کے دوسرے روز میں جا کر میں باغ اور چند اور اسیروں کو حضور کے نام سے لے آؤں گا ۔ اور اسی طرف سے لے کر مصر سے بھاگ جاؤں گا اس کے بعد اگر میرا قصور حضور کے والد نے معاف کر دیا تو جو لیانا کو لے کے اس آستان پر حاضر ہوں گا ورنہ ابو حوقل شہزادی کو حضور کی خدمت میں حاضر کر دیں گے ۔ اور میں اس کا متوقع رہوں گا حضور کی سفارش سے میرا قصور کب معاف ہوتا ہے ۔ اگر امیر ابن طولون باغ کے متعلق حضور سے پوچھیں تو صرف فرما دیجئے گا کہ میرے شیروں کا لقمہ ہو گیا ۔ یا یہی فرما

Marfat.com

دیکھیے گا کہ میرا ملازم جمیل سے کر بھاگ گیا۔"

خارویہ: "مگر تم بھاگ کے کہاں جاؤ گے؟ سارا شام و عرب دریائے فرات کے کنارے تک والد کی قلمرو میں داخل ہے۔ جہاں ہو گے پکڑے جاؤ گے۔"

جمیل: بغداد میں چلا جاؤں گا۔ اور وہاں بھی اندیشہ نظر آیا تو چند روز کے لیے کوہستان جرجان میں ہو رہوں گا۔"

خارویہ: "تم نے ایک صورت تو پیدا کر لی۔ مگر مجھے اس میں خطرے نظر آتے ہیں۔ خیر جو کچھ ہو میں جولیانا کے شوق میں منظور کیے لیتا ہوں۔"

الوالحوقل: "حضور یہ بڑے عقل مند ہیں۔ اور جو چاہتے ہیں اس کی کوئی صورت پیدا ہی کر لیتے ہیں۔ میرے نزدیک انہیں تو زبردست سلطنت کا وزیر ہونا چاہیئے۔ ہمارے امیر ابن طولون کا سارا عاقل و فرزانہ امیر ہو اور ان کا سا وزیر۔ پھر حضور دیکھ لیں کہ چند ہی روز کے اندر کتنی بڑی دولت و سطوت قائم ہو جاتی ہے۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خارویہ کے غلام نے آ کے عرض کیا کہ حضور نے جن ترک اسیروں کو طلب کیا تھا حاضر ہیں۔"

خارویہ: (فرط شوق سے اچھل کر) "آ گئے! اچھا ان کو میرے سامنے حاضر کرو۔" دم بھر میں وہ ترک حاضر کر دیئے گئے جو نہایت ہی تنومند اور قوی ہیکل تھے۔ سر سے پاؤں تک طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور نظریں نیچی کیے کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر تک خارویہ ان کو دیکھتا رہا پھر پوچھا کیوں؟ تم نے میرے شیروں کو کیسا پایا؟"

ایک اسیر: "رات کا وقت تھا۔ دن ہوتا تو ہم لوگ بتا دیتے کہ بہادر شیروں سے کس طرح لڑا کرتے ہیں۔"

خارویہ: "اچھا تو اب اس وقت دن ہے۔ امتحان ہو جائے۔ پھر اپنے خادم سے کہا ان چاروں کو قصر کی پشت والے احاطے میں لے چلو۔ اور چاروں طرف سے دروازے بند کر کے ان کی زنجیریں کھول دو۔ ان کو چوڑے سیفے اور ڈھالیں دے دو۔ میں بھی چلتا ہوں۔ قصر کے کوٹھے پر سے ان کی شیر افگنی کا تماشا دیکھوں گا۔ اور وہیں آ کے

Marfat.com

بتاؤں گا کہ کون کون سے چار شیران کے مقابلے پر چھوڑے جائیں "۔

جمیل: "حضور اپنے محبوب شیر زریق کو چھوڑیں۔ اس کی لڑائی دیکھنے کا مجھے بہت شوق ہے"۔

خارویہ: "نہیں اس کا مقابلہ تو ان لوگوں کے سردار باغر سے ہوگا جو خلفاء وزراء کے خون سے ہاتھ رنگ چکا ہے"۔

لوگ ان ترک اسیروں کو احاطہ میں لے گئے۔ خارویہ اپنے دونوں رفیقوں جمیل اور ابوجوقل کے ساتھ سب سے اونچے کمرے میں ایک قالین پر رونق افروز ہوا۔ اور شیر پروروں کو بلا کے حکم دیا کہ فلاں فلاں چار ببر شیروں کو قصر کے اندر ایک کمرے میں لے جا کر رکھو۔ اور باری باری ایک ایک اسیر کے مقابلے میں ایک ایک شیر کو چھوڑ دو۔

فوراً اس حکم کی تعمیل شروع ہو گئی۔ شیر اور انسان کا مقابلہ کیا۔ مگر اسیران ترک نے جان بچانے کے لیے بڑی شجاعت سے شیروں کا مقابلہ کیا۔ پہلے شخص پر جیسے ہی شیر جھپٹا اس نے اس کے پنجے کو ڈھال پر لیا اور سیفے کا زبردست ہاتھ شیر کے گلے پر مارا جس سے وحشی درندہ خون میں نہا گیا۔ مگر چونکہ زخم کاری نہ تھا اپنے انسان حریف کو چھاپ بیٹھا۔ اور پنجوں سے سپر کو ہٹا کے گلا منہ میں دبا لیا۔ جب تک انسان حریف تڑپتا رہا وہ اس کا خون پیتا رہا۔ پھر بے حس و حرکت لاش پر سے اٹھ کر ڈکارنے لگا۔ اور خارویہ نے کوٹھے پر سے جوش کے کلمات سے اس کی مردم دری کی داد دی۔

دوسرا ترک شیر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پہلے تو تلوار کھینچ کر بڑھا۔ مگر جب شیر قریب آ گیا تو مرعوب ہو کر کمال بدحواسی سے ڈھال تلوار پھینک کے بھاگا۔ مگر شیر نے جھپٹ کر ایک تھپڑ مار کے گرا دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو کر گرا۔ اور شیر الگ کھڑا ہو گیا چند منٹ میں ترک اٹھ کہ چلے۔ دو چار قدم گیا تھا کہ شیر نے پھر حملہ کر دیا اور گرا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر اپنی جگہ سے رینگا۔ اور شیر نے پھر حملہ کر کے ڈھکیل کے تھپڑ سے گرا دیا یونہی دیر تک کھلا کھلا کے شیر نے اسے مارا اور خون پی گیا۔

خارویہ: "اس شیر کی لڑائی بڑے لطف کی ہے۔ اپنے شکار کو یہ خوب کھلا کے اور

Marfat.com

اچھی طرح تھکا کے مارتا ہے ۔ مزہ ایسے ہی شیر کی لڑائی میں آتا ہے "۔

تیسرے ترک کے مقابلے پر شیر چھوٹا تو اس سے دس گز کے فاصلے پر دبک کے بیٹھ گیا اور شست باندھ کر جھپٹنے کو تھا ترک بہادر نے خود ہی سبقت کر کے اس کی آنکھ پر تلوار کا ایک ایسا ہولا مارا کہ شیر اچھل کے پیچھے گرا۔ ساتھ ہی ترک نے بھی جھپٹ کے تلوار کا ایک ایسا زبردست وار کیا کہ شیر کا ایک ہاتھ کٹ کے دور جا گرا۔ مگر اب شیر نہایت ہی غصہ کے ساتھ اس پر جھپٹ پڑا اپنے پنجے سے گرا کے اسے گرد برد کر دیا۔ اور پھر سے پیٹھ، سرینوں اور رانوں کا سارا گوشت نوچ لیا۔ مگر ترک نے بھی نیچے پڑے پڑے اپنی تلوار شیر کے سینے میں پیوست کر دی۔ اور ادھر شیر کے ناخن اس کے دل میں پیوست ہو گئے جس کے بعد آناً فاناً شیر نے گرج کے ساتھ اور بہادر ترک نے ایک چیخ مار کے جان دے دی۔

یہ لڑائی خاردیہ کو نہایت ہی خار گزری۔ افسوس کر کے کہنے لگا "اس ترک نے بے شک بڑی بہادری دکھائی۔ مگر مجھے اپنے شیر کے مارے جانے کا بڑا افسوس ہے۔ پھر کہنے لگا "ایسا شیر بہت کم دیکھا گیا ہے۔ آنکھ پھوٹ گئی، زخم پر زخم کھائے مگر لڑائی سے قدم نہ ہٹایا اور شیر ہوتا چیخ کے بھاگ جاتا"۔

اب آخری جوڑی میدان میں آئی۔ یہ ترک میدان میں آتے وقت تو دہشت سے کانپ رہا تھا۔ مگر جب شیر نے اس کے سامنے آ کر انگڑائی لی تو دل مضبوط کر کے مقابلے کو تیار ہو گیا اور بڑھا کہ اپنے سے پہلے بہادر ترک کی طرح شیر کی آنکھ پھوڑ دے۔ مگر شیر نے تلوار دونوں پنجوں سے پکڑ کر چھین لی اور اس پر چڑھ بیٹھا۔ ترک نے شیر کے پہنچنے سے پہلے ہی ڈھال اپنے اوپر کر لی۔ اور سارا جسم سمیٹ کر اس کے نیچے چھپ گیا۔ شیر نے سپر کو پنجوں سے بہت کچھ جھنجھوڑا مگر ناخن کارگر نہ ہوئے۔ آخر تھک کر ہٹ گیا۔ مگر ترک کو سپر کے نیچے سے نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اور شیر الگ بیٹھا ہوا غرا رہا تھا۔ شیر پرور دل نے خاردیہ کے اشارے سے اسے للکارا تو پھر جھپٹا اور ایک طرف سے سپر کے اندر پنجہ ڈال کر ترک کو باہر کھینچ لیا۔ اب ترک خوف و دہشت سے روتا اور چیخیں مار رہا تھا۔ اور شیر دانتوں اور پنجوں سے اس کو چیر پھاڑ رہا تھا۔ یہ دہشت ناک ہنگامہ اس

Marfat.com

وقت تک بپا رہا جبتک کہ شیر نے ترک کے گلے کو دانتوں سے چھید کر خون نہیں پی لیا، اور لاش ٹھنڈی نہ ہو گئی۔"

خارو یہ: (بلند آواز سے) شاباش! اس سے پہلی لڑائی نے مجھے ملول کر دیا تھا مگر میرے بہادر شیر صاعقہ (یہ اس شیر کا نام تھا) تو نے خوش کر دیا۔ خیراب شیروں کو کٹہروں میں بند کر کے ان ترکوں کی کلیجیاں نکال کے انہیں کھلا دو۔"

Marfat.com

چودھواں باب

شریف باپ اور شریر بیٹا

اس کے دوسرے روز خارویہ اپنے مکار و بدنفس مصاحب جمیل کو ساتھ لے کر اپنے شریف النفس باپ ابن طولون کے پاس گیا۔ آفتاب کو نکلے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ اور ابن طولون معمول کے مطابق دربار میں برآمد ہونے کو تھا قصر حکمرانی کے بیرونی صحن میں پہلے پھاٹک سے داخل ہوتے ہی دو ہزار دیو صورت حبشی غلام نظر آئے جو زرو حریر کے کرتوں پر آسمانی صدریاں پہنے نوکدار سفید کلاہوں کے اوپر ارغوانی عمامے سر پر باندھے۔ اور آبدار وزنی گرز کندھوں سے لگاتے دونوں جانب صفیں باندھے کھڑے تھے۔

دونوں ان حبشیوں کے درمیان سے گزر کر دوسرے پھاٹک پر پہنچے تو دورویہ دو ہزار نوعمر قیامت خرام خوش رو و گل اندام رومی و فرنگی غلاموں کی صفیں نظر آئیں۔ پری وش و حور شمائل غلام برق دش نیچے علم لیے کھڑے تھے۔ سرخ اطلس کے کرتے اور نیلے پائجامے پہنے تھے کرتوں کے اوپر سنہری صدریاں تھیں اور سروں پر زرد رنگ کے ریشمی بانکے شملے۔ ان کے کانوں میں موتیوں کے آویزے تھے۔ اور گلوں میں سونے کی ہیکلیں۔ ان کی صفوں کو دیکھ کر ایک عجیب طلسمی عالم نظر کے سامنے ہو جاتا۔ اور معلوم ہوتا کہ ابن طولون کی خوش اعتقادی و پرہیزگاری سے خوش ہو کر خدا نے اس کی خدمت کو جنت کے غلمان کو بھیج دیے ہیں۔

ان پری جمالوں کی صفوں میں سے گزر کے خارویہ اور جمیل اس اندرونی دروازے پر پہنچے جس کے داہنے جانب ابن طولون کا دیوان خانہ تھا اسی میں وہ روز دربار کیا کرتا اور بائیں

Marfat.com

جانب امرا اور عہدہ داروں کے ٹھہرنے کا مقام تھا۔ ڈیوڑھی کے اندر سے خلوت گاہ خاص آراستہ کیا گیا تھا۔ اور اسی سے ملی ہوئی زنانی حرم سرا تھی۔ چند شعراء مخصوص امرا اور بہت سے نقیب و چوب دار اسی ڈیوڑھی میں احکام شہریاری کے منتظر کھڑے رہا کرتے تھے۔

خارویہ نے جمیل کو یہیں ٹھہرا دیا اور خود اندر داخل ہوا۔ خواجہ سرا نے دوڑ کر ابن طولون کو خبر کی۔ اور ساتھ ہی وہ خود پہنچ کر صاحب تخت و تاج باپ کے سامنے سلام کے لیے جھکا۔ ذی وقار حاکم مصر نے حسب سنت اسلام سلام کا جواب دے کر بیٹے کو اپنے برابر بٹھا لیا اور ہنس کے پوچھا، "کہو تمہارے بہادر وحشی جنگجو خیریت سے ہیں؟"

خارویہ: (نظر نیچی کر کے) "جی ہاں اچھے ہیں۔ مگر کل کے معرکے نے ان کا جوش و خروش اس قدر بڑھا دیا ہے کہ جب تک کسی زندہ ذی روح کا خون نہ پی لیں قرار نہیں لیتے۔ اور اصل میں وہ آدمیوں کے شکار اور انسانی خون کو مانگ رہے ہیں۔"

ابن طولون: "یہ تو مشکل ہے۔ انسان کا خون بغیر ظلم کیے نہیں میسر ہو سکتا۔"

خارویہ: "مگر بغیر اس کے شیر میدان جنگ کے لیے تیار نہیں ہو سکتے۔"

ابن طولون: آخر تم نے ان کو کیوں کر تیار کیا؟ بیٹا مجھے تم سے ایسی سنگ دلی کی توامید نہیں ہے کہ انسان کا خون پلا پلا کر انہیں تیار کیا ہو۔"

خارویہ: "کل سے پہلے تو میں نے کبھی ان کو کسی انسان پر نہیں چھوڑا تھا۔ مگر اب ضرورت پیش آگئی کہ معرکہ آرائی کے لیے وہ باقاعدہ طور پر تیار کیے جائیں۔"

ابن طولون: "ایسا ہے تو میں ان وحشی درندوں کا لشکر نہیں چاہتا۔ ہم مصر و شام پر انسانوں کی جانیں بچانے کے لیے حکومت کر رہے ہیں نہ ان کی جانیں لینے کو۔"

اس کے جواب میں خارویہ نے دل کو مضبوط کر کے اور ایسی جرأت سے کام لے کر جیسے کہ کبھی اس سے باپ کے سامنے نہیں ہو سکی تھی کہا، مگر انسان ہی کے بچانے کے لیے انسان کو قتل کرنا پڑتا ہے۔"

ابن طولون: بے شک قتل کرنا پڑتا ہے۔ مگر جانوروں کا پیٹ بھرنے کے لیے آدمی کو قتل کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

Marfat.com

خارویہ: "خیر تو ایک صورت میرے ذہن میں آتی ہے۔ جس میں بظاہر کوئی مضائقہ نہیں نظر آتا۔"

ابن طولون: وہ کون سی صورت ہے؟"

خارویہ: "سلطنت میں اکثر مجرم واجب القتل ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر بعوض سر کاٹنے کے اگر اس طرح سے قصاص جاری کیا جائے کہ شیروں کے آگے ڈال دیے جائیں تو کیا برائی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جن اسیران جنگ کو قتل کرنا منظور ہو وہ میرے شیروں کے آگے کیوں نہ ڈال دیے جائیں۔"

ابن طولون: (ذرا غور کرکے) یہ بالکل غیر مستحسن و غیر مسنون اور کم از کم مبتدع طریقہ قتل ہے۔"

خارویہ: "مگر میں نے تو یہ جائز خیال کرکے ترک اسیروں میں سے چار کو آج اپنے شیروں کی نظر کر دیا۔"

ابن طولون: " اپنے اس ظالمانہ تفقہ کو چھوڑ دو۔ آج تم نے ایسا کیا تو غلطی کی اور آئندہ ہرگز ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ رومیوں کی قدیم ظالمانہ سنت کو پھر زندہ کر دو۔"

خارویہ: "مگر چند روز کے لیے یا کم از کم ان اسیر ترکوں کی حد تک تو مجھے اس کی اجازت دے دیجئے۔

یہ سن کر ابن طولون دیر تک سر نیچے جھکائے رہا پھر سر اٹھا کے بولا میں اپنی طرف سے تو اس کی اجازت نہ دوں گا اور نہ بیٹا تمہارے لیے بھی۔ میں ایسے ظالمانہ مشغلے کو پسند کرتا ہوں۔ مگر یہ لڑائی جس میں ہم کو فتح کی طرف سے قطعی یاس ہو گئی تھی محض تمہارے شیروں نے فتح کی ہے۔ اس لیے دراصل یہ تمہاری اور تمہارے شیروں کی کارگزاری ہے۔ اور اس کے اسیروں کے بھی مالک و مختار تم ہی ہو۔ اپنے اختیار سے تم ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتے ہو میں تعرض نہ کروں گا۔ لیکن پھر ایک بار سمجھا دیتا ہوں کہ یہ اچھا مشغلہ نہیں ہے۔"

اس عنایت کے شکریہ میں خارویہ نے جھک کر باپ کا ہاتھ چوم لیا اور نہایت

Marfat.com

ادب کے ساتھ کہا "تو اتنی عنایت اور ہو کہ جن مجالس میں ترکی اسیر ہیں ان کے داروغہ کے نام فرمان جاری ہو جائے کہ میں جن جن اسیروں کو بلواؤں فوراً میرے پاس بھیج دیے جائیں۔"

ابن طولون نے بیٹے کی یہ درخواست قبول کی اور اسی وقت حکم لکھ کر ایک سوار کے ہاتھ مہتمان مجالس کے پاس بھیج دیا۔ اور یہ حکم بھیج کر کہا "ان قیدیوں پر سختی کرنے سے بہتر یہ ہوتا کہ جس طرح تم نے بہادری سے ترکوں کو شکست دی ہے اسی طرح اپنی خوش تدبیری سے شہزادی عزیزۂ مصر اور اس کے شوہر کو ان سنگدل ظالموں کے پنجۂ ستم سے چھڑاتے۔"

خارویہ: "میں اس کی پوری کوشش کروں گا۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔"

ابن طولون: میں سمجھتا ہوں کہ اگر باغر پر سختی کی گئی تو ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔"

خارویہ: "یہ تدبیر بھی کروں گا۔" اس کے بعد خارویہ باپ سے رخصت ہو کر باہر نکلا اور ڈیوڑھی پر جمیل کو ساتھ لے کر ان عمارتوں کی راہ لی جن میں ترک رکھے گئے تھے۔ ابن طولون کا حکم پہلے ہی پہنچ چکا تھا داروغۂ مجالس بڑے مجلس کے پھاٹک پر حاضر تھا۔ ادب سے سلام کیا اور اس کو اندر لے جا کے ان سب ترکوں کے سامنے کھڑا کر دیا خارویہ نے ان لوگوں سے بھی اپنے شیروں کی شجاعت و کارگزاری کی داد چاہی اور کہا "یہ نہ سمجھو کہ میرے شیروں کے پنجے سے تم آزاد ہو گئے۔ تم سب کو میں اپنے بہادر جانوروں کی غذا بناؤں گا۔" پھر باغر سے کہا۔ تم اس نمک حرام لشکر خلافت کے سردار ہو تم کو میرے بہادر شیر زریق سے مقابلہ کرنا ہو گا۔ اور اگر اس سے بچنا چاہتے ہو تو جس طرح بنے شہزادی عزیزۂ مصر کو لا کے حاضر کر دو۔ یا وعدہ کرو کہ کتنے دنوں کے اندر وہ آ جائیں گی۔" اور قبل اس کے کہ باغر کا کچھ جواب سنے قید خانے سے نکل آیا دروازے پر ذرا ٹھہر کے داروغہ سے کہا "دیکھو! یہ میرے معتمد علیہ سردار جمیل ہیں ان کو پہچان لو۔ ان کو بھیج کر میں جن جن اسیروں کو بلواؤں فوراً بے عذر بھیج دینا۔"

داروغہ نے اطاعت کا وعدہ کیا اور خارویہ جمیل کو ساتھ لے کر اپنے باغ میں آیا آتے ہی پہلے زریق کی پیٹھ سہلائی جو قدموں پر لوٹنے لگا۔ پھر سیماب کے دریا میں ہوائی کشتی پر سوار ہو کے جھولنے لگا۔

Marfat.com

پندرہواں باب

قتل الموذی قبل الایذا

شام کے عسقلان میں آبادی سے جدا عین ساحل پر ایک خیمہ نصب ہے اور اس کے سامنے ایک دمشقی قالین بچھا ہوا ہے جس پر شتر پر النفس ابن مبرد بیٹھا ناپیدا کنار سمندر کی سیر کر رہا ہے۔ فسطاط کا دولت مند تاجر ابوالحوقل دمیاطی اس کے برابر بیٹھا ہے جو کل ہی یہاں آکر اس سے ملا ہے۔ اور اس وقت دونوں کو موقع ملا ہے کہ اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں۔ چنانچہ ابن مبرد نے کہا۔ ہاں اب آپ فسطاط کے وہ حالات بیان کریں۔"

ابوالحوقل: "سب سے پہلے تو میں آپ کی داد دیتا ہوں کہ نہایت ہی ہوشیاری اور کمال شجاعت سے عزیزۂ مصر کو پکڑ لائے۔"

ابن مبرد: "بے شک مجھے اس میں پوری کامیابی ہوئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ میں نے نہایت ہی رازداری سے کام لیا۔ اور جس وقت تک قاہرہ میں جو لیانا کے قصر میں پہنچ گیا ہوں بجز آپ کے اور میرے دوست جمیل کے کسی آدمی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی مگر افسوس ہے کہ باغز کو کامیابی نہ ہوئی۔ ان کا بہترین لشکر تباہ ہو گیا اور خود بھی مکار دریا کار والی مصر کے ہاتھ میں اسیر ہو گئے۔"

ابوالحوقل: "یہ خوفناک منظر تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھے چلا آتا ہوں۔ باغز کی فتح میں ذرا بھی شک نہ تھا اور مصری لشکر پیٹھ دکھانے ہی کو تھا مگر کس کو خبر تھی کہ خار دیہ کے شیر یہ آفت جوت دیں گے۔ مجھے اور جمیل کو ذرا بھی اس کا وہم دگمان ہوتا تو ہم اس کا بندوبست کر لیتے۔

Marfat.com

ابن میرد: "ہاں خارد یہ تو ہمارے موافق تھے۔"

ابوالحوقل: "بے شک۔ مگر انہیں کیا خبر تھی کہ باغز ان کی طرف داری اور خاص ان کے نفع کے لیے حملہ آور ہوئے ہیں۔ کاش اس انجام کی طرف ہمارا ذرا بھی خیال جاتا اور ہم ان کو تمام حالات سے آگاہ کر دیتے۔"

ابن میرد: جب وہ ہمارے دوست ہیں تو ان کو سب حالات پہلے سے کیوں نہ بتا دیے۔"

ابوالحوقل: "باوجود دوست ہونے کے وہ اپنے باپ کے اس قدر بہی خواہ ہیں اور ان سے اتنا ڈرتے ہیں کہ ہمیں ان پر پورا بھروسہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ہم اپنے رازوں کو ان سے ہمیشہ مخفی رکھا کرتے ہیں۔"

ابن میرد: "تو پھر باغز کے چھوٹنے کی امید ہے یا نہیں۔"

ابوالحوقل: یہ انتظام تو ہو گیا بلکہ وہ اب آتے ہی ہوں گے۔"

ابن میرد: "یہ کیونکر۔"؟

ابوالحوقل: "جمیل کو اس کوشش میں بڑی محنت کرنا پڑی۔ بلکہ انہوں نے خود اپنی ذات کو خطرے میں ڈال دیا۔ اپنی ساری کارروائی خارد یہ پر آشکارا کر دی۔ انہیں باور کرا دیا کہ یہ سب فقط اس لیے کیا گیا ہے کہ عزیزۂ مصر آپ کی آغوش میں پہنچائی جائے۔ اور ابن طولون کو ہٹا کے آپ والی مصر بنائے جائیں۔"

ابن میرد: (چونک کر) یہ بھی کہہ دیا اور وہ راضی بھی ہو گئے!"

ابوالحوقل: "زبان سے تو اقرار نہیں کیا بلکہ دل میں ضرور راضی ہیں۔ اور راضی نہ ہوتے تو یہ کیوں کرتے کہ باپ سے زبردستی اجازت حاصل کی جن جن اسیروں کو چاہیں بلوا کے ان پر اپنے تیروں کو چھوڑ دیں۔"

ابن میرد: "ایں! یہ تو ہمارے ساتھ دشمنی ہوئی۔"

ابوالحوقل: "اگر ایسی دشمنی نہ کرتے تو ابن طولون سے کام نکالنا غیر ممکن تھا۔ بیشک دو چار ترکوں کو اس طریقے سے انہوں نے قتل کر ڈالا۔ مگر یہ بھی کیا کہ جمیل نے

Marfat.com

ان کے نام سے جا کر باغر کو قید خانے سے نکالا۔ اور شیروں کا لقمہ بنانے کے بجائے اُن کو بھگا دیا۔"

ابن مبرد: "تو باغر چھوٹ کر بھاگ آئے۔ واقعی یہ بڑا مشکل کام تھا۔ مگر اس کے بعد سے جمیل اس قابل نہ رہیں گے کہ اپنے آقا خارویہ کو منہ دکھائیں۔

ابوالحوقل: "جی نہیں۔ ان سے کہہ کر یہ کارروائی کی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر ابن طولون ناراض ہوں تو کہہ دیجئے گا کہ جمیل باغر کو لے کر بھاگ گیا اور اس نے مجھے دغا دی۔"

ابن مبرد: تو جمیل اور خارویہ نے بڑی جرأت کا کام کیا۔ اور ہمیں ان کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ خیر تو اب باغر کہاں ہیں؟"

ابوالحوقل: خشکی کے راستے سے آنے میں اندیشہ تھا کہ شاید ابن طولون کے لوگ تعاقب کر کے پکڑ لیں۔ اس لیے میں اور جمیل باغر کو ایک کشتی میں بٹھا کر دمیاط میں لے آئے وہاں میں ان دونوں کو اپنے ایک گھر میں چھپا آیا ہوں قاہرہ میں ان کے بھاگنے سے جو شورش مچ گئی اور ہر طرف ڈھنڈورا پڑی ہوئی ہے اس کا ہنگامہ ذرا کم ہو تو جمیل ان کو جہاز میں سوار کرا کے سمندر کے راستے سے یہاں لے آئیں۔ جہاز کا بندوبست میں نے کر دیا ہے اس لیے کہ ایک جہاز فسطاط سے میری روئی لا رہا ہے۔ اس میں وہ بخوبی چھپ کر چلے آئیں گے۔ اور دیکھئے سامنے وہ جہاز آ رہا ہے کیا عجب کہ اسی میں ہوں میں خشکی کی راہ سے اونٹ پر آیا ہوں۔ اور وہ جہاز میرے روانہ ہونے کے دو چار روز بعد چلا ہوگا۔ لہٰذا اس کو اب تک پہنچ جانا چاہیئے۔"

ابن مبرد نے اس کارروائی کی داد دی۔ اور دونوں شوق کی نگاہوں سے اس جہاز کو دیکھنے لگے جو ساحل کے پاس پاس پالوں اور ہوا کی مدد سے نہایت خاموشی کے ساتھ آہستہ آہستہ بڑھتا آتا تھا۔ آخر نظر بازی سے اکتا کے ابن مبرد نے کہا "انتظار بڑی تکلیف کی چیز ہے۔"

ابوالحوقل: مگر شوق اس تکلیف میں لطف پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہاں یہ تو بتایئے کہ شہزادی عزیزۂ مصر کہاں ہیں۔"

Marfat.com

ابن مبرد: وہ بھی یہیں موجود ہے۔ اس کو شہزادی نہ کہو۔ بڑی بدمزاج چڑچڑی اور دریدہ دہن عورت ہے۔ اور الحمدللہ کہ اب میری لونڈی ہے مگر جیسی کبھی وہ میری بدمزاج بے رحم مالکہ تھی ویسا ہی اب میں اس کا بدمزاج وقسی القلب آقا ہوں عسقلان کی آبادی میں میرا ایک مکان ہے۔ اس میں اپنے اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ میں نے اس کو بھی رکھ دیا ہے۔ اور دوسرے لونڈی غلاموں کو تاکید کر دی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کو ستائیں۔

ابوالحوقل: "مگر اس کے ساتھ ایسی بے رحمی نہ کرنی چاہیے"

ابن مبرد: "ضرور کرنی چاہیے۔ وہ بڑی بدمزاج وبے حمیت عورت ہے جس کی سزا یہی ہے کہ دن رات ستائی جائے۔ آپ صاحبوں کی اس کارروائی میں فقط یہی بات مجھے ناگوار ہے کہ مجھے اس کو خاردیہ کے محل میں پہنچانا پڑے گا جو پھر اس کو شہزادی اور ایک معزز ملکہ بنا دے گا۔ مگر مجبوری ہے۔ دل پر جبر وستم کر کے اس کو گوارا کر دوں گا"

ابوالحوقل: "اس کے شوہر کا بھی کچھ پتہ لگا"

ابن مبرد: اس کم بخت کا کہیں پتہ نہیں۔ خدا جانے کیسے نکل گیا۔ اور کہاں چلا گیا۔ وہ بھی مل جاتا تو پھر مجھے ان دونوں متکبر میاں بیویوں سے بدلہ لینے اور انہیں بھی اپنا سا مظلوم غلام بنانے کا مزہ ملتا مگر افسوس وہ میرے ہاتھ سے نکل گیا"

اب جہاز قریب آگیا۔ اور ابوالحوقل نے پہچان کر کہا" ہاں ہاں! وہی ردئی کا جہاز ہے" رومال ہلا کر اشارہ کیا جس کے جواب میں ناخدا نے بھی جھنڈی ہلائی اور اس کے عین مقابل پہنچ کر لنگر ڈال دیا۔ جہاز ساحل سے تقریباً دو ہزار گز کی مسافت پر تھا۔ مچھلی والوں کی دو ایک کشتیاں ساحل پر کھڑی تھیں ان میں سے ایک پر سوار ہو کر ابن مبرد اور ابوالحوقل گئے۔ سیڑھی کی مدد سے ان پر چڑھے اور باغراد جمیل سے مل کر بہت ہی خوش ہوئے۔ ان کو اپنے ساتھ کشتی میں بٹھا کے کنارے پر لائے۔ اتنی دیر میں اور کئی کشتیاں بھی پہنچ گئی تھیں۔ جن کے ذریعے سے چند اور تاجر اور سیاح اتر کے کنارے پر آئے۔ اور ساحل پر اس جہاز کے دیکھنے اور جہاز والوں سے ملنے کے لیے عسقلان والوں کی بھیڑ لگ گئی۔

Marfat.com

اب پھر خیمے کے آگے ابن مبرد اور ابوالحوقل کی صحبت جم گئی جس میں اب ان کے دوست باغر اور جمیل بھی شریک تھے۔ صاحب سلامت۔ خیر مقدم اور مزاج پرسی کی رسمیں جہاز ہی پر پوری ہو چکی تھیں۔ یہاں بیٹھتے ہی اصل معاملہ میں گفتگو ہونے لگی۔ پہلے سب نے جمیل کا شکریہ ادا کیا کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس نے باغر کو ابن طولون کے ایسے بیدار مغز و ہوشیار دشمن کی قید سے چھڑا لیا۔

جمیل: میں تو اپنے آقا کا وفادار خادم ہوں محض ان کی آرزو پوری کرنے اور انہیں حکومت مصر دلوانے کے جوش میں میں نے یہ کارروائی کی ہے۔ ان کی دلی تمنا پوری کرنے کی دھن میں میں اپنے نیک و بد کو بھی بھول گیا۔"

ابن مبرد: "آپ نے چاہے جس مقصد سے یہ کام کیے ہوں مگر ہم لوگوں پر احسان کیا۔ پہلے مجھے آزادی دلوائی اور پھر میرے معزز و محترم دوست باغر کو قید سے چھڑایا ان کے بغیر خلافت بغداد میں خدا جانے کیا کیا خرابیاں پیدا ہو جاتیں۔"

یہ کہہ کر اپنے غلام کافور کو آواز دی۔ اور جیسے ہی وہ لبیک کہتا ہوا خیمہ سے نکلا حکم دیا کہ "میرے یہ احباب بڑا بھاری خطرناک سفر کیے ہوئے آ رہے ہیں تو تے ان کے لیے نبیذ یا شربت کا بھی بندوبست نہیں کیا؟ جا فوراً بہت اچھی تند نبیذ کا ایک گھڑا اور جام و صراحی لے آ" غلام حکم کی تعمیل کے لیے واپس گیا۔ اور جمیل نے نہایت متین صورت بنا کر کہا "خیر اب مجھے سب سے پہلے یہ بتائیے کہ اس کے بعد کیا کارروائی ہو گی؟ اور ابوالحوقل عزیزۂ مصر کو لے کر کب فسطاط میں واپس جائیں گے۔؟"

ابن مبرد: (مسکرا کر) "جب آپ کا قصور معاف ہوئے اور میں مصر کا حاکم مال مقرر ہو جاؤں۔ تب ہم سب ساتھ ہی چلیں گے اور آزادی و شوکت کے ساتھ سواد فسطاط میں داخل ہوں گے۔"

جمیل: "یہ نہیں ہو سکتا۔ جب شہزادی اپنے عاشق خمارویہ کے آغوش شوق میں پہنچ لیں گی تب آپ کا تقرر ہو گا۔ اور اسی وقت میرا بھی قصور معاف ہو گا۔"

ابوالحوقل: "اس سے پہلے سے غور ہو جانا چاہیئے کہ پہلے کون سی کارروائی کی جائے"۔

Marfat.com

باغر: میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ ہم سب فوراً بغداد کی راہ لیں۔ یہاں ابن طولون کی حکومت ہے اگر ہماری کوئی کارروائی کھل گئی یا کسی کو ہمارا نام بھی معلوم ہو گیا تو حاکم شہر ہم سب کو پکڑ کے اس کے پاس بھیج دے گا۔ لہذا کافور کو لونڈی غلاموں اور اسیروں کے ساتھ یہاں چھوڑ دو جو بالکل مخفی طور پر ایک بردہ فروش تاجر کے کارندے کی طرح یہاں رہے اور ہم بغداد چلے چلیں۔ وہاں پہنچنے کے بعد پہلے میں یہ کارروائی کروں گا کہ ابن مبرد کو ایک زبردست فوج کے ساتھ بھیجوں گا کہ جس خوبی سے یہ شہزادی عزیزہ مصر کو اسیر کر لائے تھے دوبارہ جا کے والی مصر ابن طولون کو بھی اسیر کر لائیں۔ بعد ازاں امیر المومنین کا مہری فرمان جاری ہو کہ خارد یہ مصر کے والی اور ابن مبرد حاکم مال مقرر کیے گئے۔ اور جس روز خارد یہ مسند ولایت پر بیٹھیں اسی روز عزیزہ مصر کو جمیل اور ابوالحوقل لے جا کے ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔"

اب نبیذ آ گئی۔ اور اس کے چھلکتے ہوئے جام گردش کرنے لگے۔ جمیل جو دو جام تند پی چکا تھا بولا "میں تو چاہتا ہوں کہ شہزادی یہیں سے ان کے پاس پہنچا دی جائیں۔ مگر سب حریفان صحبت نے اس سے اختلاف اور باغر کی تجویز سے اتفاق کیا۔

نشہ صہبا تندیوں پر تھا۔ اور صحبت کی گرم جوشی بڑھتی جاتی تھی کہ ابوالحوقل نے اپنے ایک خادم کو جو جہاز سے اتر کے آیا تھا حکم دیا کہ روئی کو ساحل پر اتار کے ڈھیر کر دو یہاں کے تجار ساحل ہی پر آ کے خرید لیں گے۔ دو ایک آدمیوں کو شہر میں بھیج کر یہ بھی دریافت کر لو کہ یہاں روئی کا کیا نرخ ہے۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگہاں دو شخص قریب آئے۔ جن میں سے ایک نے جھپٹ کے اپنی لمبی اور سیدھی رومی تلوار سے جمیل پر حملہ کیا اور دوسرے نے ابن مبرد پر اور جب تک کوئی شخص قریب آ کے بچانے کا ارادہ کرے تابڑ توڑ اتنے وار کیے کہ دونوں کو زمین پر بیہوش گرا دیا۔ ابوالحوقل تاجر آدمی تھا وہ تو یہ خونریزی کا سماں دیکھ کے بدحواس بھاگا اور خیمے کے اندر چھپ گیا۔ مگر باغر اور ابن مبرد کے غلام نے آ کر ان لوگوں کو روکا اور جب دیکھا کہ وہ لوگ دونوں زخمیوں کی جان ہی لینا چاہتے ہیں تو ان

Marfat.com

سے مقابلہ شروع کر دیا ان لوگوں کو مزاحم دیکھ کر اور کئی آدمی حملہ آوروں کی مدد پر آ گئے اور اچھی خاصی لڑائی ہونے لگی جس میں ابن مبرد کا غلام کافور تو گھرا زخم کھا کے گر پڑا۔ مگر باغر نے گو کہ زرہ نہیں پہنے تھا اور کئی زخم کھا چکا تھا اس شخص کو مار ڈالا جس نے ابن مبرد کو مار کے گرا دیا تھا۔ ساتھ ہی باغر پر کئی آدمیوں نے جھپٹ کے ایک ساتھ کئی وار کئے اور وہ بھی زمین پر گر کے تڑپنے لگا۔

اب اس ہنگامے کی ان تمام لوگوں کو خبر ہو گئی جو جہاز کے استقبال کے لیے ساحل پر آئے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حاکم شہر یحییٰ بن موسیٰ خزانی بھی موجود تھا جو ابن طولون کی جانب سے یہاں کی حکومت کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی ان لوگوں کو اسیر کر لیا جنھوں نے جمیل اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا تھا۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ زخمی پڑے ہوئے ہیں دیکھا جائے کہ زندہ ہیں یا نہیں۔ ضبطیہ فوج یعنی پولیس کے آدمیوں نے ہلا جُلا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ جمیل اور ابن مبرد تو مر چکے مگر باغر اور ابن مبرد کے غلام میں سانس باقی تھی۔ فوراً ایک جراح کو بلا کے حکم دیا گیا کہ اسی خیمے میں رکھ کر ان دونوں کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرے اور جب ہوش آ جائے تو ان کا علاج کرے۔"

اب یحییٰ نے ابوالحوقل اور ان لوگوں کو جو خیمے کے اندر تھے بلا کے تفتیش شروع کی کہ یہ کیا واقعہ تھا۔ قاتل جو گرفتار کیے گئے بالکل مطمئن تھے اور ان کے چہرے سے گرفتار ہونے پر بھی کسی قسم کا اندیشہ نہیں ظاہر ہوتا تھا۔ تفتیش شروع ہوتے ہی ان میں سے ایک نے کہا "ایہا الامیر! آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے شہر میں کیسے کیسے مفسد اور کتنے بڑے بدمعاش جمع ہوئے تھے مقتولین میں ایک تو ابن مبرد ہے جس نے امیر مال مصر ہونے کے زمانہ میں فسطاط کی ساری رعایا کو پریشان کر رکھا تھا۔ جو شہزادی عزیزۂ مصر کو چوروں کی طرح اس کا گھر بار لوٹ کے پکڑ لایا۔ دوسرا مکار و بدطینت جمیل تھا جو امیر زادہ خارویہ کا مصاحب تھا۔ اس کی سازش سے پہلے تو ابن مبرد قید سے چھوٹ کر بھاگا۔ پھر شہزادی کے محل پر ان بدمعاشوں کا زغہ ہوا۔ اور آخر یہ لوگ بغداد کے زبردست لشکر کو مصر پر چڑھا لائے۔ اور اگر خدا نے فضل نہ کیا ہوتا تو ان ظالم

Marfat.com

لیٹروں کے ہاتھ سے سارا مصر تباہ ہوگیا ہوتا۔ زخمیوں میں جو دو شخص حضور کو زندہ ملے ان میں ایک تو ابن مبرد کا غلام کافور ہے اور دوسرا بغداد کا نامور ترکی سپہ سالار باغر۔ اسی باغر نے مصر پر حملہ کیا تھا۔ اور شکست کھا کے سردار ابن طولون کے ہاتھ میں اسیر ہوگیا۔"

یحیٰی: "سبحان اللہ! یہ باغر ہے جو دس پندرہ روز ہوئے دس ہزار لشکر لیے ہوئے بڑے کروفر کے ساتھ عسقلان کے راستے سے گزرا تھا۔ میں اس کا سر کاٹ کے امیر ابن طولون کے پاس بھیجوں گا۔"

اسیر: اور حضور ابوالحوقل کو بھی گرفتار کرلیں جو ہماری لڑائی کے خوف سے بھاگ کر اس خیمے میں چھپ رہا ہے۔ یہ فسطاط کا ملک التجار اور دمیاط کا رہنے والا ہے۔ رعایائے مصر کو اس پر اس قدر بھروسا تھا کہ ابن مبرد کو انہوں نے اسی کی حراست میں رکھوایا۔ مگر اس نے جمیل سے سازش کر کے ابن مبرد کو چھوڑ دیا۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ ابن مبرد نے بغداد میں پہنچ کر وہاں کے اہل دربار سے سازش کی اور یہ سب ہنگامے برپا کرائے۔"

یہ سن کر امیر یحیٰی کے حکم سے پولیس کے سپاہی خیمے میں گھسے۔ مگر اندر جا کے دیکھا تو ابوالحوقل اور غلام و خدام وغیرہ جو اس میں تھے سب بھاگ گئے۔ کسی کا پتہ نہ تھا۔ ان کے ملنے سے یاس ہوئی تو یحیٰی نے ان اسیروں سے پوچھا "اچھا بتاؤ تم کون لوگ ہو؟ اور تم نے ان لوگوں کو کیوں مار ڈالا؟"

اسیر: اس لیے کہ یہ لوگ بدمعاش تھے۔ اور ہر مصری شخص کا فرض ہے کہ ایسے شریر النفس لوگوں کو قتل کر کے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔"

یحیٰی: "مگر تم اپنا نام اور پتہ تو بتاؤ۔"

اسیر: "میں ایک معمولی شخص ہوں۔ اور دمیاط کا رہنے والا۔ میں بچپن سے ابوالحوقل کی خدمت میں رہا۔ اور ان کے خانگی کاموں کو انجام دینا میرا کام ہے۔ میرا ایک دوست ابوالہول کوتوال مصر ابن الدغنہ کے سپاہیوں میں بھرتی ہے۔ اور اس کا خاص معتمد علیہ آدمی ہے۔ جب جمیل ابن الدغنہ سے ملا تو اسے فکر ہوئی کہ یہ کیا سازش کر رہا ہے۔ آخر چند روز میں اس کی سب باتیں اسے معلوم ہوگئیں۔ پھر جب ابن الدغنہ کے ذریعے سے جمیل

Marfat.com

ابوالحوقل سے ملا تو ابوالہول نے اس کے حالات مجھ سے بیان کیے اور کہا تم پتہ لگاتے رہنا یہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ابن مبرد کا دوست ابن طولون کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ چند ہی روز میں اس نے فریب دے کر ابوالحوقل کو اپنے بس میں کر لیا۔ اور انجام یہ ہوا کہ ابوالحوقل نے بجائے اس کے کہ ابن مبرد کو مجرم قیدیوں کی طرح رکھے اور معزز مہمان کی حیثیت سے رکھنا شروع کیا اور اپنا مصاحب بنا لیا اور آخر اس کو چھوڑ دیا۔ میرا ایک بھائی ابن الغلیون تھا جو ملاحی کا پیشہ کرتا اور مسافروں کو کشتی پر بٹھا کے دمیاط اور ساحل مصر کے گاؤں تک لے جایا کرتا۔ وہی ابن مبرد کو لے گیا تھا۔ اور پانچ روز کے دریائی سفر میں ابن مبرد کی ایسی خدمت کی کہ اس نے کہا میں یہاں کا اگلا حاکم مال ابن مبرد ہوں بغداد جاتا ہوں۔ وہاں سے پروانۂ حکومت لے کر واپس آؤں گا۔ آتے ہی حاکم ہو جاؤں گا پھر اس وقت ابن طولون کو معزول کروں گا اور عزیزۂ مصر سے سمجھوں گا۔ ابن الغلیون نے واپس آ کر یہ واقعات مجھ سے بیان کیے۔ میں نے اسے بتایا کہ ساری فساد کی جڑ جمیل ہے۔ جو خارویہ کی مصاحبت میں دنیا بھر کی مکاریاں کر رہا ہے۔ وہ برائے نام خارویہ کا دوست ہے مگر اصل میں اس کے خاندان کا دشمن۔ اور فقط اسی کا دوست ہے مگر اصل میں اس کے خاندان کا دشمن۔ اور فقط اسی کا دوست سارے مصریوں کی تباہی کا سامان کر رہا ہے۔ ابن مبرد خدا جانے بغداد میں پہنچ کر کیا آفت جوتے گا۔ اور اس کی تمام سازشوں اور مکاریوں کا مرکز یہی بدمعاش جمیل ہے جس نے کوتوال ابن دغنہ اور میرے آقا ابوالحوقل دونوں کو فریب دے رکھا ہے۔ میرا یہ بیان سن کر ابن الغلیون کو بڑا طیش آیا۔ اور کہنے لگا "افسوس کہ ایسے بدمعاش شخص کو میں نے مدد دی۔ خود لے جا کے اطمینان کے مقام میں پہنچا آیا۔ گویا میرے ہی ہاتھ سے شہزادی عزیزۂ مصر کو ضرر پہنچنے اور ہردل عزیز امیر ابن طولون کے معزول ہونے کی بنیاد پڑی۔ میں اسی وقت پھر دمیاط جاتا ہوں۔ ابن مبرد جہاں ملے گا قتل کر ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر فوراً روانہ ہو گیا۔ مگر ایک ہفتہ کے اندر واپس آ کر کہنے لگا "افسوس میں نے ابن مبرد کو فسطاط میں نہیں پایا۔ معلوم ہوتا ہے کسی جہاز پر بیٹھ کر کسی طرف نکل گیا۔ مگر مجھے اپنی اس حرکت پر بڑا غصہ ہے۔ کیا کروں کہ دل کو قرار آئے

پھر خود ہی وہ جمیل کے مار ڈالنے پر آمادہ ہو گیا اور کہا فساد کی اصل جڑ ہی ہے۔ میں خود امیرزادہ خارویہ کے سامنے اسے قتل کروں گا۔ اور اس کا کام تمام کرنے کے بعد اپنے ملک کے نوجوان و نیک نفس ولی عہد کو بتاؤں گا یہ کیسا متفنی شخص ہے۔ اور حضور کے والد کے خلاف اس نے کیسی سازشیں کر رکھی ہیں۔" میں نے اس کو اس کام سے بہت روکا مگر اس کا جوش ایسا نہ تھا کہ کسی کے دبانے سے دبتا۔ دوسرے ہی روز خدا جانے کس تدبیر سے خارویہ کے باغ میں پہنچ کر کہیں چھپ رہا۔ اور جیسے ہی جمیل نے آکر امیرزادے سے خوشامد و فریب کی باتیں شروع کہیں نکل کے اس پر تلوار کا ایسا حربہ کیا کہ وہ گر پڑا مگر قبل اس کے کہ خارویہ سے کچھ کہنے پائے شیر جھپٹ کر اُسے چھاپ بیٹھا اور آناً فاناً میں چیر پھاڑ ڈالا۔ میں نے جب اس کے مارے جانے کا حال سنا تو بہت افسوس ہوا۔ خصوصاً اس لیے کہ جمیل زندہ بچ گیا۔ اب میں نے اور ابوالہول نے اپنے دل میں عہد کیا جمیل اور ابن مبرد کے قتل کی کوشش میں اپنی زندگی صرف کر دیں۔ جمیل کا مار ڈالنا بہت آسان تھا۔ اس لیے کہ وہ فسطاط میں موجود تھا۔ اور روز سڑکوں پر گزرتا تھا مگر یہ خبر نہ تھی کہ ابن مبرد کہاں ہے جس کا قتل کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا۔ ہم کو یہ بھی یقین تھا کہ جمیل ہی کے ذریعے سے ابن مبرد کا پتہ لگ سکے گا۔ اسی اثنا میں شہزادی کا گھر لٹا اور ڈاکو ان کو پکڑے گئے۔ پھر باغر نے بغداد کے ترکی لشکر کے ساتھ آکر ہمارے سارے ملک کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر نیک دل ابن طولون کی ہمت اور اُن کے فرزند خارویہ کے شیروں کی شجاعت سے یہ بلا دور ہوئی۔ اور باغر گھیر کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس فتح اور کامیابی کے دو ہی روز بعد میں نے سنا کہ جمیل نے اپنے آقا خارویہ کو بھی فریب دیا۔ اور باغر کو قید خانے سے نکال کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تو ہم نے دل میں ٹھان لی کہ اب جس طرح بنے گا ان متفنی دشمنان دین سے انتقام لیں گے۔ اور چونکہ یہ جانتے تھے کہ ابن مبرد پہلی بار دریا کے راستے سے بھاگا تھا اس لیے خیال کیا اب کی بھی جمیل اور وہ اسی راستے سے بھاگے ہوں گے۔ چنانچہ اپنے چار دلی دوستوں کو ساتھ لے کر ہم فسطاط سے دمیاط میں آئے۔ وہاں یہ جہاز لنگر اٹھاتا نظر آیا فوراً اس پر سوار

Marfat.com

Marfat.com

سولہواں باب

دیو پری کو اڑا لے گیا

یہ سب حالات معلوم ہونے کے بعد امیر یحییٰ نے اپنے اسیر ابن الشمسون سے کہا "تم نے ایسا شریفانہ کام کیا ہے کہ جی چاہتا ہے تم کو آزادی دے کر اپنا رفیق بناؤں اور امیر ابن طولون کی خدمت میں سفارش کر کے تم کو کسی معزز عہدے پر مقرر کر دوں مگر مناسب یہ ہے کہ امیر ابن طولون کو ان حالات کی اطلاع تمہارے ہی ذریعے سے کروں تاکہ وہ تمہیں دیکھیں اور تمہاری قدر کریں"۔

ابن الشمسون: "میں نے یہ کام محض ملک کی خدمت کرنے کے لیے اپنا فرض منصبی سمجھ کے کیا ہے میں نہ کسی انعام کا طالب ہوں نہ کسی قدردانی و عزت کا بلکہ اس کارروائی کو جرم تصور کر کے سلطنت میرے قتل کا بھی حکم دے تو مجھے کسی قسم کا رنج و ملال نہ ہوگا

یحییٰ: "مگر تم نے اپنا فرض ادا کیا تو سلطنت کو بھی اپنا منصفانہ فرض ادا کرنا چاہیے۔

ابن شمسون: "مگر امیر ابن طولون کو اطلاع کرنے سے پہلے ابوالحوقل کو ضرور اپنے قبضے میں کر لیجئے۔ وہ اگرچہ میرے آقا ہیں مگر ابن مبرد کے بہکانے سے فی الحال اپنے وطن اور اپنی حکومت کے نہایت خوفناک دشمن بنے ہوئے ہیں"۔

اس مشورے کے مطابق یحییٰ بن موسیٰ حرانی نے فوراً تفتیش شروع کر دی۔ شہر کے تمام ناکوں اور باہر جانے والی سڑکوں پر آدمی مقرر کر دیئے گئے کہ ابوالحوقل کو جدھر سے جاتے دیکھیں اسیر کر لیں۔ اس کا حلیہ ان کو بتا دیا گیا۔ اور جو جو آدمی اُس کے پہچاننے والے تھے فوج ضبطیہ کے سپاہیوں کے ساتھ دوڑائے گئے کہ شہر کے گلی کوچوں کو چھان ڈالیں اور ہر ہر مکان میں جا کر اسکو تلاش کریں۔

Marfat.com

آخر مایوس ہو کر یحییٰ نے ابوالہول اور ابن شمسوں سے کہا۔ اب تو ان لوگوں کے ملنے کی کوئی امید نہیں نظر آتی۔ افسوس دیو پری کو لے کر اڑ گیا "
ابوالہول: مگر ابوالحوقل کہیں نہیں چھپ سکتا۔ فسطاط میں اس کی ساری دولت عمارت اور اس کا بے انتہا مال تجارت موجود ہے اس کے اہل دعیال اور لڑکے بالے بھی وہیں ہیں۔ ان کو چھوڑ کے کہاں جائے گا۔ نہ آیا تو اس کی ہر چیز پر امیر ابن طولون قبضہ کر لیں گے۔

اسی لیے اب شدید ضرورت ہے کہ میری طرف سے آپ سب صاحب فسطاط میں واپس جا کر امیر ابن طولون کو ان سب واقعات کی خبر کر سکیں وہ مناسب تدارک کر لیں گے۔
ابوالحوقل کی روئی اور ان کے یہاں کے مکان پر میں قبضہ کیے لیتا ہوں اور جو چیزیں فسطاط سے آئی ہیں فروخت کر ڈالی جائیں گی۔
یہی تجویز سب کو مناسب معلوم ہوئی۔ اور دوسرے ہی روز صبح کو ابوالہول ابن الشمسون اور ان کے رفقا سبک رفتار کشتیوں پر بیٹھ کے مصر کو روانہ ہو گئے ان کے جانے کے بعد امیر یحییٰ نے اپنے مختلف جاسوسوں کو قرب وجوار کے شہروں میں بھیجا کہ مفرورین کا پتہ لگائیں خصوصاً اس کو دریافت کریں کہ شہزادی عزیزۂ مصر کہاں ہے۔

Marfat.com

سترہواں باب

ابن طولون کی وفات اور تمام واقعات کا بدل جانا

ابو الہول وغیرہ کو دریائے نیل کے چڑھاؤ پر جانے میں تاخیر کا اندیشہ تھا اس لیے نیل کے دہانے سے پہلے ہی خشکی پر اتر لیے۔ اور تین روز تک صحرائے حبہ میں دشت نوردی کر کے کوہسار مقطم کی گھاٹیوں میں گھسے۔ سلسلۂ کوہ سے نکل کر فسطاط کی طرف جا رہے تھے کہ دیکھا ایک جنازہ نہایت ہی شان و شوکت اور جاہ جلال کے ساتھ کوہ مقطم کی طرف آ رہا ہے۔ آگے بڑھے اور جلوس والوں سے ملے تو معلوم ہوا کہ امیر ابن طولون نے انتقال کیا۔ اُن کے فرزند خارویہ باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ اور اسی کے حکم سے مرحوم والی مصر و شام کا جنازہ جبل مقطم کے دامن میں دفن ہونے کے لیے جا رہا ہے۔ یہ لوگ بھی شاہانہ جلوس میں تعزیت میں شریک ہو گئے۔ اور جب دفن سے فراغت ہو گئی تو گھر میں جا کے سوچنے لگے کہ اب کیا کارروائی کریں۔ یہ ان لوگوں کو بخوبی معلوم تھا کہ عزیزہ مصر کے لالچ میں خارویہ سازش میں شریک اور جمیل و ابو الحوقل کا دوست ہے۔ اُسے اگر عسقلان کے واقعات کی خبر ہو گئی تو ہم لوگوں کو بعوض انعام و اکرام کے قتل کر ڈالے گا۔ ایک مہینہ اسی تردد میں گزر گیا۔ اور اس قدر خوف طاری تھا کہ کسی کو گھر سے نکلنے کی جرأت نہ تھی۔

مہینے کے بعد چار پانچ روز اور گزرے ہوں گے کہ ایک روز گھر کے اندر بیٹھے ہی بیٹھے انہوں نے سنا کہ امیر خارویہ کی جانب سے ڈھنڈورا پٹ رہا ہے کہ جمیل ابن مبرد اور سردار باعز کے قاتلوں کو جو کوئی لا کے حاضر کر دے گا اسے

Marfat.com

پانچ ہزار دینار انعام دیے جائیں گے۔ یہ اعلان سنتے ہی ان کے رہے سہے حواس جاتے رہے اور اب فسطاط بلکہ خود اپنے گھر کے در و دیوار انہیں دشمن نظر آتے تھے۔

مگر بغیر مفصل حالات دریافت کیے بھی کسی طرح چین نہ پڑتا تھا۔ آخر ان کے رفیقوں میں سے ایک مجہول الحال شخص جس کا نام مجرموں کی فہرست میں نہیں شائع کیا گیا تھا گھر سے نکل کر سارے شہر میں پھرا اور پتہ لگاتا رہا کہ امیر خارویہ کو ان واقعات کی خبر کیونکر ہوئی۔ مگر کچھ حال نہ معلوم ہو سکا۔ تب دل مضبوط کر کے وہ کوتوال شہر ابن دغنہ کے پاس ابوالہول کا وکیل بن کے گیا۔ اور کہا "ابوالہول عسقلان سے براہ دریا یہاں آ رہے تھے کہ راستہ میں امیر خارویہ کا اعلان سنا اور اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر جزیرۂ اقریطش (کریٹ) میں چلے گئے۔ وہاں سے انہوں نے ایک یہودی تاجر کی معرفت مجھے کہلا بھیجا ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کروں کہ اب بھی آپ ان کے حال پر مہربان ہیں یا نہیں۔ اور کسی طرح ممکن ہے کہ ان کا قصور معاف کرا دیں؟ ابن دغنہ یہ الفاظ سنتے ہی اس شخص کی صورت پر غور کرنے لگے۔ اور دیر تک اس کے چشم و ابرو اور حرکات و سکنات کا مطالعہ کرنے کے بعد بولا۔ ابوالہول نے بڑا غضب کیا۔ ان لوگوں کے قتل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جو امیر خارویہ کو عزیز تھے۔

وکیل۔ مگر انہیں کیا خبر تھی کہ امیر ابن طولون یہاں یوں یک بیک دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

ابن دغنہ۔ خبر نہ ہو نہ سہی۔ مگر انسان جو کام کرتا ہے اس کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈال کر لیا کرتا۔

وکیل۔ اور خدا جانے ہمارے امیر خارویہ کو ان واقعات کی خبر کیسے ہو گئی۔

ابن دغنہ۔ اتنا بڑا واقعہ بھلا چھپ سکتا تھا؟ تخت نشینی کے بیس بائیس روز بعد سردار باغر کی فوج کے چند ترکوں نے جو شکست کے بعد ارض فلسطین کے گاؤں میں چھپتے

Marfat.com

پھرتے تھے یہاں حاضر ہو کر شہر عسقلان میں ابن مبرد اور جمیل کے مارڈالے جانے کا حال بیان کیا۔ اور بتایا کہ ان کے قاتل ابوالہول ابن شمسون اور ان کے چند ہمراہی ہیں انہوں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ باغر کو بھی ان لوگوں نے اپنے نزدیک مارڈالا تھا۔ وہاں کا حاکم یحییٰ جو قاتلوں کا ممد و معاون تھا اس نے باغر کی لاش کو اپنی حراست میں لے لیا تھا مگر باغر کو بہت خفیف زخم آیا تھا بحض دھوکا دینے کے لیے گرے اور بیہوش بنے ہوئے تھے۔ یحییٰ کے ہٹتے ہی انہوں نے ضبطیہ فوج کے پاسبانوں کو رشوت دے کر آزادی حاصل کی اور بغداد روانہ ہو گئے کہ وہاں جاکر ان سب باتوں کا بدلہ لیں۔ اسی اثنا میں اہنیں امیر ابن طولون کی وفات کا حال معلوم ہوا۔ اور ہمیں آپ کی خدمت میں بھیج کر یہ پیام دیا ہے کہ اگر آپ اپنے باپ کی جگہ مصر کی مستقل حکومت اور عزیزہ مصر کا وصال چاہتے ہیں تو فوراً قاتلوں کو اسیر کر کے ہمارے پاس بھیج دیجئے ورنہ دارالخلافہ سے اتنا بڑا لشکر آئے گا جس کے مقابلے کی ملک مصر تاب نہیں لاسکتا۔ امیر خارویہ کو یہ پیام ملنے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ باغر کے حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ڈھنڈورا پیٹ دیا کہ جو کوئی قاتلوں کو حاضر کرے گا اسے بہت بڑا انعام ملے گا۔ ایسی حالت میں کسی کی مجال ہے کہ ان کے سامنے ابوالہول کی جان بخشی کا نام لے۔ یا اس کی سفارش میں ایک لفظ بھی زبان سے نکالے۔"

شخص:" غالباً حاکم عسقلان پر بھی عتاب ہوا ہو گا؟"

ابن دغنہ:" عتاب! حکم گیا ہے کہ فوراً پابہ زنجیر حاضر کیا جائے۔"

وکیل:" تو پھر ابوالہول کو مسلمانوں سے جدا اور وطن سے دور اقریطش ہی میں پڑا رہنا چاہیئے۔"

ابن دغنہ:" بیشک یہاں ان کی جان کا بچنا غیر ممکن ہے۔ اور اگر کچھ ہو بھی سکے گا تو ان سب جھگڑوں کے طے ہو جانے کے بعد ہو گا۔ میں ابوالہول کو ایک لائق اور کارگزار آدمی سمجھتا ہوں۔ مجھے ان پر پورا بھروسا ہے اور میرے تمام کام انہیں کی کوشش سے انجام پاتے تھے جہاں تک میرے امکان میں ہو گا ان کی مدد کروں گا مگر ان کو ابھی یہاں آنے کا ہرگز ارادہ نہ کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

یہ جواب پاکر وہ شخص واپس آیا۔ اور جو کچھ سنا تھا ابن شمسون اور ابوالہول سے بیان کر دیا۔ ابن شمسون نے کہا "آپ نے اس کا پتہ نہ لگایا کہ ابوالحوقل کہاں ہیں؟"

شخص: "میں نے اتنی باتیں بھی کرلیں تو بڑی جرأت کا کام کیا۔ ابن دغنہ کی حالت یہ تھی کہ بات بات پر بھڑکتے پھرتے تھے۔ ابوالہول کا کچھ ایسا ہی اثر تھا کہ اتنی باتیں بھی کر لیں۔"

ابوالہول: بے شک وہ بڑے شکی طبیعت کے آدمی ہیں۔ اور یہی شک ان کی کوتوالی کو چلا رہا ہے۔ ورنہ بالذات وہ اس قدر سیدھے اور سادہ لوح واقع ہوئے ہیں کہ جو چاہے انہیں فریب دے دے۔ یہی ہمیشہ ان کو مکاروں کے مکر و فریب سے بچایا کرتا تھا۔ بس ایک جمیل اتنا بڑا زبردست مکار تھا کہ اس کے مقابلے میں میرا زور نہ چل سکا اور وہ اس کے فریب میں آ گئے۔ مگر غنیمت ہوا کہ آج وہ فریب کھانا ہی ان کے کام آگیا۔ اور امیر جارزیہ اُن کو اپنا دوست اور خیر خواہ جانتے ہیں۔

ابن شمسون:

اب یہ باتیں چھوڑیئے اور بتایئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اس گھر میں ہم کو زیادہ زمانے تک پناہ نہیں مل سکتی۔ یہاں رہے تو ایک دن پکڑ ہی لیے جائیں گے

ابوالہول: یہاں سے بھاگنا تو ضرور ہی ہے مگر افسوس کہ ہم نے جو نیکی کا کام کیا تھا۔ بدی ہوگیا۔ اور اب ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونا غیر ممکن ہے۔"

ابن شمسون: "خیر ان جہنم واصل بدمعاشوں نے ہمیں جلا وطن تو کیا ہے مگر ہم بھی عہد کرتے ہیں کہ اپنی زندگی شہزادی عزیزہ مصر کی مدد اور اس کا انتقام لینے میں صرف کر دیں گے۔"

ایک ارثیتی: دولت مصر اور خلافت بغداد کے مقابلے میں ہم بھلا کیسے کامیاب ہوسکیں گے؟"

ابن شمسون: "ہمیں ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ فسطاط چھوڑنے سے پہلے ہمارا یہ کام ہے کہ باہم دوستی و یکدلی کا عہد و پیمان کرلیں۔ پھر اس کے بعد اس کوشش میں مصروف ہو

Marfat.com

جائیں کہ شہزادی کا پتہ لگائیں اور ان کو اس عذاب سے چھڑائیں۔ ان کے شوہر منصور کو جہاں ملیں ڈھونڈ نکالیں۔ اور ابوالحوقل کو اس کے اعمال بد کی سزا دیں بیکار مارے مارے پھرنے سے یہ اچھا ہے کہ کسی کام میں لگے رہیں۔"

ابوالہول :" میں عہد کرنے کو تیار ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی جان کو اسی کام کی نذر کروں گا۔" اس کے بعد اور رفیقوں نے بھی ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

اس قرارداد کے تیسرے دن ابن شمسون نے بھی اپنے ایک ملاح دوست کو آدھی رات کے وقت بلوایا۔ اور طے پایا کہ وہ اپنی کشتی کو فسطاط کی آبادی سے دو میل نشیب کی جانب لے جا کے نیل کے کنارے ٹھہرائے۔ اور جیسے ہی یہ لوگ آئیں ان کو لے کر روانہ ہو جائے۔ اس تدبیر سے یہ لوگ جو ابوالہول اور ابن شمسون کو ملا کر کل چھ آدمی تھے فسطاط سے نکل کر بھاگے۔ چوتھے روز دمیاط میں پہنچے۔ اور وہاں سے ایک جہاز پر سوار ہو کر ملک شام میں نکل گئے۔

Marfat.com

اٹھارواں باب

بدنفس امیر کا فتنہ مشیر

امیر خارد یہ شہریاری عمامہ باندھے قصر امارت فسطاط کے ایک کمرے میں متردد بیٹھا ہے۔ اور دل میں کہہ رہا ہے کہ "افسوس ابھی تک نہ کوئی قاتل پکڑا گیا اور نہ شہزادی عزیزۂ مصر میرے ہاتھ آئی۔ ان ناکامیوں کے ساتھ میری حکومت بھی ایک ڈوبنے والی کشتی کی طرح ڈگمگا رہی ہے۔ باغر بغداد میں پہنچ کر وصیف سے مل گیا اور دونوں کے تاکیدی احکام آرہے ہیں کہ قاتلوں کو جہاں سے بنے پیدا کردو۔ لیکن وہ نہ ملیں تو میں کہاں سے پیدا کردوں۔ اور اگر یہ مجرم نہ ملے تو کیا ہوگا۔ چالیس پچاس ہزار ترکوں کا سیلاب آئے گا۔ اور سارے مصر کو شفاف و براق فولادی اسلحہ کے پانی میں غرق کردے گا۔ میرے شیروں نے دس ہزار ترکوں کو بھگا دیا تھا۔ مگر اتنے بڑے لشکر سے نہیں لڑ سکتے۔ اور وہ بھی ایک اتفاقی موقع اور رات کا وقت تھا۔ اب اگر ایسا موقع پیش آیا تو تھوڑی فوج کے مقابلے میں بھی ان شیروں کے بنائے کچھ نہ بنے گی۔ مگر مجھے اندیشہ نہیں کہ۔ مصر کی سلطنت بنے یا بگڑے اور فسطاط کی رعایا تباہ ہو یا برباد میری ذات پر تو میرا زریق کسی کو حملہ نہیں کرنے دے گا۔ میں اپنے اس جان نثار سے کبھی نہ جدا ہوں گا۔" یہ خیال آتے ہی نظر اٹھا کے زریق کی طرف دیکھا مسکرایا۔ اور کہا "کیوں تو ہمیشہ میری جان کی حفاظت اور میری پاسبانی کرے گا نا؟" زریق آ کے قدموں پر لوٹنے اور محبت کے انداز سے غرانے لگا۔ اور خارد یہ نے کمال اطمینان قلبی کے ساتھ کہا "ہاں تو میری حفاظت کرے گا۔" دشمنوں نے جمیل وابن مبرد کو مار ڈالا۔ اور باغر کی جان پر حملہ کر دیا۔ مگر ایسا کوئی مکار دشمن مجھ تک پہنچ سکتا۔"

Marfat.com

تھوڑی دیر تک زریق کو سہلا کر پھر بغداد کے ترکوں کی دھمکی کی طرف خیال گیا اور بولا "میں تے ان لوگوں کی خوشنودی کے لیے جتنے ترک قید تھے سب کو چھوڑ دیا اور ان کو خوش کر کے رخصت کیا مگر یہ لوگ اب تک مجھ سے غیر ممکن چیز کا تقاضا کر رہے ہیں۔"

ساتھ ہی کچھ یاد آیا۔ اور آواز دی "ہنا"۔ ساتھ ہی ایک خوش رو وکمان ابرو فرنگی غلام جو دیبا و حریر کے رنگین کپڑے اور سر سے پاؤں تک طلائی زیور پہنے تھا سامنے آکر آداب شاہی بجالایا۔

خارویہ: میں نے ابن دغنہ کو بلوایا تھا آیا؟

غلام: "حاضر ہیں۔"

خارویہ: تو مجھے خبر کیوں نہ کی؟ خیر فوراً اسے میرے سامنے لاؤ۔"

غلام گیا اور ابن الدغنہ کو لے کر حاضر ہوا۔ اُسے قریب آتے دیکھ کر زریق غراتا ہوا اٹھا مگر جیسے ہی خارویہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا خاموش ہو گیا۔

خارویہ: "ابن دغنہ، تم پرانے کوتوال ہو فسطاط کے ہر ایک پوشیدہ و مخفی مکان سے جس قدر تم واقف ہو کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ چند مجرموں کا آج تک نہ سراغ لگا نہ پکڑ سکے۔ تم ہی بتاؤ کہ دار الخلافت سے روز روز جو احکام چلے آتے ہیں ان کا میں کیا جواب دوں۔"

ابن دغنہ: "امیر کا اقبال بلند۔ غلام نے جستجو کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ اور شہر کا کوئی گھر نہیں ہے جس میں تفتیش نہ کر لی گئی ہو۔ مگر جب مجرم یہاں موجود ہی نہ ہوں تو کیا کیا جائے۔"

خارویہ: یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ یہاں نہیں ہیں؟

ابن دغنہ: "حضور میرے ایک یہودی جاسوس کو ایک اسرائیلی تاجر سے یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ جزیرۂ اقریطش میں بھاگ گئے ہیں۔"

خارویہ: تو کہنا چاہیئے کہ ان کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے۔ کاش وہاں خاموش بیٹھے رہتے

Marfat.com

اور میں دربار خلافت کو ان کی طرف سے مطمئن کر دیتا۔"

ابن دغنہ: "حضور اُن میں ابوالہول تو ایسا آدمی ہے کہ اس کی جانب سے بخوبی اطمینان دلایا جاسکتا ہے۔ اس لیے کہ وہ میرے خیال میں حضور کے کسی حکم سے باہر نہ ہوگا۔ مگر اس کے رفیق برے لوگ ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اس کو بھی ابھار ابھار کے فتنے پیدا کر دیں گے تاہم غلام عرض کرتا ہے کہ اگر ان لوگوں کی جانب سے اطمینان دلایا جائے تو باغر و وصیف مطمئن ہو جائیں گے۔"

خارویہ: "اس کی امید تو نہیں ہے۔ مگر میں اپنی طرف سے کوشش تو کر لیتا (الجھن اور پریشانی کے ساتھ ایک ٹھنڈی سانس لے کر) افسوس میں کس قدر پریشان ہوں۔ سلطنت تو بڑی بری شے ہے۔ کاش میری محبوبہ مل جاتی۔ میں اُسے اور اپنے جان نثار رفیق زریق کو لے کر جبل مقطم کی کسی دوسری طرف وادی میں جا بیٹھتا۔ اور آسانی کے ساتھ اس فتنوں اور بے اطمینانیوں سے بھری ہوئی سلطنت کو لات مار دیتا (چونک کر) کچھ اس کا بھی پتہ لگا کہ عزیزۂ مصر کے شوہر منصور کا کیا حشر ہوا؟"

ابن دغنہ: "میں نے جمیل سے سنا تھا کہ وہ قید ہو کر بغداد گیا۔"

خارویہ: (طیش کے ساتھ) یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ مگر تم نے اپنی جستجو سے کیا پتہ لگایا؟ تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا تو کوتوال کس کام کے ہو؟ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔"

ابن دغنہ: غلام کے نزدیک تو حضور سردار باغر و دیگر امرائے خلافت کو لکھ بھیجیں کہ قاتلوں کی جستجو ہو رہی ہے اور جیسے ہی ہاتھ آئیں گے دربار خلافت میں بھیج دیے جائیں گے اس کے ساتھ وعدہ کر لیں کہ اس دربار کی ہمیشہ اطاعت کریں گے۔"

خارویہ: "یہ لکھا مگر وہ نہیں مانتے۔"

اتنے میں اسی حسین و خوبرو فرنگی غلام نے جو چوبدار یا عرض بیگی کی خدمت انجام دیتا تھا حاضر ہو کر عرض کیا کہ رئیس التجار ابوالحوقل آستان دولت پر حاضر اور بازیابی کے امیدوار ہیں۔

ابوالحوقل کا نام سنتے ہی خارویہ جوش مسرت سے اچھل پڑا اور کہا۔ "اس شخص سے

Marfat.com

سب کام نکل جائیں گے۔ اور اب صحیح صحیح حالات معلوم ہوں گے۔ فوراً میرے سامنے لاؤ"۔ ایک منٹ نہیں گزرا تھا کہ ابوالحوقل حاضر ہو کے آداب حالات بجالایا اور تخت نشینی کی مبارک باددی خارویہ نے اس کے آنے سے پہلے ہی زریق کے سر پر ہاتھ رکھ دیا تھا اس لیے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ اور مبارک سلامت کے معمولی الفاظ کے بعد خارویہ نے کہا "تم خوب آ گئے۔ اب میری سب پریشانی دور ہو جائے گی"۔

ابوالحوقل: غلام صرف حضور کی خیر خواہی میں یہاں سے جلاوطن ہوا۔ دشمنوں کے زغے میں پڑا اور حضور کو تخت نشینی پر مبارک باد دینا قسمت میں لکھا تھا کہ زندہ بچ گیا۔ ورنہ اب تک حضور کے سر مبارک پر قربان ہو چکا ہوتا۔ اور سچ یہ ہے کہ آج اس آستان دولت پر حاضر ہو کے مجھے زندگی کی آس ہوئی ہے"۔

خارویہ: عسقلان میں یہ کیا واقعہ پیش آیا؟ تم لوگ وہاں کہاں پہنچ گئے؟ اور وہ دشمن کون تھے جنہوں نے بے خطا و قصور حملہ کر کے میرے انیس جمیل اور میرے خیر خواہ ابن مبرد کو مار ڈالا؟"

ابوالحوقل: سچ یہ ہے کہ حضور ہی کی خدمت بجالانے کے لیے ہم سب وہاں جمع ہو گئے تھے۔ ابن مبرد جب شہزادی عزیزۂ مصر کو پکڑ لے گیا ہے۔ تو یہ رائے قرار پائی کہ عسقلان میں وہ شہزادی کو معمولی لونڈیوں کی طرح بیچ ڈالے گا۔ اور میں اس کو حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے خرید لوں گا۔ چنانچہ اس کے چلے جانے اور باغر کے حملے کے بعد جب جمیل باغر کو قید خانے سے نکال کر بھاگا تو میں نے ان دونوں کو فسطاط پہنچا کر اپنے مال تجارت کے ساتھ سمندر کے راستہ سے عسقلان روانہ کر دیا۔ اور خود خشکی کی راہ سے گھوڑوں پر جا کر ان سے پہلے عسقلان میں پہنچ گیا۔ وہاں ابن مبرد سے ملا۔ اور ہم دونوں سمندر کے کنارے آبادی سے بالکل الگ خیمہ ڈال کر چند غلاموں کے ساتھ اس میں ٹھہر گئے تاکہ کسی کو ہمارے معاملات و مقاصد کی خبر نہ ہو۔ وہ تمام کنیزیں جو جویانا کے قصر میں پکڑی گئی تھیں اور خود جویانا کو میں نے اپنے ایک مکان جو عسقلان کی تنگ و تاریک گلیوں میں تھا چند غلاموں کے ساتھ رکھوا دیا۔ اس لیے کہ میں نے وہاں پہنچتے ہی ان سب کو مرحوم

Marfat.com

ابن مبرد سے مول لے لیا تھا۔ اب ہم دونوں اس لب آب خیمے میں بیٹھے جمیل اور باغز کے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ ان کا جہاز آ پہنچا۔ ہم دونوں کشتی پر جا کے انہیں جہاز سے لائے اور خیمے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

اب جہاز اور سب لوگ اترے اور اپنا مال و اسباب اتارنے لگے۔ ان کے لینے اور تازہ وارد جہازوں کی سیر دیکھنے کے لیے بہت سے شہر والے بھی جمع ہو گئے اور چند لوگ ہمارے قریب آ کے کھڑے ہو گئے۔ چونکہ ہمیں کسی دشمن کا خیال نہ تھا۔ اس لیے ان کی طرف توجہ بھی نہ کی اور آپس میں آزادی کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ یکایک ان میں سے دو آدمیوں نے جھپٹ کے حملہ کیا۔ اور جب تک کوئی بچانے کے لیے بڑھے ابن مبرد اور جمیل کو مار ڈالا۔ اب باغز اور میرے غلام کافور ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے بڑھے مگر کئی اور آدمی دشمنوں کی مدد پر آ گئے جن سے باغز کچھ دیر لڑے۔ وہ خود زرہ پہنے نہ تھے۔ اور کئی آدمیوں کا نرغہ تھا۔ ایک شخص کی تلوار گلے پر لی۔ اور مُردے کی طرح زمین پر گر پڑے مگر کافور مار ڈالا گیا۔ اب میں نے بڑھنے کا ارادہ کیا خصوصاً اس لیے کہ دشمنوں میں مجھے اپنا قدیم پروردہ غلام ابن شمعون نظر آیا۔ مگر اور لوگ میری طرف ایسے جوش خونخواری سے جھپٹے کہ میں بھاگ کے خیمے کے اندر ہو رہا۔ اتنے میں حاکم عسقلان نے جو ساحل پر موجود تھے آ کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور تحقیقات شروع کی۔ میں موقع پا کر خیمے کی پشت کی طرف سے نکل کے بھاگا۔ سیدھا اپنے اس گھر میں گیا جس میں لونڈی غلام اور شہزادی تھیں۔ سارا مال و اسباب وہیں چھوڑا اور چند ہی لمحوں کے اندر سب کو لے کر آبادی سے نکلا اور سلسلۂ لبنان کی گھاٹیوں میں گھس گیا۔

وہاں ایک امن کے مقام میں ٹھہر گیا۔ اور اپنے کسی غلام کو بھیج کر روزانہ کی خبریں منگوایا کرتا۔ چنانچہ وہیں بیٹھے بیٹھے مجھے معلوم ہوا کہ حاکم عسقلان بجائے ہمارے ساتھ ہمدردی کرنے کے قاتلوں کا طرفدار ہے۔ اور ان کو اس نے حسن کارگزاری کے صلے کی سفارش کے ساتھ امیر ابن طولون کی خدمت میں بھیجا ہے۔ میں نے یہ بھی سنا کہ میرا وہ گھر اس کا کل اسباب اور میرا مال و تجارت جو ساحل پر پڑا تھا ضبط کر لیا گیا۔ میرا غلام مقصود گرفتار کر کے مارا پیٹا

Marfat.com

گیا کہ میرا پتہ بتائے مگر اس غریب کو کیا معلوم تھا جو بتاتا۔ بس ایک خوشی کی خبر البتہ ان پہاڑوں میں سُنی گئی۔ وہ یہ تھی کہ امیر باعز مرے نہیں زندہ ہیں۔ اور دشمنوں کے دستِ ستم سے چھوٹ کے بھاگ گئے۔"

اس کے بعد میں وہیں دروں میں پڑا ہوا تھا اور دشمنوں کے خوف سے ہر دوسرے تیسرے روز اپنا مقام بدلا کرتا تھا کہ یکایک ایک پہاڑی شخص سے امیر ابن طولون کی وفات اور حضور کی مسند نشینی کی خبر سُنی اس مژدۂ جانفزا نے مصیبتوں کا سارا طوفان نظر کے سامنے سے ہٹا دیا۔ فوراً بھیس بدل کر ایک مسیحی اسقف کی صورت بنائی۔ لونڈی غلاموں کے راہبوں اور ننوں کی وضع میں گدھوں پر سوار کرا کے ساتھ لیا۔ سفر کرکے شہر غزہ میں آیا۔ اور وہاں سے ایک تاجرانہ قافلہ میں مل کر یہاں پہنچا۔ اور قبل اس کے کہ اپنے گھر جاؤں سیدھا آستانِ دولت پر حاضر ہوا۔ یہاں پہنچتے ہی غلام لباس بدل کے پھر وہی اگلا ابوالحوقل بن گیا۔ اور اس سر پر جہاں پانی کے سامنے حاضر ہو کر آداب شاہی بجالایا۔"

خارویہ: "میں تم کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ سچ یہ ہے کہ تمہارے اور جمیل کے چلے جانے کے بعد یہاں کوئی ایسا شخص نہیں باقی رہا جس پر میں بھروسہ کروں اور اسی زمانے میں یکایک ایسے اہم معاملات پیش آ گئے اور ایسی جھگڑے کی باتیں اٹھ کھڑی ہوئیں کہ حکومت ملنے پر خوش ہونا درکنار جی چاہتا ہے کہ تاج و تخت کو چھوڑ کر کسی طرف بھاگ جاؤں۔"

ابوالحوقل: (سر نیاز جھکا کر) حضور پریشان نہ ہوں۔ یہ سب دشواریاں دور ہو جائیں گی۔ اور جہاں پناہ کا نیر اقبال یکایک اس طرح چمک اٹھے گا جس طرح بدلی کے ہٹتے ہی آفتاب پوری آب و تاب سے چمک اٹھتا ہے۔"

یہ تقریر سن کر خارویہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ اسی وقت ابن الدغنہ کو چلے جانے کا حکم ہوا۔ اور جب صحبت اغیار سے خالی ہو گئی تو خلوت میں ابوالحوقل کو وہ تمام حالات بتائے جو بغداد کے ترک سردار اور اس کے درمیان میں پیش آئے تھے

Marfat.com

پھر کہا" سچ تو یہ ہے کہ میں نے باغر کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی۔ بلکہ والد کی قید سے آزاد کر دیا۔ مگر والد کے ہاتھ سے ان کو جو تکلیف پہنچی اس کا انتقام وہ مجھ سے لینا چاہتے ہیں۔ افسوس جمیل مار ڈالا گیا۔ وہ اس گتھی کو بڑی آسانی سے سلجھا دیتا ابن الدغنہ پر مجھے اعتبار پورا ہے مگر اس میں جمیل کی فراست و دانائی کہاں ہے؟ میں تو مہینہ ہی بھر میں سلطنت سے عاجز آ گیا۔ حکمرانی اگر اسی کا نام ہے تو اس کو میرا سلام"

ابوالحوقل: آپ پریشان نہ ہوں۔ دربار بغداد کی یہ دھمکیاں فقط اس لیے ہیں کہ جن لوگوں نے سردار باغر پر حملہ کیا وہ سب اپنی سزا کو پہنچ جائیں"

خارویہ: "تو ان کی خواہش کے مطابق ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ اپنی طرف سے کثیر المقدار انعام مقرر کیا۔ اور مجرموں کی سراغ رسانی میں کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ وہ بار بار مجھے دھمکاتے ہیں اور لڑائی کے لیے تیار ہیں۔ میرے لیے شہزادی عزیزۂ مصر کا فراق کیا کم مصیبت ہے کہ ان فکروں سے بھی پریشان کیا جاؤں۔ اور اب معلوم ہوا کہ مجرم میری قلمرو سے بھاگ کر جزیرۂ اقریطش میں چلے گئے۔ جہاں کسی کا کچھ زور نہیں چل سکتا"

ابوالحوقل: یہ معتبر طور پر معلوم ہو گیا کہ مجرم اقریطش میں ہیں؟"

خارویہ: "کم سے کم ایک تو وہاں ضرور موجود ہے"

ابوالحوقل: "تو حضور مطمئن رہیں۔ میں خود وہاں جاؤں گا اور کسی نہ کسی مکر سے اُن کو یہاں لا کے اسیر کر لوں گا"

خارویہ: "تو پہلے جا کر تم دربار بغداد کو اطمینان دلاؤ۔ میں تمہیں کو اس سفارت پر بھیجوں گا"

ابوالحوقل: "میں ہر حکم کو بسر و چشم بجا لاؤں گا۔ اور یقین ہے کہ میرا جانا بے نتیجہ نہ رہے گا۔

خارویہ: "تو پھر فوراً روانگی کے لیے تیار ہو جائیے۔

ابوالحوقل: میں کل ہی روانہ ہو جاؤں گا"

Marfat.com

خارویہ: "کل نہیں آج۔ مجھے بڑی جلدی ہے۔ ان سنگ دل سرداران ترک کی طرف سے اطمینان ہو تو اپنی محبوبۂ شریف ادا جو لیانا کی جستجو شروع کر دوں۔"

ابوالحوقل: "حضور کی یہ آرزو بھی بہت جلد پوری ہو جائے گی۔ مگر اس وقت جی چاہتا ہے کہ اپنے آقائے ولی نعمت کو دکھاؤں، کہ کیسی دلچسپی اور سلامت روی کی شان اور لطف و ایمان کے ساتھ میں در دولت پر حاضر ہوا ہوں۔ اس کے لیے حضور اپنے اس برآمدے پر تشریف لے چل کے رونق افروز ہوں۔ جہاں دربار عام کر کے اور رُخ انور پر نقاب ڈال کے تمام آنے جانے والوں کی سیر کیا کرتے ہیں۔"

خارویہ: (مسکرا کر) "اچھا میں تمہاری یہ ریاکاری کی آن بان دیکھوں گا۔ تو کیا یہ بھی ضرور ہے کہ اپنا چہرہ چھپائے رہوں؟"

ابوالحوقل: "حضور کو میں اتنی تکلیف نہ دوں گا کہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے سامنے چہرہ کھول کے بیٹھیں۔ حسب معمول چہرہ پر نقاب ضرور رہو۔"

ابوالحوقل کی خواہش کے مطابق خارویہ اپنے دیوان عام کے برآمدے کی طرف گیا اور خود ابوالحوقل اس سے رخصت ہو کر ایوان شہریاری سے چلا گیا۔

***

Marfat.com

انیسواں باب

راہبوں اور ننوں کا جلوس

امیر مصر خارویہ جسے ایک باعظمت شہریار کی حیثیت حاصل ہے۔ دیوان خاص کے برآمدے میں چہرے پر نقاب ڈالے بیٹھا ہے۔ ارکان دولت اور جلوس شہریاری کے لوگ ہٹا دیے گئے تاکہ یہ مقام ایک معمولی گزرگاہ نظر آئے اور کسی کو خیال نہ گزرے کہ یہاں ایک تاجدار با اقتدار بیٹھا ہوا ہے۔ شاہی چوبدار بھی سامنے نہیں۔ پردے کی آڑ میں ہیں۔ یکایک اس کے سامنے سے پادریوں اور راہبوں کا ایک عظیم الشان جلوس گزرنا شروع ہوا جو سب گدھوں پر سوار ہیں۔ آگے آگے اسقف اعظم ہے جو معزز مقتدائے نصاریٰ کا تاج پہنے اور ایک بڑی بھاری چوبی صلیب جس پر طلائی کام بنا ہے بلند کیے ہوئے ہے لمبے دامنوں کی قبا پہنے ہے جو سیاہ کمبل کی ہے۔ ایک اچھے ٹانگھے گدھے پر سوار ہے۔

اور اس کی خرجین جس میں اولیائے ونہداتے نصاریٰ کی ہڈیوں اور رندی صلیبوں کے ٹکڑوں کا خزانہ ہے اس کے آگے گدھے پر رکھی ہوتی ہے۔ خارویہ کے سامنے پہنچ کر یہ اسقف ٹھہر گیا۔ اور اس مذہبی جلوس کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

اس جلوس میں پہلے پچاس خرسوار راہبوں کا رسالہ تھا۔ سب نمدے کی ٹوپیاں اور کمبلوں کے کرتے پہنے تھے۔ داڑھیاں لمبی تھیں جن میں معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کنگھی نہیں کی گئی ہے۔ سب گدھوں پر سوار تھے۔ موٹے موٹے دانوں کی تسبیحیں گلوں میں پڑی تھیں اور ان میں امام کی جگہ پر جو موٹی اور بھدی صلیبیں لگی تھیں ان کو ہاتھوں میں اٹھائے اور آنکھوں کے سامنے کئے ہوئے تھے۔

اُن راہبوں کے پیچھے ایک سو کے قریب پری جمال و حور خصال کنواری ننیں تھیں۔

Marfat.com

یہ سروں پر سفید سوتی رومال باندھے تھیں جن میں ان کی زلفیں اور کاکلیں چھپی ہوئی تھیں۔ گلوں میں سفید کرتے تھے۔ اور ان پر لمبی چوڑی سفید چادریں جن میں سارا پنڈا چھپائے تھیں۔ ان کی پیشانیوں پر سرخ روشنائی سے صلیبیں بنادی گئی تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں پیتل کی صلیبیں تھیں جن کو وہ باربار ہونٹوں سے لگا کے چوم لیتیں۔ یہ سب پری دیش بھی گدھوں پر سوار تھیں۔ مگر اس ثقاہت کی وضع اور پاک دامنی کے انداز میں بھی اُن کے خوبصورت چہرے اور ان کی تیر افگن آنکھیں ناظرین پر کچھ ایسا اثر ڈالتیں کہ دل تھام کے رہ جاتے۔

ان نازنینوں کو دیکھ کر خارویہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "یہ جادو نگاہ ننیں تو بلا کی ہیں انہوں نے میرا دل چھین لیا۔ بعض خلفائے بنی عباس حُسن کے انہیں کرشموں کے دیکھنے کے لیے بڑی کوششوں سے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ عراق و شام کے مشہور دیروں کی سیر کیا کرتے تھے۔ مگر وہ سیر ابوالحوقل نے مجھے گھر بیٹھے دکھادی۔"

اس کا یہ کلمہ سنتے ہی وہ اسقف اعظم جو صلیبی علم لیے ہوئے سامنے ٹھہر گیا تھا۔ گدھے سے اُتر کے خارویہ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ اگر یہ نازنین اچھوتیاں پسند ہوں تو سب جہاں پناہ کے مشکوئے معلی میں پہنچادی جائیں؟"

خارویہ: (حیرت و استعجاب سے) "یہ ممکن ہے؟" اس کا جواب دینے کے لیے اسقف نے صلیب الگ رکھ دی۔ تاج مقتدائی اتار کے خارویہ کے قدموں پر ڈال دیا۔ اور کمل کا کرتا اُتار کے آداب شاہی بجالایا۔

خارویہ: "(قہقہہ مار کے) "ایں تم ہو ابوالحوقل! اگرچہ ابھی ابھی گئے ہو مگر خدا کی قسم میں نے نہیں پہچانا۔ اتنی جلدی تم نے ایسا کمال کا بھروپ کیسے بھرلیا؟"

ابوالحوقل: "حضور اسی بھروپ نے جان بچائی۔ اسی لباس و وضع میں غزہ سے یہاں تک آیا ہوں۔"

خارویہ: اور یہ سب پادری اور ننیں بھی مصنوعی ہیں؟"

ابوالحوقل: "سب بنے ہوئے ہیں۔ پادری میرے غلام اور ملازم ہیں۔ اور ننیں وہ

Marfat.com

آف روزگار کنیزیں ہیں جن کو غلام حضور کی نذر کرنے کے لیے لایا ہے۔"
خارویہ: "تم میرے بڑے وفادار دوست اور سچے خیر خواہ ہو۔ اس سے زیادہ قیمتی اور پسندیدہ نذرانہ کوئی نہیں پیش کر سکتا۔ مجھے ان کنیزوں کی یہ سادی معصومانہ وضع بہت ہی پسند آئی۔ اسی انداز سے ان کو محل میں لے چلو۔ وہاں تقریب سے ان کی راہبانہ آن بان دیکھوں گا۔ اور چاہتا ہوں کہ انہیں ہمیشہ اسی وضع و لباس میں رکھوں۔"
ابوالحوقل: "حضور جس بھیس اور لباس میں چاہیں رکھیں۔ خیر تو اب حضور والا محل میں تشریف لے چلیں۔ میں ان کو لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ اور راہبوں کی وضع میں جو غلام ہیں باہر ٹھہرا دیے جائیں گے۔"

خارویہ فوراً اٹھ کر محل میں چلا گیا اور ابوالحوقل ان ننوں کو اسی طرح گدھوں پر سوار اپنے ساتھ لے کر زنانی ڈیوڑھی میں داخل ہوا۔ مصنوعی راہب باہر چھوڑ دیے اور خود اندر جا کے دیکھا کہ زنانی محل سرا کے صحن میں خارویہ بے نقاب کھڑا ہوا ہے اور چند نازآفریں و مہ جبیں خواصیں اس کے پیچھے اور داہنے بائیں کھڑی ہیں۔ گویا ایک گلاب کا پھول ہے جس میں زرگل تو خارویہ ہے اور نازک پنکھڑیاں وہ گل بیرہن نازنینیں ہیں۔

ابوالحوقل وفور ادب سے فاصلے پر ٹھہر گیا۔ اور حور شمائل اچھوتیاں گدھوں سے اتر کر اسی ترتیب و ادب کے ساتھ اس کے قریب سے گزرنے لگیں۔ دو ہی چار ننیں گزری ہوں گی کہ ایک نے چلتے چلتے ٹھٹک کر غور سے خارویہ کی صورت دیکھی اور اس کی زبان سے نکلا "امیرزادہ خارویہ!" ساتھ ہی خارویہ نے اس کے چہرے کو نہایت ہی مصروفیت و توجہ کے ساتھ دیکھا اور بے اختیار کہہ اٹھا "ماہ طلعت جولیانا! آہ کیا میں محترم شہزادی عزیزۂ مصر کو دیکھ رہا ہوں۔" یہ جواب سنتے ہی جولیانا آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔ اور ایک آہ فلک دوز کھینچ کر بولی "میری فریاد کو پہنچئے۔ میں اب شہزادی نہیں ایک ذلیل و مظلوم لونڈی ہوں۔ جس پر دنیا میں کسی کو ترس نہیں آتا۔ مگر قسمت نے آج اس پرانے ہمدرد و حامی تک پہنچا دیا جو میری فریاد کو سنے گا۔ میں اپنے شوہر کے آغوش سے

Marfat.com

جدا ہوئی۔ میرا گھر بار لٹا۔ میری دولت ڈاکوؤں کی نذر ہوئی اور میں لونڈیوں کی طرح بکی
آہ میری خبر نہ آپ نے لی اور نہ آپ کے شریف النفس والد ابن طولون نے۔ بس
اب انہیں دونوں سے مجھے اپنی مظلومی کا انتقام ملے گا۔"

خارویہ بھی اپنی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور بولا۔" افسوس آپ کو اس حالت
میں دیکھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ والد کا انتقال ہو گیا۔ اور جب تک زندہ رہے آپ کی
جستجو میں لگے رہے۔ اور میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کے رُخ زیبا کو ڈھونڈا کرتی
تھیں۔ الحمدللہ کہ آج یہ تمنا بر آئی۔ آپ کا وہ قصر اب پھر آپ سے آباد ہوگا پہلے سے
زیادہ دولت و حشمت میں آپ کے لیے مہیا کر دوں گا۔ اور آپ جو حکم دیں گی
اس کی تعمیل ہوگی۔

جولیانا:" میں اب نہ وہ قصر چاہتی ہوں نہ وہ دولت و ثروت نہ مجھے اپنی وہ لونڈیاں
چاہئیں اور نہ وہ غلام۔ فقط دو باتوں کے لیے التجا کرتی ہوں۔ ایک تو یہ کہ میرے
شوہر منصور کو ڈھونڈ کر مجھے اُن کی آغوش محبت میں پہنچا دیجئے۔ اور دوسرے یہ کہ
ظالموں سے میرا انتقام لیجئے۔"

خارویہ:" بشرطیکہ آپ بتا دیں کہ آپ پر کس نے ظلم کیا؟ یہاں تو یہ مشہور ہوا تھا کہ بدوی
ڈاکو رات کو حملہ کر کے آپ کا محل لوٹ لے گئے اور آپ کو بھی پکڑ لے گئے۔"

جولیانا:" جس بدوی ڈاکو نے مجھے تباہ کیا اور مجھ پر طرح طرح کے ظلم کیے وہ ابن مبرد
تھا اور یا اس کا دوست ابوالحوقل جو سامنے کھڑا ہوا ہے اور مجھے لونڈیوں کی طرح
زبردستی اس بھیس میں یہاں لایا ہے۔

خارویہ:" تو کیا آپ نے نہیں سنا کہ ابن مبرد سے خدا نے آپ کا انتقام لے لیا۔
اور عسقلان میں چند دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔"

جولیانا: وہ مارڈالا گیا۔ الحمدللہ کہ خدا نے اسے جہنم واصل کیا۔ تو اب یہ بدمعاش تاجر
ابوالحوقل باقی ہے۔ آپ اس سے انتقام لیں۔"

خارویہ:" یہ تو آپ کے دوست ہیں۔ اور میں ان کا شکر گزار ہوں کہ آپ کو مجھ تک

Marfat.com

پہنچایا۔"

جولیانا: "جی نہیں۔ یہ ابن مبرد کا دوست اور اس کی بدکاریوں میں شریک ہے۔ اور غالباً ابن مبرد کے مارڈالے جانے ہی کی وجہ سے یہ گھبرایا ہوا آیا۔ اور مجھے سب لونڈیوں کے ساتھ عسقلان سے پہاڑوں میں بھگالے گیا۔ اور اب ہم سب کو جبر و ظلم سے پادریوں کے بھیس میں لایا ہے۔ کہ آپ کے ہاتھ فروخت کرے۔

خارویہ: آپ کی سی معزز شہزادی ہزار بار بکے لونڈی نہیں ہو سکتی۔"

جولیانا: "لونڈی مجھ سے لاکھ درجہ اچھی۔ ابن مبرد میرا منہ چڑھاتا۔ مارتا پیٹتا اور بات بات پر میری اگلی حالت یاد دلا کے مجھے ذلیل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں ابوالحوقل کی لونڈی بنی اس نے اس طرح ذلیل تو نہیں کیا۔ مگر مجھے اس کے بعض غلاموں سے معلوم ہو گیا کہ یہ ابتدا سے اس ڈکیتی میں شریک تھا۔ اور خاص اس کے اشارے سے میرے مکان پر شبخون مارا گیا۔ میں بغیر اس سے انتقام لیے نہ رہوں گی۔ بس میرے شوہر کو بلوائیے اور اس ظالم کی گردن ماریئے۔"

اس کے لیے یہ الفاظ سن کر ابوالحوقل آگے بڑھا اور عرض کیا۔" اگر شہزادی عزیزۂ مصر مجھ سے اس درجہ ناراض ہیں تو حضور بلا تامل میرا سر اڑا دیں۔"

خارویہ: "مگر تم از روئے شرع شریف واجب القتل نہیں ہو۔ میں ایک بے گناہ کے خون میں کیسے ہاتھ رنگ سکتا ہوں۔

ابوالحوقل: شہزادی کو خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔"

خارویہ: "میں شہزادی کے حکم سے اپنی جان دے سکتا ہوں مگر کسی دوسرے بے گناہ کی جان نہیں لے سکتا۔"

ابوالحوقل: "اچھا ایک صورت ہے۔ میں آج ہی جاتا ہوں۔ دنیا بھر کی خاک چھانوں گا اور عباسی شہزادۂ منصور کو ڈھونڈ لاؤں گا۔ اس کے معاوضے میں شہزادی میرا قصور معاف کر دیں۔" اس پر خارویہ نے حیرت سے ابوالحوقل کی صورت دیکھی اور اس نے جولیانا کی نظر بچا کے ایسا اشارہ کیا کہ خارویہ ناگہاں بول اٹھا۔ ہاں ہاں بس یہی

Marfat.com

ٹھیک ہے۔ جاؤ منصور کو ڈھونڈھ لاؤ۔ کیوں شہزادی عزیزہ مصر۔ اتنی بڑی خدمت کے صلے میں تو یقینی امید ہے کہ آپ ان کا قصور معاف کردیں گی۔ کیوں ہے نا؟"

جولیانا دیر تک سر جھکا کے سوچتی رہی۔ پھر سر اٹھا کے بولی "اچھا اگر یہ شخص میرے شوہر کو ڈھونڈھ لایا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس کا قصور معاف کر دوں گی۔"

خارویہ: "میں آپ کی رحم دلی کا شکر گزار ہوں۔ سنتا تھا اور ہمیشہ آزما کے دیکھا کہ حسینوں کا دل نہایت سخت ہوتا ہے مگر آپ خدا کے فضل سے حسن و جمال میں عدیم المثال ہونے کے ساتھ رحم دل بھی ہیں۔ تو اب آپ اپنی ان سب کنیزوں کے ساتھ میرے محل میں رونق افروز ہوں۔ اور ابوالحوقل آج ہی منصور کی تلاش میں روانہ ہو جائیں۔ جب تک یہ واپس آجائیں آپ کا قصر جو اُجڑا ہوا ہے درست اور صاف سامان عیش سے آراستہ ہو جائے گا۔ اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آپ کے شوہر نہ آئیں۔ آپ اسی عابدانہ و معصومانہ بھیس میں اور ایسی ہی تارک الدنیا جوگن بنی رہیں۔"

جولیانا: ہاں اب تو یہ فقیرانہ لباس اسی وقت اُترے گا جب میں اپنے گم شدہ شوہر سے ہم کنار ہوں گی۔"

یہ جواب پا کر خارویہ نے حکم دیا کہ یہی قصر شہزادی اور اس کی ہمراہی کنیزوں کے لیے خالی کر دیا جائے۔ اور رہنے سہنے کا تمام ضروری سامان فراہم ہو جائے پھر شہزادی سے کہا "آپ یہیں قیام فرمائیں۔ میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا رہوں گا تاکہ آپ کے غمزدہ دل کو تسلّی دے جایا کروں۔ شہزادی نے جواب میں شکریہ ادا کیا اور خارویہ نے باہر کی خلوت گاہ میں جا کے ابوالحوقل کو بلوایا اور کہا یہ تم نے کیا کہا کہ منصور ڈھونڈھ لاؤ گے۔ تمہیں سے تو میں نے سنا تھا کہ وہ گرفتار ہو کے بغداد گیا اور مار ڈالا گیا۔"

ابوالحوقل: "بے شک جمیل سے میں نے یہی سنا تھا۔ اور یہی واقعہ بھی ہے۔ مگر اس وقت شہزادی کے بہلانے اور ان کی ضد ٹالنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی۔ میں حضور کے حکم سے سفارت پر بغداد جاتا ہی ہوں۔ شہزادی کو باور کرا دیا جائے کہ میں ان کے شوہر کی تلاش میں گیا ہوں۔ تین چار مہینے سے کم زمانے میں واپس نہ آؤں گا اسی مدت میں حضور

Marfat.com

روز مل کے ان کو مانوس اور اپنا ہمدم و غم گسار بنالیں۔ اور کبھی کبھی کوئی ایسا کلمہ کہہ دیا کریں جس سے منصور کا زندہ ہونا مشتبہ نظر آئے۔ واپس آنے کے بعد اگر میں یہ دیکھوں گا کہ شہزادی حضور سے مانوس ہوگئی اور اپنے شوہر کی خبر مرگ سننے کے لیے تیار ہیں تو ان کے قتل ہونے کا واقعہ بیان کردوں گا۔ اور اگر دیکھوں گا کہ ابھی تک اسی طرح اپنے شوہر کا دم بھر رہی ہیں تو چند نا امیدیوں کے خیالات ظاہر کر کے اسی تلاشی میں جانے کے بہانے ایک اور سفر کروں گا۔ آخر وہ مجبور و نا امید ہو کر آپ سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں گی۔

خارویہ: "تدبیر تو معقول ہے۔ مگر مجھے مدتوں صبر کرنا پڑے گا۔"

ابوالحوقل: حضور اس معاملے میں صبر کرنا اور احتیاط سے کام لینا ضروری ہے۔ اگر آپ نے جلدی کی اور زبردستی جولیانا سے نکاح کرنا چاہا تو مصر کی ساری رعایا بغاوت کردے گی۔"

خارویہ: "بے شک بے شک۔ میں خوب سمجھتا ہوں۔ مگر دیکھو جس قدر جلد ہو سکے تمنا پوری کرو۔"

ابوالحوقل: "میرا تو یہی جی چاہتا ہے ہتھیلی پر سرسوں اگادوں۔ مگر ایسے معاملات میں تاخیر زیادہ مفید ہوا کرتی ہے۔

خارویہ: "خیر جو مناسب ہو۔ مگر مجھے تجربہ ہوگیا کہ جھوٹ سے انسان جو فائدہ اٹھا سکتا ہے سچ سے غیر ممکن ہے۔ اگر شہزادی سے سچ سچ کہہ دیا جائے تو سارا کھیل بگڑ جائے واقعی عقلمندی جھوٹ بولنے ہی میں ہے۔

ابوالحوقل: "حضور ہم لوگ تو جس روز سے بڑے بڑے معاملات کا انجام دینا اپنے ذمے لیا جھوٹ کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرلیا ہے اور سچ کو انہیں ملاؤں کے لیے چھوڑ دیا جو وعظ کہتے اور مسجدوں میں بیٹھ کر وظیفہ پڑھا کرتے ہیں۔"

اس کے بعد ابوالحوقل نے خارویہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر کی راہ لی وہاں چند گھنٹے ٹھہر کے اور اعزا و اقارب سے رواداری میں مل کر بغداد کی جانب روانہ

Marfat.com

ہو گیا۔ مگر جانے سے پہلے ابن الدغنہ سے بھی مل لیا اور اسے بتایا کہ کس طریقے سے والی مصر خارویہ پر اپنا اعتبار قائم کرے اور اس کی نظر میں اپنے آپ کو دانا و ہوشیار ثابت کرے۔ خارویہ نے اس کے جاتے ہی شہزادی کو باور کر دیا کہ ابوالحو قلی منصور کو ڈھونڈنے گیا ہے۔ اور دن میں کئی کئی بار اس سے مل کر اس کو مانوس بنانا سیر و شکار اور عیش و عشرت میں مصروف کرکے اور شیروں کے شکار کے تماشے دکھا دکھا کے اس کا غم غلط کرنا اور شوہر کی یاد کو اس کے لوح دل سے مٹانا شروع کیا۔

Marfat.com

بیسواں باب

تجدید عہد اور سراغ رسی

گزشتہ واقعات کے تین مہینے بعد شہر بیت المقدس میں خاص مسجد اقصیٰ کے اندر اور قبۃ الصخرہ کے نیچے ہم چھ آدمیوں کو دیکھتے ہیں تو تنہا بیٹھے ہوئے آزادی و بے باکی سے باتیں کر رہے ہیں۔ ہمیں ضرورت نہیں کہ اپنے ناظرین سے ان کا تعارف کرائیں۔ اس لیے کہ ان کی گفتگو خود ہی بتا دے گی کہ کون ہیں۔

یہ چھوں اشخاص قبے کی عمارت اور اس کے ہر ہر حصے کو قریب قریب جا جا کے غور سے دیکھ رہے تھے کہ ایک نے سب کو اپنے پاس بلایا اور کہا یہ تو خدا کی مہربانی ہے کہ اس مقدس شہر میں آنا ہو گیا مگر اس کو تو سوچو کہ ہم اس وقت تک بے نتیجہ مارے مارے پھرے۔ پھرتے پھراتے یہاں آتے اس محترم مسجد کی زیارت کی اور قبۃ الصخرہ کے سایے میں ہیں جس سے بڑا شرف کسی مسلمان کے لیے نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس جس غرض کے لیے جلاوطن ہوئے وہ اتنی ہی دور رہے جتنی دور پہلے تھی۔"

دوسرا: "مگر الحمد للہ کہ ہم نے ہمت نہیں ہاری۔ جس دھن میں خانہ بدوشی اختیار کی وہی دھن اسی شور اور جوش خروش کے ساتھ ہمارے سینوں میں آج بھی موجود ہے۔"

پہلا۔ ابن شمسون یہ تم سچ کہتے ہو کہ ہماری مستعدی ویسی ہی ہے مگر ایسی مستعدی سے کیا حاصل جو بے کار و بے نتیجہ ہو۔"

ابن شمسون: "ہمیں یقین ہے کہ ہماری کوشش بے نتیجہ رہے گی۔

پہلا: "آج تک اتنا بھی تو نہ ہوا کہ عزیزۂ مصر کا پتہ لگ جاتا۔ ابن مبرد جو اس کو پکڑ لایا تھا عسقلان میں مار ڈالا گیا اور سنا یا گیا کہ ابوالمحوذل اس کو لے کر کسی طرف چلا گیا ہے۔ مگر اس کا

Marfat.com

سراغ نہیں لگتا کہ کہاں ہے۔"

ابن شمسون: پرسوں اس کو ہی نصرانی نے نہیں بتایا تھا کہ ابن مبرد بہت سے لونڈی، غلاموں کے ساتھ کوہ لبنان کی کسی گھاٹی میں چھپا ہوا ہے۔"

پہلا:"ہاں بتایا تھا مگر اس سے ہمیں کیا مل گیا۔"

ابن شمسون:"ابوالہول، ہمت نہ ہارا کرو۔ اتنی سراغ رسانی ہوئی ہے تو ہم اس کو پا بھی جائیں گے۔ اور یاد رکھو کہ عنقریب ابوالحوقل اور شہزادی عزیزۂ مصر کا پتہ لگ ہی جائے گا۔"

یکایک کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ اور ایک مسیحی خادم مسجد جو مسجد اقصیٰ کے صحن کو روز گلاب ملے ہوئے پانی سے دھویا کرتا تھا۔ ایک ستون کی آڑ سے نکل کر سامنے آیا اور بولا۔ حضرت معاف فرمایئے گا مجھ سے آپ سے ملاقات نہیں ہے۔ اور میرا آپ سے بات کرنا گستاخی سے خالی نہیں۔ مگر آپ شاید ابوالحوقل اور شاہزادی عزیزۂ مصر کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں۔"

ابن شمسون:"ہاں ہاں انہیں کی تلاش میں مصر سے آئے ہیں۔ اس لیے کہ ہم اُن کے نوکر ہیں۔ اور اُن کے چلے آنے سے ان کی تجارت کا سارا کاروبار بگڑا جاتا ہے۔

نصرانی:"مجھے اس سے غرض نہیں کہ آپ کس لیے ان کو ڈھونڈتے ہیں یہ کافی ہے کہ آپ کو اُن کی تلاش ہے اور میں ان کا حال جانتا ہوں۔ لہذا مجھے بتانے میں کوئی بھی عذر نہیں ہے۔"

ابوالہول:"بڑی مہربانی ہو گی اور ہم نہایت شکرگزار ہوں گے۔"

نصرانی۔ ابوالحوقل بہت سے لونڈی غلاموں کے ساتھ ایک مدت تک کوہ لبنان کی گھاٹیوں میں دوسرے تیسرے روز جگہیں بدلتے رہے۔ وہاں کے رہنے والے علی العموم مسیحی ہیں۔ انہوں نے ان کو ایک شریف و ذی حشمت عرب سمجھ کر اپنے پہاڑ میں پناہ دی دشمنوں سے چھپایا۔ اور ہر طرح ان کی خبرگیری کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں امیر ابن طولون کی وفات اور امیر خارویہ کی جانشینی کی خبر پہنچی اور مطمئن ہو

Marfat.com

گئے۔ اس لیے کہ ان کو امیر خارویہ کے دربار میں خصوصیت حاصل ہے۔ علاوہ بریں شہزادی عزیزۂ مصر ان کے ہمراہ تھیں جن پر امیر خارویہ عاشق ہیں۔ تاہم وہ راستے کے شہر والوں سے ڈرتے تھے۔ اور خوف تھا کہ شہزادی کو کوئی ان سے چھین نہ لے۔ اس لیے انہوں نے ارادہ کیا ایک مسیحی اسقف بن کر اور ہمراہی لونڈی غلاموں کو راہب اور ننیں بنا کر ایسی دینی بے تعلقی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہا ہے۔ کوہستان کے مسیحیوں نے ہمدردی کی راہ سے ان کے لیے اسقفول اور راہبوں کا لباس۔ صلیبیں اور گدھے وغیرہ فراہم کر دیئے۔ اور اپنے دو آدمی بھی ساتھ کر دیے کہ مصر پہنچنے تک ان کی وضع و قطع اور ان کے لباس کو ویسا ہی قائم رکھیں جیسا کہ مسیحی راہبوں اور ننوں کا ہونا چاہیئے۔ غرض اس شان سے وہ مصر میں گئے اور شہزادی عزیزۂ مصر کل کنیزوں اور غلاموں کو خارویہ کے قصر میں پہنچا دیا۔ مگر امیر نے کسی خاص ضرورت سے فوراً انہیں اپنا سفیر بنا کر دربار بغداد میں روانہ کیا۔ چنانچہ ان دونوں مسیحی رفیقوں کے ساتھ پلٹ کے پھر کوہ لبنان میں آئے اور بجائے اس کے کہ صلیبیں اور راہبانہ کپڑے لے گئے تھے ان کو واپس کریں بہت سا انعام واکرام اہل جبل کو دیا اور بغداد چلے گئے۔ میرا مکان بھی اسی پہاڑ میں ہے۔ میں نے کئی بار ان کو وہاں دیکھا تھا۔ اور پرسوں میرا بھائی آیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ابوالحوقل ہمارے ہم مذہبوں اور اکثر عزیزوں کو انعام سے سرفراز کر کے بغداد چلے گئے"۔

یہ حالات سُن کر ابوالہول اور اس کے ساتھیوں کو نہایت تعجب ہوا۔ اور ابن شمسون نے اس لبنانی نصرانی سے پوچھا: "تو ابوالحوقل تنہا بغداد گئے ہیں اور اُن کے ساتھ والے اور شہزادی عزیزۂ مصر سب مصر میں اور خاص خارویہ کے محل میں ہیں؟"

نصرانی: جی ہاں ابوالحوقل کو بغداد گئے ایک ہفتہ سے زیادہ زمانہ نہیں ہوا۔ اور شہزادی تو امید ہے کہ اب مصر میں خوش وخرم ہوں گی۔

ابوالہول: "بے شک۔ آپ نے بڑی مہربانی کی یہ حالات بتا دیئے۔ اور اب ہمیں بغداد جانے کی ضرورت نہیں رہی۔ اس لیے کہ امید ہے کہ وہ عنقریب مصر میں

Marfat.com

واپس آجائیں گے۔"

نصرانی: شکریہ کی ضرورت نہیں میں نے آپ کو ان لوگوں کے حالات کا جو یا پایا جو کچھ جانتا تھا بتا دیا۔" یہ کہہ کے لبنانی خادم مسجد چلا گیا اور ان لوگوں نے آپس میں کہا اب یہاں ہمیں اپنے مقاصد کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہنا چاہیئے۔ اب شہر کے باہر پہاڑوں میں جہاں کوئی نہ ہوگا اطمینان سے بیٹھ کے گفتگو کریں گے۔"

ابوالہول: بے شک آبادی میں ہر وقت اور ہر جگہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ کوئی سن نہ لے۔ اور اب ہم کو آج ہی مشورہ کر کے قرار دے لینا چاہیئے کہ آئندہ کیا کارروائی کریں۔ اس اطلاع کے بعد ہمارے لیے راستہ کھل گیا۔ اور طے کر سکتے ہیں کہ یہاں سے کہاں جائیں اور کیا کریں۔"

ابن شمسون ۔ آج نہیں کل۔ آج ہمارا یہ کام ہے کہ اس مقدس شہر اور اس محترم مسجد کی اچھی طرح زیارت کریں۔ مسجد اقصیٰ میں پانچوں وقت کی نماز پڑھیں اور کل صبح کو فجر کی نماز کے بعد پہلے اسی قبۃ الصخرہ کے نیچے بیٹھ کر اور خدا کی طرف متوجہ ہو اور صدق دل سے رجوع کر کے باہم تجدید عہد کریں کہ جس کام کے لیے نکلے ہیں جب تک اسے پورا نہ کر لینگے گھر نہ جائیں گے۔ اور ایک دوسرے کی رفاقت نہ چھوڑیں گے چاہے اس میں ہماری جانیں بھی جاتی رہیں۔"

سب رفیقوں نے اس تجویز کو قبول کیا۔ چنانچہ رات کو یہ لوگ ایک کاروانسرا میں ٹھہرے۔ کچھ رات رہے مسجد اقصیٰ میں آکر جماعت سے نماز پڑھی اور جب سب نمازی چلے گئے تو قبۃ الصخرہ کے نیچے قسمیں کھا کھا کے سب نے عہد و پیمان کیا اور مسجد سے نکل کر سیدھے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے پہاڑ کچھ دور نہ تھے۔ بیت المقدس پہاڑوں ہی پر آباد ہے۔ باہر نکلتے ہی ایک سنسان اور خاموش وادی مل گئی۔ جہاں کسی طرف سے بوئے انسان نہ آتی تھی۔ سب ایک چٹان پر بیٹھ گئے اور ابن شمسون نے کہا " اب بتایئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے

ابوالہول: " یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ ابوالحوقل بغداد گیا ہے۔ ہم وہاں جا کے یا جب وہ واپس آنے لگے راستہ میں آسانی سے اسکا کام تمام کر دے سکتے ہیں۔ مگر جب تک دو باتوں کا پتہ نہ لگ جائے فقط ابوالحوقل کے مار ڈالنے

Marfat.com

سے ہمارا مقصد حاصل نہ ہوگا ہمیں اول تو عزیزۂ مصر کے شوہر منصور کا پتہ لگانا ہے۔ دوسرے یہ دریافت کرنا ہے کہ شہزادی جولیانا خارویہ کے محل میں کس طرح ہیں۔ اس نصرانی سے معلوم ہوا کہ خارویہ ان پر عاشق ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے تو یقیناً شہزادی پر اب پہلے سے زیادہ مظالم ہو رہے ہوں گے۔ وہ منظور نہ کرتی ہوں گی اور خارویہ زبردستی ان کو اپنی منکوحہ بنانا چاہتا ہوگا لہٰذا اس ظالم حاکم مصر کے پنجۂ ستم سے ان کو رہائی دلانا ہمارا سب سے اہم فرض ہے

ایک رفیق : تو پھر آپ ہی بتائیے کہ ان مقصدوں کے حاصل کرنے کے لیے ہمیں کون سی مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہیئے۔

ابن شمسون : "منصور کی نسبت تو میرا خیال ہے کہ وہ غالباً افریقہ میں بھاگ گئے ہوں گے جہاں عبدالرحمٰن بن معاویہ نے بادیہ گردی کر کے اندلس کی سلطنت حاصل کر لی تھی۔ اور بہت سے مفرورین خلافت جا کر اپنی مراد کو پہنچ گئے ہیں۔ لہٰذا ہم میں سے تین آدمیوں کو ان کی تلاش میں ملک مغرب افریقہ و سوس اقصیٰ کا سفر کرنا چاہیئے دو آدمی ہمیں ارض فلسطین میں ٹھہریں۔ تاکہ جب ابوالحوقل واپس آنے لگے کسی منزل میں موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالیں۔ اور ایک آدمی کو بغداد جا کر پتہ لگانا چاہیئے کہ وہاں مصر کی بابت کیا کاروائیاں ہو رہی ہیں۔ ابوالحوقل وہاں کیا کرنے کو گیا۔ کن سازشوں میں مصروف ہے اور کس ادھیڑ بن میں ہے۔ اس کا یہ کام بھی ہوگا کہ اپنے رفیقوں کو جو یہاں ہوں خبر دیتا رہا ہے کہ ابوالحوقل کب واپس آئے گا۔ اور اس ملک میں کس راستے سے گزرے گا۔"

ابوالہول : بے شک یہ نہایت مناسب تجویزیں ہیں۔ مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ شہزادی کو خارویہ کی قید سے چھڑانے کے لیے کیا تدبیر کی جائے۔"

ابن شمسون :

اس کے لیے ہم یہ کریں کہ شام کے مختلف لوگوں کی طرف سے چار پانچ سو فرضی خطوط مصر کے تاجروں اور عام لوگوں کے نام پر بھیج دیں۔ اور اس میں لکھیں کہ ابوالحوقل شہزادی عزیزۂ مصر کو خارویہ کے محل میں پہنچا آیا ہے اور خارویہ ان کے شوہر کے جیتے جی زبردستی ان کو اپنی جورو بنا کے اسلام کے دامن میں بدنما دھبہ لگانا اور نہایت

Marfat.com

ہی شریر النفسی کے ساتھ شہزادی کی آبرو لینا چاہتا ہے۔ ان خطوط کے جاتے ہی فسطاط میں آگ سی لگ جائے گی۔ اور خارویہ سے عام تقاضا شروع ہو جائے گا کہ بتاؤ شہزادی کو تم نے اپنے محل میں کیوں رکھ چھوڑا ہے۔ یقین ہے کہ مصر کی عام شورش سے شہزادی کو انکار کرنے میں مدد مل جائے گی۔ اور خارویہ کو ان پر علانیہ سختی کرنے کی جرأت نہ ہو گی۔

یہاں تک کہ عباسی شہزادہ منصور آ کے موجود ہو جائے۔ ابن الحوقل مار ڈالا جائے اور خارویہ میں اتنی قدرت نہ رہے کہ شہزادی کو ان کے شوہر کے حوالے کرنے میں تامل کرے۔"

ایک رفیق:

اور خارویہ کو زیادہ مشکل میں پھنسانے کے لیے یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابوالحوقل کو قتل کر کے ہم یہ مشہور کر دیں کہ ہم نے اس کو باغر اور وصیف کے کہنے سے قتل کیا ہے تاکہ خلافت کے ساتھ خارویہ کے تعلقات خراب ہو جائیں۔"

ابوالہول: "اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔"

یہ سب تجویزیں تھوڑی بحث کے بعد طے ہو گئیں۔ اور قرار پایا کہ ابن شمسون دو رفیقوں کو اپنے ہمراہ لے کے افریقہ میں چلا جائے۔ ابوالہول ایک رفیق کے ساتھ ارض فلسطین میں ٹھہر کے ابوالحوقل کی کارگزاریوں اور خلافت و ولایت مصر کے تعلقات کا پتہ لگا لگا کے ابوالہول کو مطلع کرتا رہے۔ اور اس سے بھی آگاہ کر دے کہ ابوالحوقل کب واپس روانہ ہو گا۔ اور کس راستہ سے گزرے گا۔

ان مراحل کے طے ہونے اور فرائض کے قرار پا جانے کے بعد یہ لوگ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر اپنے اپنے ذمے کی خدمتیں انجام دینے کو روانہ ہو گئے۔"

Marfat.com

اکیسواں باب

ظالم عاشق اور مظلوم معشوقہ

امیر خارویہ اور شہزادی عزیزۂ مصر دونوں شیروں کے شکار کا تماشا دیکھ کر سلاطنت کے اس قدیم پُر فضا باغ میں آئے ہیں جس میں ہم نے اکثر خارویہ کو حوض سیماب کے اندر ہوائی کشتی میں بیٹھے دیکھا ہے۔ اس کا چاہیتا شیر زریق ساتھ ہے جس کو دیکھ کر شہزادی سہمی جاتی ہے۔ اور خارویہ اسے چمکار چمکار کے دھیما کر رہا ہے۔ آخر جو لیانا نے کہا۔ اسی شیر کی وجہ سے میں آپ کے ساتھ رہتے ڈرتی ہوں۔ وحشی جانور کا کیا اعتبار اسے اختیار سے باہر ہونے کتنی دیر لگتی ہے۔"

خارویہ: "شہزادی مجھے اس کا جس قدر اعتبار ہے کسی انسان کا نہیں۔ انسان دغابازی کرتا ہے۔ زہر دیتا ہے۔ بدعہدی کرتا ہے۔ فریب دے کے مارتا ہے۔ اور اسکو نہ مکاری آتی ہے۔ نہ دغا بازی۔ ہاں اس کا ایک غصہ البتہ ڈرنے کی چیز ہے مگر میں نے اس کو اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ میں ماروں پیٹوں نوچوں جھنجھوڑوں جو چاہے کروں یہ ہرگز نہ کرے گا۔ میرے دل میں تو انسان کی اس قدر بے اعتباری اور اس پر اتنا بھروسہ ہے کہ میں اپنے بہادر زریق سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ یہ دن کو میرے قریب بیٹھا رہتا ہے اور رات کو میرے پلنگ کے گرد چکر لگا کے پہرا دیتا ہے یہ فقط آپ کے حُسن اور آپ کی دلکش اداؤں کا اثر ہے کہ اس کی رفاقت وصحبت کو چھوڑ کے میں آپ کے پاس چلا آتا ہوں۔ خیر اب اس وقت جی چاہتا ہے کہ اس چاندی کے دریا میں ہوائی مسند پر آپ کو بٹھاؤں۔ یہ روئے عالمتاب اور لہراتے والی پُرپیچ زلفیں دریائے سیمیں میں عجب بہار دکھائیں گی معلوم ہو گا کہ کوئی سیمیں حور اپنے پورے عالم

Marfat.com

نور کے ساتھ دنیا میں آگئی۔

جولیانا: نہیں اس کشتی نما مسند پر جو چاندی کے پانی پر تیر رہی ہے میں نہیں بیٹھ سکتی یہ جگہ خاص آپ کے لیے ہے۔ اور آپ ہی کو زیب دیتی ہے۔"

خارویہ: "اے میری حور طلعت نازنین میں اپنی جگہ پر تجھے بٹھا کر اپنی زندگی اور اپنی ساری دولت وحشمت تیرے سپرد کر دینا چاہتا ہوں۔ میری تمنا ہے کہ تو مصر کی قدیم ملکہ قلوپطرہ بنے اور میں رومتہ الکبریٰ کا انطونی بن جاؤں جس طرح قلوپطرہ اپنی مطلا و مذہب کشتی میں بیٹھ کر آئی تھی اور انطونی نے اسے اپنے آغوش شوق میں لے لیا تھا اسی طرح میری تمنا ہے کہ تجھے اس دریائے سیمیں کی کشتی میں ناز و تمکنت سے بیٹھے دیکھوں اور دوڑ کے لپٹ جاؤں۔"

ان باتوں کو عزیزۂ مصر جولیانا نے کبیدہ خاطری کے ساتھ سنا اور چیں بچیں ہو کر بولی "امیر مصر۔ اس قسم کی باتوں سے اپنی زبان روکیے۔ میں وہ نہیں ہوں جو اپنے شوہر کے سوا کسی اور شخص سے اپنے حسن کی تعریف سننا پسند کرے۔ میری صورت بری یا بھلی جیسی ہو جس کے لیے تھی اس کی ہو گئی۔ میں مصر کی فاحشہ و فاجرہ ملکہ قلوپطرہ نہیں ہوں بلکہ فلسطین و عرب کی ملکہ زنوبیہ ہوں جس نے اپنے شوہر کی محبت پر سلطنت و حشمت اور دولت و عزت سب چیزیں بیچ دی تھیں۔

خارویہ: اچھا اگر تمہارے شوہر منصور زندہ نہ نکلے تب تو تم میرے عشق کو قبول کرے گی؟"

جولیانا: (جوش وطیش کے ساتھ) ہرگز نہیں۔ میں ہندوستان کی بیوہ کی طرح اسی شوہر کے نام پر جیوں گی جس نے محبت سے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور اسی کا نام لیتی ہوئی مر جاؤں گی۔"

خارویہ: "مگر یہ ظلم ہوگا۔ اور تم تو خدا کے فضل سے ظالم نہیں رحم دل ہو۔"

جولیانا: "امیر خارویہ۔ مجھے آپ کے محل میں آئے برس بھر ہو گیا۔ اس مدت میں آپ ہمیشہ اسی قسم کی باتیں کرتے رہے اور میں پہلے اشارۃً و کنایۃً ان بے شرمی کی باتوں سے روکتی رہی اور جب دیکھا کہ آپ کسی طرح باز نہیں آتے تو صرف صاف الفاظ میں سمجھایا اور منع کیا۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ اس کا بھی آپ پر اثر نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

خاردیہ: "میں اپنے دل کے ہاتھ سے مجبور ہوں۔"
جولیانا: غالباً انہیں باتوں کی بدولت فسطاط کے لوگوں میں ہر ایک کی زبان پر ہے کہ آپ زبردستی مجھے اپنی جورو بنانا چاہتے ہیں جس کو میں نے اپنی کنیزوں اور اپنے وفادار غلاموں سے بار بار سُنا۔ مگر ہمیشہ یہی خیال کیا یہ بالکل غلط افواہ ہے۔ اور اکثر اہلِ مصر نے مجھ سے اس کی تصدیق چاہی تو صاف کہہ دیا کہ یہ خبر کسی مفسد نے اُڑائی ہے۔ مگر آپ اپنے طرزِ عمل سے اس کو سچ ثابت کر رہے ہیں۔ اور مجھے شبہ ہوتا ہے کہ آپ ہی نے یہ افواہ مشہور نہ کی ہو۔"

شہزادی کے یہ الفاظ خاردیہ کو ناگوار گزرے اور کہا "تو پھر اب آپ اس افواہ کی تصدیق کر دیجئے۔"
جولیانا: "میں نے اگر تصدیق کر دی تو آپ کو مصر میں ٹھہرنا دشوار ہو جائے گا۔"
خاردیہ: (برہمی کے لہجہ میں) "میں کوئی کمزور حاکم نہیں ہوں۔ میرے گرد شیروں کا پہرہ ہے مجھے کوئی ابن بیرد نہ سمجھ لے۔ جس طرح لوگوں نے اس پر نرغہ کیا تھا اسی طرح اگر انہوں نے مجھ پر حملہ کیا تو میرے شیر ہر بلوائی کو چیر پھاڑ کے ڈال دیں گے۔"
جولیانا: "مصر والوں سے نہیں خدا سے ڈریئے جس کے غضب کو نہ شیر روک سکتے ہیں۔ نہ انسان۔ اور آپ مجھ پر برہم نہ ہوں۔ میں فقط اپنے شوہر کا پتہ لگنے کی امید میں یہاں پڑی ہوئی ہوں۔ کمبخت ابوالمحر قل بغداد میں جا کے مرگیا۔ کسی طرح آ ہی نہیں چکتا۔" یہ کہہ کے جولیانا بولی "خیر اب میں اپنے مکان جاتی ہوں۔"
خاردیہ: (برہمی کے جوش کو دبا کر) اچھا پھر آنے کا وعدہ کرتی جاؤ۔"
جولیانا: آنے کیوں نہ لگی۔ جب تک آپ کے محل میں اور آپ کے بس میں ہوں خواہ مخواہ آؤنگی۔ میں بھی آؤں گی اور آپ بھی میرے پاس آئیں گے۔ مجھ بدنصیب میں آپ سے نہ ملنے کی قدرت کہاں جو آنے جانے سے انکار کروں۔"
خاردیہ: تم میں سب طرح کی قدرت ہے۔ اور تم کو اس سے انکار نہ ہوگا کہ میں نے تمہاری آزادی میں کبھی فرق نہیں ڈالا اور نہ کسی قسم کی زبردستی کی۔"

Marfat.com

جولیانا: "اس کو میں مانتی ہوں۔ اور آپ کی شکر گزار ہوں۔" یہ کہہ کے جولیانا باغ سے نکل کے اپنے سفید خچر پر سوار ہوئی جو اس کی سواری میں رہا کرتا تھا اور شہر کے اس قصر کی راہ لی جس میں مقیم تھی۔

خارویہ نے اس کے جانے کے بعد کوتوال ابن الدغنہ کو بلوایا اور جیسے ہی وہ سامنے آیا کہا: "بتاؤ شہر کا کیا حال ہے؟ تم کو پتہ لگا کہ جولیانا کے یہاں آنے اور اس پر ظلم و تشدد ہونے کی خبر کس نے اڑائی ہے؟"

ابن الدغنہ: "حضور امیر! میں نے بے انتہا جستجو کی اور سراغ رسانی میں بہت تگ و دو کی۔ مگر وہی ثابت ہوا جو پہلے معلوم ہوا تھا کہ یہاں بہت سے لوگوں کے نام پر شام و فلسطین سے خطوط آئے ہیں جن میں یہ قصہ لکھا ہوا ہے۔"

خارویہ: "وہ ملک بھی تو ہمارے ہی قلمرو میں ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے وہاں کے حاکموں اور عاملوں کا انتظام بہت ہی بگڑا ہوا ہے۔" یہ کہتے ہی اپنے دیوان یعنی منشی کو بلوا کے حکم دیا کہ لکھو۔ منشی بیٹھ کر لکھنے لگا اور خارویہ نے یہ عبارت لکھائی: "از جانب فرمانروائے مصر و شام و عرب امیر خارویہ ابقاہ اللہ بالجمال والجلال والعزۃ والکمال بنام جملہ عاملان و حاکمان بلاد شام و فلسطین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، معلوم ہوتا ہے تمہارا علاقہ متفنی فتنہ انگیزوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور شریر النفس بدمعاشوں نے تمہارے شہروں کو اپنا ملجا و ماویٰ بنا رکھا ہے۔ تمہارے علاقہ سے یہاں کے ادنیٰ اعلیٰ لوگوں کے نام پیہم اس مضمون کے خطوط چلے آتے ہیں کہ شہزادی عزیزۂ مصر میرے قصر میں ہیں۔ ان کے شوہر زندہ موجود ہیں۔ اور میں جور و ستم سے زبردستی ان کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ یہ بالکل بے بنیاد قصہ ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں اور بجز اس کے کہ رعایائے فسطاط و مصر اپنے عدالت پرور والی کی طرف سے بدظن کی جائے اس مراسلت کا کوئی اور مقصد نہیں نظر آتا ہے۔ لہذا حکم دیا ہے کہ جن شریروں نے ایسے خطوط لکھے ہوں وہ فوراً گرفتار کر کے فسطاط میں بھیجے جائیں تاکہ یہاں تک کہ ان کی تشہیر کر کے رعایائے فسطاط کو اطمینان دلایا جائے کہ یہ بے بنیاد خبر ایسے

Marfat.com

متفقیوں نے محض اس غرض سے شائع کی ہے کہ بادشاہ اور رعایا کے درمیان ناگوار مخالفت پیدا ہو اگر مہینہ بھر کے اندر مجرم پکڑ نہ لیئے گئے تو میں خود وہاں پہنچ کر نالائق و ناکارہ عاملوں اور والیوں کو سخت اور عبرت ناک سزا دوں گا"

اس مسودے کے تیار ہوتے ہی خارویہ نے حکم دیا کہ ان کی بہت سی نقلیں کرائی جائیں۔ اور ان کے تیار ہوتے ہی ایک ایک نقل کل والیوں اور عاملوں کے نام میرے دستخط سے جاری کر دی جائے۔ اس کارروائی سے جیسے ہی فراغت ہوئی چوبدار نے آ کے ایک خط پیش کیا جس کو خارویہ نے کئی بار پڑھ کے رکھ دیا۔ پھر منشی وغیرہ کو رخصت کر دیا۔ اور جب ابن الدغنہ کے سوا کوئی نہ رہا تو اس کی طرف دیکھ کر کہا " افسوس ابوالحوقل کو ابھی تک واپس آنے کا موقع نہیں ملا"

ابن الدغنہ: "غلام کو سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ وہاں جا کر بیٹھ کیوں رہے ؟

خارویہ: وہ وہاں بے کار نہیں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بڑا اہم کام انجام دے رہے ہیں میں نے انہیں بھیجا تھا کہ بغداد کے امرائے ترک کو میرے موافق بنائیں اور یہ جو وہاں سے روز لڑائی کی دھمکی آیا کرتی ہے موقوف ہو۔ مگر باغر اور وصیف اس قدر بندۂ طمع اور خود غرض واقع ہوئے ہیں کہ مطلق سماعت نہیں کرتے۔ برابر یہی کہے جاتے ہیں کہ ابن مبرز اور جمیل کے قاتلوں اور باغر پر حملہ کرنے والوں کو جہاں سے بنے حاضر کرد۔ ان لوگوں کے خون کا انتقام خود مجھے لینا چاہیئے۔ ان لوگوں کو اس سے کیا غرض؟ قاتل ملتے تو میں خود پکڑ کے ان کو سزا دیتا۔ مگر نہ ملیں تو کیا کروں؟ لیکن ضدی ترکان بغداد کوئی عذر نہیں سنتے آخر ابوالحوقل نے عاجز آ کر مجھے راز میں یہ خط بھیجا ہے۔ میں وہی خط تم کو سنائے دیتا ہوں، تم کو سب حالات معلوم ہو جائیں گے"

اب خارویہ نے وہ خط سنانا شروع کیا جو حسب ذیل تھا۔ میرے آقائے نامدار۔ میں نے بہت کوشش کی مگر یہ لوگ راہ پر نہیں آتے۔ اب ضرورت ہے کہ مصر کی فوج خوب مضبوط اور آراستہ کی جائے اور آپ مقابلے کے لیے تیار رہیں۔ میں اب بھی جہاں تک بنے گا لڑائی کو ٹالوں گا۔ لیکن اگر کسی طرح ٹالے نہ ٹلی تو اطلاع دے دوں گا کہ حضور فوراً اپنا

Marfat.com

لشکر لے کر ملک شام میں آکر دمشق میں فروکش ہو جائیں۔ میں نے یہاں یہ حکمت عملی اختیار کی ہے کہ ایک طرف تو وصیف و باغر سے تعلقات بڑھا لیتے ہیں اور ان کا ایسا دوست بن گیا ہوں کہ خود ہی ان کو مشورہ دے کر مقابلے پر لے آؤں گا۔ دوسری طرف تمام سرداران فوج سے ربط ضبط پیدا کر کے انہیں سرداران ترک کا ایسا دشمن بنا دیا ہے کہ امید ہے کہ سب آپ کے شریک ہو جائیں گے اور باغر و وصیف اتفاقاً بچ بھی گئے تو اس ناکامی پہ زندگی بھر اپنی بوٹیاں کاٹیں گے۔ اصل یہ ہے کہ ترکوں میں سے ہر ایک روپیہ کا خواہاں ہے اور اس لالچ میں یہ اپنے خلیفہ اپنے آقا اپنے سردار اور اپنے دوست ہر ایک کی جان لینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے کہ ان کے ہاتھوں سے کئی خلیفہ مارے گئے۔ بہت سے سرداروں اور رئیسوں کی جانیں گئیں۔ اور جو مہم ہوتی ہے اس میں ترک سپاہیوں کو یہی لالچ دلایا جاتا ہے کہ لوٹ میں بہت سی دولت ہاتھ آئے گی۔ چنانچہ مصر پر حملہ کرنے کا ارادہ بھی اس مقصد سے ہے۔ ساری قلمرو میں اس درجہ بدنظمی ہے کہ خراج مطلق نہیں وصول ہوتا۔ لہٰذا ان ترکوں کی زندگی کا سلسلہ دارومدار لوٹ مار پر ہے اور جو روپیہ دے اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ خلافت کے خزانے میں اتنا نہیں ہے کہ ان کو مشاہرہ دیا جا سکے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے یہ تدبیر کی کہ اپنی طرف سے روپیہ کا لالچ دلا دلا کے افسران فوج کو اپنا بنا لیا ہے۔ میرے پاس جو کچھ تھا ان کے حوالے کر دیا۔ چار پانچ لاکھ دینار اور بھیج دیے جائیں تو حضور کو ان سے جتنی مدد ملے گی خود اپنے سپاہیوں سے نہ مل سکے گی۔"

جان نثار دولت ابوالحوقل

یہ خط سن کر ابن الدغنہ کو حیرت ہو گئی۔ اور بولا "ابوالحوقل ہونے کو تو ایک تاجر آدمی ہیں۔ سیاست مدن سے ان کو کچھ تعلق نہیں۔ مگر اس سفارت میں انہوں نے وہ کام کیا جو کسی بڑے سے بڑے مدبر سے بھی نہ ہو سکتا۔"

خمارویہ: "اسی وجہ سے تو مجھے ان پر جتنا بھروسہ ہے کسی پر نہیں۔ خیر اب تم بتاؤ کہ اس بارے میں کیا کارروائی کی جائے؟"

ابن الدغنہ: "غلام کے نزدیک تو حضور فوراً پانچ لاکھ دینار ابوالحوقل کے پاس بھیج دیں

Marfat.com

اور پچاس ہزار لشکر نیا بھرتی کر کے تیار کر لیں "۔

خارویہ: "میری بھی یہی رائے ہے۔ مگر فوج کی تیاری اور بھرتی کا کام میں تمہارے سپرد کرنا چاہتا ہوں"۔

ابن الدغنہ: میں اپنی ضبطیہ فوج کی تعداد ایک مہینے کے اندر دگنی کر دوں گا اس وقت پانچ ہزار سپاہی ہیں دس ہزار ہو جائیں گے۔ مگر جنگی فوج کو حضور اپنے سرداران فوج ہی کے ذریعہ سے تیار کرائیں۔ پولیس اور جنگی فوج کا ایک ہی شخص کے قبضے میں رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

خارویہ: "اچھا ان لوگوں کو بھی بلا کے حکم دے دوں گا۔ لیکن خبردار کسی کو نہ معلوم ہونے پائے کہ یہ فوجی تیاری کس غرض سے ہے"۔

ابن الدغنہ: "انشاء اللہ کسی کو اس کی خبر نہ ہو گی"۔

خارویہ: اور ہاں ایک اور مصیبت میرے سر پر آ پڑی ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں شہزادی عزیزۂ مصر کے شوق وصال میں نہایت بے تاب ہو رہا ہوں۔ جب تک یہ آرزو نہ پوری ہو گی مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ اور اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بغیر اس کے مجھے اپنی زندگی دشوار نظر آتی ہے۔ مگر اس سنگدل نازنین کا یہ حال ہے کہ کسی طرح راضی نہیں ہوتی"۔

ابن الدغنہ: "یہ البتہ مشکل امر ہے۔ خصوصاً جب سے یہ جعلی خطوط آئے ہیں اور فسطاط کے خاص و عام خصوصاً بازاری لوگوں میں طرح طرح کی افواہیں مشہور ہوئیں یہ واقعہ زیادہ نازک ہو گیا ہے۔

خارویہ: "تو تم یہ نہیں کر سکتے کہ رعایائے فسطاط کو سمجھا بجھا کے میرے موافق بنا دو یا کم از کم اتنا ہو کہ وہ لوگ میرے اور جولیانا کے معاملے سے بے تعلق ہو جائیں"۔

ابن الدغنہ: "یہ ابھی دشوار ہے۔ بلکہ ادھر ایک مہینے سے اور بہت ہی دشوار ہو گیا ہے اس لیے کہ سنا جاتا ہے شہزادی کا شوہر منصور افریقہ میں زندہ موجود ہے۔ ابن مبرد اور جمیل کے قاتلوں نے اسے ڈھونڈ کر پیدا کر لیا اور اس کو عنقریب یہاں لانے

Marfat.com

والے ہیں تاکہ اہل فسطاط کی حمایت میں یہاں قیام کر کے اپنی بیوی کو آپ سے طلب کرے۔"

خمارویہ: "مجھے اس کا یقین نہیں آتا میں جانتا ہوں کہ یہ بھی ایک بے بنیاد افواہ ہے۔ اور انہیں لوگوں کا کام ہے جو شہزادی پر میرے ہاتھ سے ظلم ہونے کی خبریں شائع کر رہے ہیں مجھے تو تحقیق کے ساتھ معلوم ہو چکا کہ منصور گرفتار ہو کے بغداد گیا اور سرداران ترک نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اگرچہ اُس کے مارے جانے کی ابھی پوری تصدیق نہیں ہوئی۔ مگر یہ بھی غیر ممکن ہے کہ سخت گیر ترک سرداران بغداد کے ہاتھ میں گرفتار ہو جانے کے بعد کوئی زندہ بچ سکے۔"

ابن الدغنہ: "غلام کا بھی یہی خیال ہے۔ مگر اس افواہ نے اہل فسطاط میں شہزادی کے شوہر کے زندہ ہونے کا خیال تو پیدا کر دیا۔ بہر تقدیر ضرورت ہے کہ جس خطرناک معاملے کو ابو الحوقل نے لکھا ہے۔ جب تک اس میں یکسوئی نہ ہو جاتے۔ اور حضور وصیف و باغر کا جھگڑا اٹھا نہ لیں شہزادی کی مرضی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں۔ اگر آپ نے جولیانا کو ذرا بھی ناراض کیا اور شہر میں افواہ مشہور ہے اس کی جھوٹی بھی تصدیق ہو گئی تو فوج کا بھرتی ہونا غیر ممکن ہو جائے گا۔ اور فوج جو جمع ہو گی کیا عجب کہ وہ بھی عوام الناس کے فقروں میں آکر حضور کے خلاف ہو جائے۔"

خمارویہ: مگر میں کب تک صبر کروں: میری بدنصیبی سے لوگوں نے شامت زدہ منصور کو بھی زندہ کر کے کھڑا کر دیا۔"

ابن الدغنہ: "انہیں دشواریوں کے خیال سے شہزادی کے معاملے کو بغداد کی آیندہ مہم پر اٹھا رکھنا ضروری ہے بلکہ اس وقت اس کی ضرورت ہے کہ حضور شہزادی کو پورا اطمینان دلا دیں کہ ان سے بالکل دست بردار ہو گئے۔"

خمارویہ: "اچھا دل پر جبر کر کے اس کو گوارا کر لوں گا۔ مگر یہ تو نہ ہو سکے گا کہ شہزادی کو مطلق العنان کر دوں۔ یا ایک گھڑی کے لیے بھی انہیں اپنے سے جدا کروں۔ بھاگ گئی تو کیا کروں گا اور کیسے میری زندگی ہو گی؟"

Marfat.com

ابن الدغنہ: "غلام کے نزدیک تو اتنی احتیاط بھی اس وقت خلاف مصلحت ہے۔ لیکن اگر حضور سے یہ نہیں ہو سکتا تو شہزادی کا دل ہاتھ میں لیے رہیں اور ان کو اپنے سے ناراض نہ ہونے دیں۔"

خارویہ: "یہ بھی غیر ممکن ہے۔ نہ مجھ سے یہ ہو سکے گا کہ اس ظالم دلربا کے سامنے اپنی بےتابیاں نہ ظاہر کر دوں۔ اور نہ یہ امکان میں ہے کہ وہ ان باتوں سے ناراض نہ ہو۔ خیر، جہاں تک بنے گا تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور جولیانا کو بظاہر ایک حصہ تک آزاد رہنے دوں گا۔ اچھا اب تم جا کے عوام کے خیالات کی اصلاح اور فوج بھرتی کرنے کی کوشش کرو۔ میں کل بغداد میں روپیہ بھیج دوں گا۔" اس گفتگو کے بعد ابن الدغنہ رخصت ہو کے اپنے گھر گیا اور خارویہ اپنے محبوب فیبر زریق سے کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔

Marfat.com

بائیسواں باب

منصور کی واپسی

گزشتہ واقعہ کو دو مہینے گزر گئے۔ بہار کا موسم ہے۔ اور عصر کا وقت اور دمشق کے گرد و پیش کا سرسبز و بہشت آئین خطہ زمین ہے جو اپنے باغوں میں میووں اور مرغزاروں کے لحاظ سے دنیا بھر میں مشہور ہے اور غوطہ دمشق کہلاتا ہے۔ موسم بہار نے یہاں کے چپے چپے میں ایک دل کشی پیدا کر دی ہے۔ عروس بہار جوبنوں پر ہے۔ باغ میووں سے بھرے ہوتے ہیں۔ کھیت لہلہا رہے ہیں۔ مرغزار فردوس بریں کے میدانوں کی تصویریں دکھا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر ہر طرف صدہا نہریں جاری ہیں جو شباب سے بھرے نونہالان چمن کی آئینہ داری کر رہی ہیں۔

انہیں میں سے ایک مرغزار میں ایک شفاف و پاکیزہ نہر کے کنارے ہمارے شناسا ابوالہول ابن شمسون اور ان کے رفقا بیٹھے ہوتے ہیں اور انہیں کے ساتھ شہزادی جولیانا کا شوہر عباسی شہزادہ منصور بھی ہے سب نے چشمہ کے پانی سے وضو کیا۔ سبزے کے فرش زمردیں پر جماعت سے عصر کی نماز پڑھی اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ابوالہول نے منصور کی طرف متوجہ ہو کر کہا "آپ خوب مل گئے۔ ابن شمسون نے واقعی بڑا کمال کیا کہ آپ کو ڈھونڈ نکالا۔"

منصور: "بالکل اتفاق تھا کہ ان سے ملاقات ہو گئی۔ میں شہر سوس میں مہمان تو از قبیلہ زناتہ کا مہمان تھا کہ یہ وہاں پہنچے۔ اور دو ہی چار روز کے بعد ایک صحبت میں مجھ کو پہچان لیا اور اسی دن شام کو مل کر اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ میری یہ حالت تھی کہ اپنے سائے تک سے بھی بھڑکتا تھا اور مشرقی دنیائے اسلام سے اسی درجہ خوف زدہ تھا کہ یہاں کے کسی آدمی سے بات کرنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ مگر انھوں نے کچھ ایسی سچائی کی شان اور خلوص

Marfat.com

کے انداز سے مجھے یہاں آنے کا مشورہ دیا کہ انکار کرتے بھی نہ بنی۔ زنانہ والے مجھے کسی طرح آنے نہ دیتے تھے۔ مگر میں نے دل میں خیال کیا کہ شہزادی عزیزۂ مصر کے فراق میں جینا بے مزہ ہے۔ اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے اور مرنا ہے تو اپنی محبوبہ شہزادی کی جستجو اور ان کے آزاد کرانے کی کوشش میں مرنا چاہیئے۔ بس یہی خیال مجھے لے آیا ورنہ اب میرے لیے عراق و عرب اور شام و مصر میں کوئی لطف نہیں باقی رہا ہے۔ اس خبر نے کہ شہزادی جولیانا خاردیہ کے محل میں ہیں اور وہ زبردستی ان کی آبرو لینا چاہتا ہے مجھ میں پر لگا دیئے۔

ابوالہول : ہم سب نے عہد کیا اور خاص قبۃ الصخرہ کے نیچے مسجد اقصٰی میں بیٹھ کر قسم کھائی تھی کہ جب تک آپ کو ڈھونڈھ کر شہزادی کو عزت و آبرو سے آپ کے آغوش میں نہ پہنچا دیں گے اور مکار و موذی بدمعاشوں سے انتقام نہ لے لیں گے دم نہ لیں گے۔"

منصور : "میرے حق میں خدا نے تم دوستوں کو فرشتۂ رحمت بنا دیا۔"

ابن شمسون : یہاں لوگ ہمارے بھی خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے لیے اشتہار دیا گیا ہے۔ اور پانچ ہزار دینار کا انعام مقرر ہے۔ مگر نہ خاردیہ نے ہماری گرد پائی نہ باغرنے۔ اور اب ہم انشاءاللہ بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔"

ابوالہول : "خدا نے کامیابی کا سب سامان فراہم کر دیا۔ فقط آپ کے آنے کی دیر تھی۔ کل جب سے آپ آگئے ہیں میرا دل بڑھ گیا ہے۔ اور یقین ہو گیا کہ ہم ضرور اپنے مقصد کو پہنچیں گے۔"

ابن شمسون : "یہ تو بتایئے کہ ہمارے افریقہ جانے کے بعد کیا واقعات پیش آئے اور آپ کیا کرتے رہے؟"

ابوالہول : "ہم نے وہ خطوط سارے مصر میں پھیلا دیے جن میں لکھا تھا کہ خاردیہ شہزادی پر ظلم و جبر کرتا اور زبردستی ان کی آبرو لینا چاہتا ہے۔ اس کے بعد ہم نے شام کی چند حبشی عورتوں کو خاردیہ کے محل میں شہزادی کے پاس بھیجا اور ان سے معلوم ہوا کہ امیر مصر واقعی

Marfat.com

شہزادی کی آبرو کے درپے تھا مگر ہمارے خطوں نے مصر میں جو شورش پیدا کر دی تھی اس سے ڈر کر اپنے ارادے سے رُک گیا اور جس طرح پہلے شہزادی پر علانیہ اظہار عشق کرنے لگا تھا اب نہیں کرتا۔"

منصور: "مجھے خارویہ سے ایسی امید نہ تھی۔ میں تو اس کو ایک سعادتمند اور عدالت پسند نوجوان تصور کرتا تھا۔"

ابوالہول: جی سب نیکی و عدالت پروری امیر ابن طولون پر ختم ہو گئی۔ ایسا اچھا حکمران مصر کو پھر نہ نصیب ہو گا۔"

ابن شمسون: "اس کے سوا آپ نے اور کیا کیا۔ بغداد میں کیا ہو رہا ہے؟ ابوالحوقل ابھی تک زندہ ہے یا مارا گیا؟"

ابوالہول: "ابوالحوقل ابھی تک بغداد میں ہے۔ اُس نے بہت کچھ کوششیں اور سازشیں کیں مگر وصیف و باغر نے سماعت نہ کی۔ وہ اب تک اسی پر تلے ہوئے ہیں کہ یا ابن مبرود جیل کے قاتلوں کو حاضر کر دو یا مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس کوشش میں جب اسے کامیابی نہ ہوئی تو ان دونوں ترک سرداروں کا دوست بن کر خارویہ کی مخالفت کرنے لگا اور اب اس کی یہ حالت ہے کہ ترک سپاہیوں اور افسروں میں بے روک روپیہ تقسیم کر رہا ہے اور باغر اور وصیف کو روز ابھارتا ہے کہ بہت جلد چل کے خارویہ پر حملہ کیجئے۔ ہمارا جو دوست بغداد گیا ہوا تھا ایک ہفتہ ہوا واپس آیا اسی سے یہ سب حالات معلوم ہوئے۔ اور وہ کہتا ہے کہ ہفتہ ہی دو ہفتے میں بغداد کا لشکر روانہ ہونے کو ہے۔ دوسری طرف مصر سے یہ خبر آئی کہ خارویہ پچاس ہزار لشکر کے ساتھ چل کھڑا ہوا کہ دمشق کے نواح میں ترکوں سے مقابلہ کرے۔ مجھے ان واقعات میں ابوالحوقل کا کوئی بڑا بھاری فریب معلوم ہوتا ہے مگر ہمارے لیے اچھا ہے۔ اس لیے کہ ابوالحوقل باغر وصیف اور خارویہ سب یہاں جمع ہو جائیں گے۔"

منصور: "اور خدا کرے میری محبوبہ شہزادی عزیزۂ مصر بھی یہاں آجائیں۔"

ابوالہول: "وہ ہوں یا نہ ہوں ہم ان کو دشمنوں کے پنجۂ ستم سے چھڑا کے اور جہاں ہوں گی وہاں سے لا کر آپ کے حوالے کر دیں گے۔ ہم نے اپنی کارروائی کا خاکہ بھی تیار کر لیا ہے جس پر اسی اہل بغداد کی لڑائی کے موقعہ پر عمل درآمد ہو گا۔

Marfat.com

منصور: خدا آپ کے ارادوں میں برکت دے۔ شاید اسی خیال سے آپ پہلے سے دمشق آ گئے ہیں۔"

ابوالہول: "ابن شمسون کے جانے کے بعد سے ایک مہینہ قبل تک میں ارض فلسطین میں ٹھہرا ہوا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ ابوالحوقل آئے تو اس کی خبر لوں وہیں سے میں جاسوس عورتوں کو مصر میں اور خارویہ کے محل میں بھیجا کرتا۔ اور وہیں سے بغداد کے حالات کا پتہ لگایا کرتا۔ لیکن جب یہ سنا کہ دمشق میں مصر و بغداد کے لشکروں کا میدان جنگ گرم ہوگا۔ اور ابوالحوقل بجائے مصر جانے کے لشکر بغداد کے ساتھ آ کر خارویہ کا مقابلہ کریں گے تو میں فوراً دمشق میں چلا آیا کہ اپنی کارروائیوں کا بندوبست پہلے سے کر رکھوں۔ اور چونکہ معلوم ہوا تھا کہ آپ کا جہاز یافا میں لنگر انداز ہوگا اس لیے وہیں کے ایک شخص کو مقرر کر دیا کہ جیسے ہی آپ سب صاحب آئیں میرا پتہ بتا کے آپ کو دمشق روانہ کر دیں۔ اور سچ یہ ہے کہ آپ کے اور ابن شمسوں کے نہ ہونے سے مجھے اپنی ساری کارروائیاں ادھوری معلوم ہوتی تھیں۔ الحمدللہ کہ آپ تشریف لے آئے اور خدا نے سب کام بنا دیئے۔ اب آپ اپنے کو کامیاب و بامراد ہی سمجھیں۔"

منصور: "مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس معاملہ میں کیا تدبیر سوچی گئی ہے؟ اور کامیابی کے لیے آپ نے کیا منصوبہ قرار دیا ہے؟"

ابوالہول: "اس کو آپ بجائے سننے کے آنکھ سے دیکھیں گے۔ اب مغرب کا وقت آ گیا ہے اور آفتاب غروب ہو گیا۔ لہذا مغرب کی نماز یہاں پڑھ کر ہم اپنی فرودگاہ کو چلیں۔ خوش نصیبی سے مجھے یہاں رہنے کے لیے مکان بھی اچھا مل گیا۔ جامع بنی امیہ کے پیچھے وہ ایک نہایت ہی پیچیدہ گلی میں واقع ہے۔ ایک دروازہ جامع کی طرف ہے اور دوسرا اس کے عقب میں یہود کے محلہ میں نکلا ہے۔ دشمن ایک طرف پہنچ جائیں تو ہم دوسری طرف سے بآسانی بھاگ سکتے ہیں۔"

اب اس نے مغرب کی نماز پڑھی اور اٹھ کے اپنے گھر کو روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

تئیسواں باب

قصّے کا انجام اور خاتمہ

ابتدائے شب کا وقت ہے اور دمشق کا مشرقی میدان عظیم الشان مصری لشکر سے بھرا ہوا ہے پچاس ہزار فوج جس میں عربی ۔ مصری ۔ بربری ۔ طرابلسی اور حبشی سپہ گر ہیں کوسوں تک پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے ۔ درمیان میں ایک وسیع شاداب و پُر بہار خطۂ زمین چھوڑ دیا گیا ہے ۔ جس پر خاص خارویہ کے خیمے نصب ہیں ۔ ان میں ایک سرخ خیمہ جس کے گرد سُرخ قناتوں کا حصار ہے حرم کی زنانی صحبت کے لیے مخصوص ہے ۔ اس خیمے میں اس وقت خارویہ سادے کپڑے پہنے اور پتلی سبک تلوار کمر میں لگائے ایک زرنگار کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ اس کے پہلو میں بائیں طرف ایک نقرئی کرسی پر شہزادی جولیانا خاموش و متفکر بیٹھی ہے چار پانچ ماہ طلعت رومی کنیزیں سامنے دست بستہ کھڑی ہیں گرد خواجہ سراؤں کا پہرہ ہے ۔ اور اس سے ذرا فاصلے پر ہر جانب شاہی گارڈ کے پانچ ہزار بنرد آزما پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں جن میں زیادہ تر طرابلسی و بربری عرب ہیں ۔ خارویہ کے چہرے پر ایک امید و بیم کا اثر طاری ہے ۔ اور کہہ رہا ہے "کل سب کی قسمت کا حال کھل جائے گا ۔ میں ایک ہفتہ سے انتظار کر رہا تھا کہ آج بہائم صفت دشمنوں کا لشکر بھی آ گیا ۔ اور کل قسمت آزمائی کا دن ہے یا تخت نصیب ہوگا یا تختہ ۔ مگر خدا سے امید ہے کہ مجھی کو فتح نصیب ہوگی ۔ اس لیے کہ میں حق پر ہوں اور دشمنوں کا مقصد لوٹنا مارنا خونریزی کرنا اور ایک بے آزار مملکت کو تباہ کرنا ہے صبح تڑکے ادھر سے ہم چلیں گے اور ادھر سے وہ ۔ اور تڑکے ہی میدان کا زار گرم ہو جائے گا (شہزادی جولیانا کی طرف دیکھ کر) مگر شہزادی آپ مجھے ملول و حزین نظر آتی ہیں ۔ بیشک مجھ سے آپ کو ہمدردی ہے مگر پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں یہ آپ کا متردد چہرہ نہیں دیکھا جاتا (مسکرا کر) یہ نہ سمجھیے کہ میں نے یہ جملہ کسی ناجائز شوق میں کہا ہے ۔ میں

Marfat.com

تو عہد کر چکا ہوں کہ اب کبھی آپ کے سامنے اظہار شوق نہ کروں گا۔ اور اپنے اوپر فرض کر لیا ہے کہ اس لڑائی کے بعد ہی لے چل کر آپ کے شوہر سے ملا دوں گا۔ جن کی نسبت تحقیق سے معلوم ہو گیا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ افریقہ میں صحیح و سالم اور زندہ و سلامت موجود ہیں۔"

جولیانا: "اس نوازش و رحم کی شکر گزار ہوں۔

خارویہ: "مگر آپ خاموش کیوں ہیں؟ آپ خود ہی انصاف کریں کہ فقط آپ کے کہنے سے میں اپنے جان نثار زریق اور تمام شیروں کو فسطاط میں چھوڑ آیا۔ آپ نے کہا کہ اگر یہ شیر ساتھ رہیں گے تو میں نہ چلوں گی۔ مجھے خیال ہوا کہ جب تک آپ ساتھ نہ ہوں گی کسی کام میں میرا دل نہ لگے گا اور میری ہمت پست رہے گی۔ اسی خیال سے اپنی جان کے ان محافظوں کو وہیں چھوڑا اور آپ کو انیس صحبت بنا کے ساتھ لیا۔ اب آپ شگفتہ و بشاش نہ رہیں گی تو کیسے کام چلے گا؟"

جولیانا: (چہرے کو شگفتہ بنا کر) میں آپ سے نہایت خوش اور بشاش اور آپ کے رنج و غم کی شریک۔ مگر ہاں جب یہ خیال آتا ہے کہ کل لڑائی کا دن ہے۔ خدا جانے کون مارا جائے گا اور کون میدان سے زندہ بچ کے آئے گا تو پریشان ہونے لگتی ہوں۔ لیکن آپ کی فتح ہم سب لوگوں کی فتح اور آپ کی مضبوطی ہم سب لوگوں کی مضبوطی ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ میرے کہنے سے آپ شیروں کو نہیں لائے تو میرے حال پر بڑا بھاری احسان کیا۔ میں دل سے چاہتی تھی کہ اس لڑائی میں آپ کے ساتھ جاؤں۔ میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے پہلو بہ پہلو رہوں۔ بہادروں کی بہادری۔ جانبازوں کی جانبازی اور دشمنوں کی شکست و تباہی کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ مگر زریق کے خوف سے دل ہمت ہار دیتا تھا۔ آپ نے میرا کہنا مان کے مجھے سرفراز کیا۔ اور میرے دل کی تمنا پوری کر دی۔"

خارویہ: "تو پھر مجھے کسی بات کا خوف نہیں۔ لڑائی میں آپ میرے ساتھ ہوں تو انشاءاللہ میں سب مشکلوں پر غالب آ جاؤں گا۔ اور ہاں اپنی وفادار مصاحبہ قہرانہ کو بھی لیتی آئیں جس کے لانے کی آپ نے شرط لگائی تھی۔

Marfat.com

جولیانا: "جی ہاں وہ میرے ساتھ ہیں اور کل میدان جنگ میں وہ بھی میرے ہمراہ رہیں گی۔"

خارویہ: آپ نے بہت اچھا کیا کہ اسے ساتھ لے لیا۔ ایک زمانے میں وہ میری محبوبہ تھی مگر بعض اوقات اس سے ایسی درشتی مزاجی ظاہر ہوتی ہے کہ مجھے اس سے نفرت سی ہوگئی شاید میری اس بے التفاتی ہی کے باعث وہ ادھر کئی سال سے اکثر ملول نظر آیا کرتی تھی۔ چنانچہ اس کا ملال دور کرنے کے لیے میں نے اس کو آپ کی مصاحبت میں دے دیا کہ آپ کا دل اس سے بہلے اور اس کے دل کا ملال آپ کی صحبت سے دور ہو۔ اور آپ کی شفقت و عنایت اس کے دل سے میری بے پروائی و بے توجہی کے صدمے کو بھلا دے۔ اس موقع پر یہ دیکھ کر مجھے بڑا اطمینان ہوا کہ آپ اس سے خوش ہیں اور وہ آپ سے خوش ہے۔ اور آپ دونوں کی خوشی دیکھ کر مجھے بھی خوشی ہوئی۔"

جولیانا: "وہ بڑے مضبوط دل کی عورت ہیں اور کہتی ہیں کہ لڑائی میں ہر موقع پر اور ہر حال میں میری سینہ سپر رہیں گی۔"

خارویہ: "اس سے مجھ کو اور اطمینان ہوگیا۔ اب مجھے کل کی لڑائی کے متعلق بہت سے انتظامات کرنا ہیں۔ لہٰذا شہزادی اگرچہ جی نہیں چاہتا کہ آپ سے جدا ہوں مگر افسوس مجبور ہوں۔ اب آپ جا کے آرام فرمائیں اور کل تڑکے اٹھ کر میدان میں چلنے کے لیے تیار ہو جائیں۔"

یہ سنتے ہی جولیانا اٹھ کر پاس کے خیمے میں گئی۔ اور خارویہ حرم کے سرخ خیمے سے نکل کر اپنے دربار کے خیمے میں آیا۔ تمام افسران منتظر ہی بیٹھے تھے فوراً یہ انتظامات شروع ہو گئے کہ لشکر مصر میں کون میمنہ کا کون میسرہ کا کون مقدمۃ الجیش کا کون قدام کا اور کون خلف یعنی عقب کی فوج کا سردار ہو۔ قلب کی سرداری خود خارویہ نے اپنے ذمے لی۔ اور اس پر غور ہونے لگا کہ لڑائی کیونکر اور کس طرف سے شروع کی جائے اور سب سے پہلے کون حملہ کرے۔

ان سب باتوں کا فیصلہ کر کے خارویہ خواب کے خیمے میں گیا۔ ساری رات لشکر میں تیاری جنگ کے لیے ایک شور بپا رہا۔ اور بہت کم لوگ تھے جن کی ایک

Marfat.com

گھڑی کو بھی آنکھ لگی ہو۔

آخر سفیدۂ صبح نمودار ہوا۔ پابند دین سپاہیوں نے اپنے اپنے حلقوں میں جماعت سے نماز ادا کی۔ ہر طرف سے تکبیروں کے نعرے بلند ہوئے کہ لوگ تیار ہو کر اپنے جھنڈوں کے نیچے صف بستہ ہو جائیں۔ لشکر کے مرتب ہوتے ہی کوچ کا طبل بجا۔ اور فوج کے تمام حصے اپنی اپنی ترتیب سے روانہ ہوئے۔ تین میل گئے ہوں گے کہ مشرق سے آفتاب کی روشن کرنیں نمودار ہوئیں اور انہیں کے نیچے دشمنوں کا لشکر دکھائی دیا جس میں سیاہ علم خلافت عباسی کے دامن میں نیزوں کی نوکیں اور تلواریں بے شمار تاروں اور ہلالوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ دونوں لشکر اور قریب ہوئے اور جب درمیان میں ایک میل کی مسافت باقی رہ گئی تو دونوں حریف لشکر دم لینے اور سنبھل کر حملہ کرنے کے لیے چند منٹ کو ٹھہر گئے۔

اب ترکی باغر اور اس کے پانچ رفیق بادرفتار ترکی گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے مصری صفوں کے قریب آئے۔ اور باغر نے یہ آواز بلند کہا۔ خاردیہ اتمام حجت کے طور پر پھر تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ابن مبرد اور جمیل کے قاتلوں کو حاضر کرو۔ یہ نہیں ہو سکتا تو اپنا سارا خزانہ ہمارے حوالے کر دو۔ اور تین دن کے لیے ہمیں شام و فلسطین و مصر کے لوٹنے کا موقع دو اگر یہ دو باتیں بھی نہیں منظور ہیں تو عساکر خلافت کے اسلحہ سے قتل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

اس کا جواب خاردیہ نے بڑھ کر دیا کہ میں نے جو تمہاری جان بچا دی اور اپنے بہادر شیر زریق کا لقمہ نہیں بنایا اس کا معاوضہ تم ناسپاس لوگوں سے یہی ہے۔ تم بدعہد ظالم اور ناسپاس ہو۔ لہٰذا خدا بھی تم کو چھوڑ کر ہم مصریوں کا ساتھ دے گا جو حق پر ہیں اور اپنی جان و آبرو کے لیے لڑنا چاہتے ہیں۔ بس اب زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں۔ میدان جنگ تصفیہ کر دے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ اپنے لشکر میں واپس آ جاؤ اور تمہارے پیچھے پیچھے ہم بھی آتے ہیں۔" یہ کہتے ہی خاردیہ تکبیر کا ایک زبردست نعرہ بلند کر کے بڑھا۔ اور اس کے ساتھ لشکر مصر نا دق و قرنا اور طبل و جلاجل بجاتا ہوا چلا۔

باغر نے فوراً بھاگ کے اپنے لشکر کو حکم دیا اور دونوں جانب سے حملہ ہو گیا دونوں لشکروں کی پکڑ بہت ہی زبردست تھی معلوم ہوا کہ دو متلاطم سمندر ایک دوسرے

Marfat.com

سے ٹکرائے اور موجیں ٹکرانے کے بعد منتشر ہو کر ایک دوسرے میں مل گئیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ لڑائی ہوئی ہو گی کہ ابوالحوقل مصری جھنڈے کو ہوا میں اڑاتا ہوا لشکر بغداد سے نکل کر مصریوں کی طرف چلا اور اس کے ساتھ آدھے سے زیادہ ترکی لشکر تھا جو دم بھر میں خارویہ کے علم کے نیچے پہنچ گیا اور جب ان لوگوں نے اور مصریوں کے ساتھ مل کر باغز اور وصیف کے لشکر پر زور و شور سے حملہ کیا تو بغداد کے لشکر کی عجیب حالت ہو گئی۔ بعض لوگ بھاگ گئے۔ بعض چلے کہ اپنے رفیقوں کا ساتھ دیں جو مصریوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ بعض کمال اضطراب کے ساتھ اپنے دونوں سپہ سالاروں کی طرف دوڑے دونوں سپہ سالاروں باغز و وصیف کی یہ حالت تھی کہ مبہوت و حیران کھڑے اپنے لشکر کا تماشا دیکھ رہے تھے مگر اس کی بھی زیادہ مہلت نہ ملی۔ مصری لشکر جس میں خود ان کے بہت سے نامور بہادران ترک شریک تھے یکا یک ان کے سر پر آ پہنچا۔ اور ان کے قدم کو بھی لغزش ہوئی۔ چنانچہ اپنی جان بچانے کے لیے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ " افسوس! ابوالحوقل نے دغا دی "۔ آخر باقی ماندہ لشکر بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ مصریوں کے سواروں نے تعاقب میں ہزاروں مفرورین کو قتل کیا اور پیدل فوج نے کمال اطمینان کے ساتھ اہلِ بغداد کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔

جس وقت خارویہ باغز و وصیف کے پرتکلف شاہانہ خیموں اور ان کے ساز و سامان کو دیکھ رہا تھا شہزادی جولیانا اور اس کی انیسہ و رفیقہ قہرمانہ بھی اس کے ساتھ تھیں۔ شہزادی عزیزۂ مصر نے بہت سی چیزوں کو پہچانا جن کو ابن مبرد اس کے محل سے لوٹ کر لے گیا تھا۔ اس خیال پر جولیانا کو بڑی عبرت ہوئی کہ کبھی یہ سامان حشمت میرے قصر میں تھا۔ ابن مبرد جو لوٹ کے لایا تھا بغیر اس کے کہ اس سے تمتع حاصل کرے مارا گیا۔ اور یہ چیزیں ان ترک سرداروں کے گھر میں پہنچیں اب آج ان کے خیموں میں ان چیزوں کو مصری لوٹ رہے ہیں اور باغز و وصیف خدا جانے مارے گئے یا زندہ ہیں۔ اس خیال پر اس کی نرگسیں آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ جن کو خارویہ نے دیکھ لیا اور قریب آ کے شہزادی کو کہا " یہ خوش ہونے کا وقت ہے نہ کہ رونے کا "۔

جولیانا: " بے شک یہ خوش ہونے کا وقت ہے۔ مگر حد سے گزری ہوئی خوشی بھی آنکھوں

Marfat.com

سے آنسو ٹپک پڑا کرتے ہیں۔ بعد ازاں شہزادی نے وہ چیزیں خارویہ کو دکھائیں اور ان کی عبرت ناک تاریخ بیان کی۔ خارویہ کو بھی اس پر تعجب ہوا اور کہا اچھا چلیے۔ دیکھیں کہ آپ کے قصر کی کتنی چیزیں ان خیموں میں ہیں۔" اب شہزادی نے خارویہ کے ساتھ پھر پھر کے امرائے ترک کے تمام خیموں کو دیکھا تو بہت سی چیزیں مل گئیں فقط چند چیزیں رہ گئیں جنکا پتہ نہ لگا۔"

اس لڑائی نے زیادہ طول نہیں کھینچا۔ طلوع آفتاب کے وقت شروع ہوئی تھی اور پہر دن چڑھے فیصلہ ہو گیا۔ اس لیے کہ ابوالحوقل کی سازش نے بغداد کی قوت کو دم بھر میں تباہ کر دیا۔ بڑے بڑے بہادران ترک اور وصیف و باغر کے بھروسے کے سردار حاکم مصر کے طرف دار ہو گئے۔ اور خارویہ دشمنوں کے خیموں کا معائنہ کر کے مفتوح لشکر گاہ سے نکلا ہی تھا کہ اس ترکی لشکر نے جو اپنے مالکوں کو چھوڑ کے ادھر آ گیا تھا سامنے آ کے فوجی آداب سے سلام کیا اور اپنے تمام علم جھکا کر اس کے قدموں پر ڈال دیے۔ خارویہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا" وصیف و باغر کو تم سے شکایت ہو گی اور تمہیں بُرا کہتے ہوں گے۔ مگر میں تمہاری نیکی و حق شناسی کی داد دیتا ہوں۔ تم نے حق کا ساتھ دیا۔ اور اس راہ کو اختیار کیا جس میں خدا کی مخلوق کی فلاح و بہبود ہے۔ اپنے بے اصول و بے رحم آقاؤں کے ساتھ فتح حاصل کرنے میں تمہیں قتل و غارت اور خونریزی اور مردم کشی سے تھوڑی بہت دولت ضرور مل جاتی۔ اور اب تم کو اپنی حق پژوہی۔ راست بازی اور ہمدردی انسانی کا نہایت اچھا صلہ ملے گا۔ جو تمہارے حوصلے سے زیادہ ہو گا۔"

ایک افسر: "خدا امیر کی عمر و دولت میں برکت دے۔ حضور کی عدالت گستری فیاضی اور نیک نفسی ہی کی تعریف سُن کر ہم نے اپنے آپ کو حضور کی غلامی میں دے دیا۔"

خارویہ: "اور امید ہے کہ تم مجھے اچھا اور رحم دل آقا پاؤ گے۔ اب جلو میں اپنے پڑاؤ میں چل کے دربار کروں گا۔ اور اسی دربار میں تم کو اپنے اس حق پرستی کے منصفانہ طرزِ عمل کا انعام ملے گا۔"

بعض سرداروں نے چاہا کہ بڑھ کے نذریں پیش کریں مگر خارویہ نے اس سے روکا اور کہا وہیں دربار میں نذریں لی جائیں گی۔"

Marfat.com

اب اپنے مصری اور عظیم الشان ترکی لشکر کے ساتھ خارویہ اپنے پڑاؤ میں گیا خیمہ کے آگے ایک وسیع شامیانے کے نیچے اس نے دربار کیا۔ دربار میں بھی شہزادی عزیزۂ مصر رخ گلگوں پر نقاب ڈالے خارویہ کے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کی ہمدم و ہمراز قہرمانہ اس کے پیچھے کھڑی تھی۔ شہزادی اگرچہ اس وقت تک خارویہ کے ساتھ ساتھ رہی تھی اخلاقی طور پر مسکرا کر اس سے کہا "سب سے پہلے اس بے نظیر فتح پر میں آپ کو مبارک باد دیتی ہوں"۔

خارویہ: "آپ ہی کی مبارک باد اصلی مبارکباد ہے۔ اس لیے کہ میری سچی عزت وہ ہے جو آپ کے دل میں قائم ہو۔ اور جس طرح خدا نے مجھے یہ فتح اپنے بدخواہ دشمنوں پر دی ہے اسی طرح ایک نمایاں فتح آپ کے بے مہر دل پر بھی عطا کرے تو میں سمجھوں کہ واقعی خوش نصیب اور کامیاب ہوں"۔

جولیانا: "یہ جملہ آپ کے عہد کے خلاف ہے۔ اور ایسی باتوں کا یہ موقع نہیں ہے"۔

اب لشکر والوں میں سب سے پہلے ابوالحوقل نے آ کے اپنی پگڑی اور تلوار خارویہ کے قدموں پر ڈال دی اور کہا "الحمدللہ کہ خدا نے مجھے سرخرو کیا"۔

جولیانا: (بے اختیارانہ جوش مسرت کے ساتھ کھڑے ہو کر) "کیا تم میرے شوہر کو ڈھونڈھ لائے؟ آہ وہ کہاں ہیں۔ انہیں لاؤ کہ مجھ سے ملیں اور میرے برابر بیٹھیں"۔

ابوالحوقل: "شہزادی میں آپ سے نادم ہوں کہ باوجود بے انتہا جستجو کے ان کا کہیں پتہ نہیں لگا۔ مگر اس جستجو میں غلام نے حضور امیر کی ایک اور خدمت انجام دی جو ہمارے امیر و سلطان مصر کے لیے باعث اقبال مندی ہوئی۔ شہزادی آپ کی خدمت سے میں ابھی دست بردار نہیں ہوا۔ بلکہ پھر خلیفہ زادہ منصور کی تلاش میں جاؤں گا"۔

یہ کہہ کر اس نے سرداران ترک کو یکے بعد دیگرے خارویہ کے سامنے پیش کیا جو اُس کے نذریں دکھاتے تھے اور ابوالحوقل ان کے کارنامے بیان کرتا جاتا تھا۔ ان سرداروں کے بعد ترک سپاہی پیش ہونا شروع ہوئے جو جلد از جلد سلام کر کے واپس گئے۔ پھر مصری لشکر کے سرداروں نے بڑھ بڑھ کے مبارک باد دے دیں، نذریں پیش کیں اور اُن سے بھی فراغت ہو گئی۔

Marfat.com

اب خارویہ نے بیٹھے ہی بیٹھے کہا "میرے بہادر دوستو اور ہمدردو میں تمہاری اس بارور د کامیاب کوشش کا شکر گزار ہوں۔ میری فوج والے مصریو، عربو اور افریقہ و سوڈان والو۔ تم نے بہادری وفاداری اور مردانگی کا جوہر دکھا کے اپنے امیر اور اپنے ملک کو اپنا شکر گزار اور زیر بار احسان بنا لیا۔ اور اے میرے ترکی و تاتاری دوستو اور مہربانو۔ تم نے میری رفاقت کر کے ثابت کر دیا کہ تم حق کے طرف دار۔ نوع انسان کی بہبود کے خواستگار اور ملک و ملت کے سچے حامی و جان نثار ہو۔ تم سب کی کارگزاریوں کا میں ہمیشہ شکر گزار رہوں گا اور تم کو معلوم ہو جائے گا۔ اور ہمیشہ تمہارے دلوں پر نقش رہے گا کہ میں دلی شکر گزار اور سچا قدر دان ہوں۔ ہم سب جب فسطاط میں داخل ہوں گے تو سارا شہر خوشیاں منائے گا۔ اور اہل شہر کی طرف سے جو تمہاری شان و شوکت دعوت ہو گی اس سے انشاء اللہ تمہیں اپنی جانبازیوں کا اچھا اجر ملے گا۔ مگر میں انعام و اکرام کا آغاز یہیں سے کرتا ہوں اول تو میں سپہ گروں کی ماہواریں چوتھائی کی مقدار میں بڑھائے دیتا ہوں۔ ہر افسر کو ایک درجہ تک ترقی دیتا ہوں۔ اور جس کی ماتحتی میں جتنے سوار یا پیدل ہیں آئندہ ان کے دو گنے کر دیے جائیں گے علاوہ بریں میں حکم دیتا ہوں کہ مال غنیمت میں جس قدر دولت ہاتھ آئی ہے وہ سب کل ہی تم لوگوں میں حسب درجہ و مرتبہ تقسیم کر دی جائے"۔

ہر طرف سے جوش و مسرت کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور ہر شخص کی زبان پر تھا "امیر کا اقبال بلند" "دولت طولونیہ برقرار" "مصر و فسطاط کی عظمت قائم"۔ اس غلغلۂ مسرت میں خارویہ دربار سے اٹھ کر اپنے سرخ خیمے میں گیا۔ اور شہزادی عزیزۂ مصر اور قہرمانہ اپنے خیمے میں گئیں۔

اب دن کا آخری حصہ تھا۔ خارویہ نے وضو کر کے عصر کی نماز پڑھی۔ اور فوراً ابوالحوقل کو بلوا بھیجا جو اس انتظار میں شاہی خرگاہ کے دروازے ہی پر کھڑا ہوا تھا۔ یاد ہوتے ہی حاضر ہو کے آداب شاہی بجا لایا۔ اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ خارویہ نے ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر بٹھا لیا اور کہا "تم جس عزت کے مستحق ہو وہ دولت مصر کے خزانے اور اس کی قوت سے باہر ہے۔ تم نے حیرت انگیز کارگزاری دکھائی اور روہ اس کو میری جورو بننے پر راضی کر دو۔

Marfat.com

ابوالحوقل: "جس خیال سے میں نے حضور کو شہزادی پر جبر کرنے سے روکا تھا اب اس کا اندیشہ نہیں رہا۔ ترکوں کو شکست دینے کے بعد آپ کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔"
خارویہ: "مگر تمہیں نے کہا تھا کہ فسطاط کے لوگ دشمن ہو جائیں گے۔"
ابوالحوقل: "اس کا بے شک اندیشہ ہے۔ مگر یہاں مصر والے موجود نہیں۔ لہذا میری یہ رائے ہے کہ اس فتح کی خوشی میں آج ہی حضور خواہ برضا و رغبت خواہ بہ جبر و اکراہ اُن سے نکاح کر لیں۔"
خارویہ: "وہ خوشی سے تو کسی طرح منظور نہ کریں گی۔"
ابوالحوقل: "نہ کریں۔ اب آپ کو اس کی مطلق پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔"
خارویہ: "مگر وہ تو ابھی تک اپنے شوہر کے ملنے کا انتظار کر رہی ہیں۔"
ابوالحوقل: "مگر اب یہ کارروائی کی جائے کہ میں حضور کے سامنے اُن سے کہہ دوں کہ اس وقت تک میں نے آپ کی دل شکنی کے خیال سے نہیں ظاہر کیا تھا۔ اصل میں آپ کے شوہر گرفتار ہو کے بغداد میں گئے اور سو مدت ہوئی کہ وصیف کے حکم سے قتل ہو گئے۔ پھر اسی کے بعد نکاح کا معاملہ چھیڑ دیا جائے اگر وہ قبول کریں تو فبہا ورنہ زبردستی حضور قاضی کو بلا کے نکاح پڑھا لیں۔"
خارویہ: "زبردستی! لوگ سنیں گے تو کیا کہیں گے؟"
ابوالحوقل: "یہاں اس زمانے میں لوگ جوش سرور سے ایسے مست ہو رہے ہیں کہ کوئی کچھ نہ کہے گا۔ رہے فسطاط والے۔ وہ یہاں موجود نہیں ہیں کہ شہزادی کی جنبہ داری میں بغاوت کریں۔ یہاں فقط فوج کے لوگ ہیں جو انعام ملنے کے شوق میں دنیا و مافیہا کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ حضور کی مہربانیوں اور فیاضیوں کا دم بھر رہا ہے۔ کسی کے دل میں بھی مخالفت کا خیال نہ آئے گا۔ اصل یہ ہے کہ اس سے بہتر موقع شہزادی کی ضد توڑنے کا نہیں ہو سکتا۔ اور جب آپ کی بیوی بن جائیں گی۔ اور چند روز تک یہاں آپ کے ساتھ رہ کے شاہی کام کیا جس سے تاریخ خالی ہے۔"
ابوالحوقل: "کام کرنے کو ہر شخص تیار ہو جاتا ہے بشرطیکہ کام لینے والا قدردان اور مہربان ہو۔ دراصل یہ حضور ہی کی ہمت افزائی اعانت و دستگیری اور سچی فلاح ملک

Marfat.com

کی برکت ہے۔ بغداد میں ترک سپاہیوں اور سرداروں کو میں نے دیکھا کہ تنخواہیں نہ ملنے سے فاقے کر رہے ہیں بدنظمی کے باعث ملک کی آمدنی بند ہو گئی ہے اور خزانہ خالی پڑا ہے۔ شہر کی رعایا کو لوٹ لوٹ کے ترک سپاہیوں کے قوت لایموت کا انتظام ہوتا ہے۔ اسی مصیبت سے نجات پانے کے لیے مصر پہ بے وجہ حملہ کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ میں نے جب دیکھا کہ وہ لوگ لالچ اور طمع کی ہوس میں کسی طرح ارادہ جنگ سے باز ہی نہیں آتے تو ماتحت سرداران ترک کی دعوتیں کر کے میں نے ان سے دوستی پیدا کرنا شروع کی۔ اور چند ہی روز میں نظر آ گیا کہ روپیہ پیسہ کے ذریعے سے وہ بہ آسانی دوست اور طرف دار بنائے جا سکتے ہیں۔ پھر اسی طریقے سے میں نے باغر و وصیف کو بھی دوست بن کر اپنی طرف سے غافل کر دیا۔ اس کے بعد جب حضور نے کافی مقدار میں روپیہ بھیجنا شروع کیا تو میں نے ترکی لشکر کے ایک بہت بڑے حصے کو اپنا طرف دار بنا لیا جس کا ثمرہ آج مل گیا۔

خارویہ: ”افسوس کہ باغر اور وصیف دونوں بھاگ گئے۔ میں ان کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔

ابوالحوقل: ”لیکن اب یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور کو کسی قسم کا آزار پہنچا سکیں۔ ان کی ساری قوت پامال ہو گئی۔ اور اس قابل ہی نہیں رہے کہ کسی ملک پر حملہ کرنے کا نام لیں۔“

خارویہ: ”خیر یہ سب آرزوئیں پوری ہو گئیں۔ مگر افسوس شہزادی عزیزۂ مصر کی سرد مہری نے یہ سب کامیابیاں اور خوشیاں بے مزہ کر رکھی ہیں۔ میں نے دل پر بہت جبر کیا مگر اب نہیں ہو سکتا۔ تم اپنی تدبیر سے بغداد کی قوت عظیم پر غالب آ گئے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ جاہ و جلال اور شوکت و حشمت کا لطف اٹھائیں گے تو نہ وہ مخالفت باقی رہے گی اور نہ اپنے اگلے شوہر کی یاد۔

خارویہ:

”مگر تمہیں بغداد میں منصور کے مارے جانے کی تصدیق بھی ہو گئی ہے؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ افریقہ میں زندہ موجود ہے۔“

ابوالحوقل: ”جھوٹے ہیں۔ اول تو میں نے بغداد میں یہی سنا کہ وہ مار ڈالا گیا اور اگر بالفرض کہیں زندہ موجود ہے بھی تو ہم گھڑی بھر میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں

Marfat.com

گے۔ حضور کو متردد ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔"

الغرض یہی مشورہ طے پا گیا۔ ابوالحوقل نماز مغرب ادا کرنے کے لیے باہر گیا اور خارویہ شہزادی کے لانے کے لیے ایک خواص کو بھیج کر نماز میں مصروف ہو گیا نماز پڑھ کے پوری ایک گھڑی بھی انتظار میں نہ گزری ہو گی کہ شہزادی عزیزۂ مصر اپنی خادمہ قہرمانہ کے ساتھ آ گئی۔ اور پوچھا "تیسرے پہر ہی کو تو میں آپ کے پاس سے گئی ہوں۔ کیا ضرورت پیش آ گئی کہ مجھے یاد فرمایا؟"

خارویہ: "ضرورت کچھ نہیں۔ فقط اس لیے کہ آج کے دن کی مسرت و شادمانی کی گھڑیاں آپ کے ساتھ بسر ہوں۔

جولیانا: "مجھے بھی آج خدا نے ایک ایسی اچھی خبر سنائی کہ اب میں بڑے اطمینان اور سچی خوشی کے ساتھ آپ کے جشن و طرب اور آپ کی خوشیوں میں شریک ہوں گی۔"

خارویہ: "وہ خوشخبری مجھے بھی سناؤ۔

جولیانا: "میں آپ کے پاس سے جیسے ہی گئی ایک دمشقیہ عورت نے آ کے کہا کہ میرے شوہر خیریت سے عسقلان میں آ گئے۔ لوگوں نے بڑے جوش و خروش سے ان کا استقبال کیا۔ اور جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ میں آپ کے ساتھ یہاں ہوں تو فوراً دمشق میں چلے آئے۔"

خارویہ: (چہرے کی پریشانی کو بکوشش مٹا کر) "تو وہ آپ سے ملے؟"

جولیانا: نہیں "ملے تو نہیں"۔ شاہزادی کی زبان سے یہی الفاظ نکلے تھے کہ ابوالحوقل جس کی کوئی روک ٹوک نہ تھی سامنے آ کر آداب شاہی بجا لایا۔ اور شہزادی نے اس کی صورت دیکھتے ہی خوشی کے لہجے میں کہا "ابوالحوقل اب تمہیں میرے شوہر کی تلاش میں دوبارہ سفر کرنا نہ پڑے گا وہ صحیح و سلامت موجود ہیں۔"

ابوالحوقل: کسی نے آپ کو دھوکا دیا ہو گا۔ میں بھی سن رہا تھا کہ وہ افریقہ میں موجود ہیں مگر میں نے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ وہ گرفتار ہو کر بغداد میں گئے اور عہدہ داران خلافت کے حکم سے قتل ہوئے۔"

خارویہ: "مگر شہزادی کو آج ہی خبر ملی کہ وہ افریقہ سے عسقلان میں اور عسقلان سے یہاں آ گئے۔ اگرچہ ابھی شہزادی سے ملے نہیں ہیں۔"

Marfat.com

ابوالحوقل: ''یقیناً! یہ فریب ہے۔ کوئی اور شخص منصور بن کر آپ کو فریب دینا چاہتا ہے۔''

جولیانا: (تعجب سے) آج صبح تک تو تم کو اُن کے حال کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور اُن کی تلاش میں دوسرا سفر کرنے والے تھے۔ اور اتنی دیر میں تحقیق ہو گیا کہ وہ اسیر ہو کر شید ہوئے؟''

ابوالحوقل: ''مجھے صبح کو بھی معلوم تھا۔ مگر فقط اس خیال سے کہ آپ کی دل شکنی ہو گی، نہیں کہا۔''

خاردیہ: ''اور یہاں موجود ہیں تو پھر آتے کیوں نہیں؟''

ابوالحوقل: ''مجھے بتایئے! اگر زندہ و سلامت موجود ہیں تو ان کو قدر و منزلت سے لے آؤں۔ اس سے بڑا خوشی کا کون سا وقت ہو سکتا ہے؟''

جولیانا: ''مجھے اُن کا پتہ معلوم نہیں۔ میں نے قہرمانہ سے سنا۔ یہ سن کر قہرمانہ جو ساتھ موجود تھی بولی۔ تھوڑی دیر ہوئی، دمشق کی ایک عورت نے آ کر بتایا کہ معزز رئیس منصور دمشق میں آ گئے ہیں۔ اور اُنہی نے مجھ کو اپنے آنے کی خبر دینے کو بھیجا ہے۔ بس! اتنا کہہ کے وہ چلی گئی۔''

خاردیہ: ''مگر اُن کا کچھ بھی پتہ بتایا تھا؟''

جولیانا: ''بالکل نہیں۔ وہ بتاتی بھی تو میں کیا سمجھتی؟ میں نہ دمشق کے محلوں کو جانتی ہوں اور نہ یہاں کے لوگوں کو اس کے بیان سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود ہی عنقریب آ کے ملیں گے۔''

ابوالحوقل: ''حضور! یہ بالکل غلط ہے۔ اگر وہ حضور کے خلاف سازشیں کرتا پھرتا ہے، یہ اسی کا فعل معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ حضور کے عیش میں خلل انداز ہوں۔ مگر خدا نے حضور کے آفتاب اقبال کو اس قدر بلند کر کے سارے عالم کو چمکا دیا کہ نہ وہاں تک ان کے فتنوں کی کمندیں پہنچ سکتی ہیں اور نہ آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے۔''

پھر اُس نے شہزادی کی طرف توجہ کی اور کہا۔ ''حضور شہزادی! آپ اب ایک بدنصیب و شکستہ حال عباسی خلیفہ زادے کی بیوی نہیں، بلکہ ملکہ عالم ہیں۔ اور آپ کا شوہر دنیا کا سب سے بڑا اقبال شخص ہے۔''

یہ الفاظ سنتے ہی جولیانا کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے اور طیش کے ساتھ غیظ و غضب کے لہجے میں بولی۔ ''مکار و خوشامدی بنیئے! ہوش میں آ اور اپنی حد سے نہ گزر۔''

ابوالحوقل: (مسکرا کر) ''میری نسبت جو کچھ اشارہ ہوا ہے، بجا ہے۔ میں ایسا ہی بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ ذلیل شخص تھا۔ حضور امیر فسطاط نے مجھے عزت دی اور اس قابل ہوا کہ حاکموں اور رئیسوں کے دربار میں حاضر ہوں۔ مگر شہزادی! میں آپ سے سچ کہتا ہوں کے آپ کے

Marfat.com

شوہر مدت ہوئی مر چکے۔ اور مُردوں کا قبر سے اُٹھ کر آنا غیر ممکن ہے۔"

جولیانا: (رقت کے لہجے میں) "تو میں زندگی بھر بیوہ رہوں گی؟"

ابوالحوقل: "بیوہ نہیں۔ آپ بادشاہ بیگم اور ملکہ جہاں ہیں۔ امیر خاردیہ آپ کے رُخ زیبا کے عاشق، آپ کے تیر نگہ کے گھائل، آپ کے خنجر مژگاں کے بسمل، آپ کی زلف گرہگیر کے اسیر اور آپ کی نرگس فتاں کے مفتون ہیں۔ اس شاہی محبت کی قدر کیجئے اور آج ہی عقد کر کے اُن کی فتح و نصرت کی خوشی کو دوبارہ فرمائیے۔ اور اُن کے دل کی مُردہ اُمیدوں کو زندہ کر دیجئے۔"

جولیانا حیرت سے ابوالحوقل کی صورت دیکھتی رہی اور خاموش تھی۔ مگر جیسے ہی اُس نے اپنے جملے ختم کئے، ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "کمبخت! ظالم! تو نے دل کو چاک چاک کر دیا۔ خدا کے لئے، بس کر! اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں ہے۔"

خاردیہ: "میرے دل کی مالک جولیانا! یہ میرے دل کے الفاظ ہیں جو ابوالحوقل کی زبان سے نکلے۔ اس وقت تک میں نے بہت ضبط کیا۔ اور اب خدا کی قسم! ضبط کی تاب نہیں ہے۔" یہ کہتے ہی اُس نے جولیانہ کا نازک ہاتھ پکڑ کے چاہا کہ اپنی آغوش میں کھینچ لے، مگر جولیانا اپنی بے بسی پر زار و قطار رونے لگی۔

جولیانا: "ایسا بے حیائی کا فخر و ناز تجھے اور تیرے بدکار آقا ہی کو مبارک رہے۔"

خاردیہ: "خدا کی قسم! میں بدکار و زانی نہیں ہوں۔ میں نکاح کر کے تم کو اپنی جان کی مالک ملکہ بنانا چاہتا ہوں۔ اور اس شوق کو پورا ہونے کے لئے آج سے بہتر کوئی دن نہیں ہو سکتا۔ (ابوالحوقل سے) قاضی دمشق کو بلاؤ! اسی وقت آ کر نکاح پڑھ دیں۔ تم ان کے صحیح دلی ہو۔ اس لئے کہ تمہارے ہی ذریعے سے یہ آئیں۔ اور گواہ دو افسرانِ فوج ہو جائیں گے۔"

قبل اس کے کہ جولیانا کچھ کہے سنے، ابوالحوقل اُٹھ گیا۔ خاردیہ نے فوراً جولیانا کے چہرے پر نقاب ڈال دی۔ اور دو منٹ بھی نہ ہوئے ہوں گے کہ قاضی اور گواہ آ موجود ہوئے، جو پہلے ہی بلا رکھے گئے تھے۔

اب جولیانا اپنی بے بسی و بے کسی پر زار و قطار رو رہی تھی۔ قاضی صاحب نے آتے ہی ایک مختصر خطبہ پڑھ کر ایجاب و قبول کر دیا۔ جولیانا کا رونا، رضامندی سمجھا گیا۔ رائس کے دلی ابوالحوقل نے ایجاب کی تصدیق کر دی۔ جس کے بعد قاضی صاحب نے مبارک باد کے عوض چند دُعائیہ کلمات قرات و ترتیل کے ساتھ پڑھے۔ اور سارے لشکر میں مبارک سلامت کا غل

Marfat.com

مچ گیا کہ آج کی فتح کے ساتھ ہی امیر خارویہ کی یہ تمنا بھی پوری ہوگئی کہ شہزادی جولیانا عزیزہ مصر کی دلہن بن گئی۔

قاضی اور گواہ انعام لے کر رخصت ہوئے اور دمشق کی چابک دست مشاطاؤں کو بلا کر حکم دیا کہ جولیانا کو دُلہن بنا کر امیر خارویہ کے حجلہ عروسی میں پہنچا دیں۔

جب یہاں تک نوبت پہنچی تو جولیانا کچھ سوچ کر خاموش ہوگئی۔ رونا یکایک موقوف ہوگیا اور وہ کمال متانت و استقلال کے ساتھ ہر مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نظر آتی تھی۔ قہرمانہ اُس کی انیس صحبت تھی۔ اور اُس کی زبان سے اگر کسی وقت کوئی اضطراب کا کلمہ نکل بھی جاتا تو فوراً دل دہی کی باتیں کر کے اُس کے خون شدہ دل کو تسلی دے دیتی۔

خارویہ حکم دیتے ہی اپنے سرخ خیمے میں جشن منانے لگا اور مشاطائیں، جولیانا کو خیمے میں اُٹھا کر لے گئیں۔ ادھر پری جمال و شوخ ادا ناچنے والیاں جن میں سے کچھ مصر سے لشکر کے ساتھ آئی تھیں اور کچھ دمشق سے بلوائی گئی تھیں، خارویہ کے سامنے مجرا کر رہی تھیں۔ نبیند کا جام دور میں تھا اور تمام ندیمان صحبت پر بے خودی کا عالم طاری ہوتا جاتا تھا۔ ہر طرف مبارکباد کا نغمہ بلند تھا۔ اور نبیند کے نشے سے زیادہ سب کے دلوں پر سرور و شادکامی کا نشہ چھایا ہوا تھا۔ اور شاہی جشن میں ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو شرکت کی عام اجازت تھی۔

اسی عیش و طرب میں آدھی رات سے زیادہ گزر گئی۔ گرد و پیش کا شور مبارکباد کم ہوتے ہوتے رات کے سناٹے میں غائب ہوگیا۔ امراء و معززین دربار جو شریک جشن تھے اور جن کی آنکھیں نیند کے خمار سے جھکی پڑتی تھیں، سب کو اپنے خیموں میں جا کر سونے کی اجازت عطا ہوئی۔ ابوالحوقل جو سب سے زیادہ مقرب بارگاہ تھا، فتح و نصرت اور عروسی اور وصل محبوبہ کی دوہری مبارکبادیں دے کر اپنے خیمے کو روانہ ہوا اور مشاطاؤں نے آ کر مژدہ سنایا کہ حجلہ عروسی سج گیا اور چاندسی دلہن بن سنور کر تیار ہوگئی۔ حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہے۔

یہ مژدۂ وصال سنتے ہی خبر لانے والوں کو خارویہ نے ہزاروں دینا انعام میں دیئے اور دل ہی دل میں خوش ہوتا اور اپنی خوش نصیبی پر ناز کرتا ہوا حجلہ عروسی میں داخل ہوا جو ہر طرف پھولوں، ریشم کے پھندنوں اور مقیش کی جھالروں سے آراستہ تھا۔ زمین پر اطلس کا فرش تھا۔ زربفت کے پردے چاروں طرف لٹک رہے تھے۔ درمیان میں ایک اعلیٰ درجے کا نفیس پلنگ تھا جس پر گلاس دار غوان کے پھولوں اور بیلے، چنبیلی کے ہاروں کا شامیانہ، زرد رومی مخمل کی توشک پر ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا عدیم المثال ایرانی قالین جو تہا گیا ہوا بچھا تھا۔ اور اس پر

Marfat.com

زاہد و فریبِ عروسی مہ پارہ شرم سے گردن جھکائے بیٹھی تھی۔ اندر قدم رکھتے ہی پھولوں کی مہک اور عطروں کی لپیٹ سے خارویہ کا دماغ معطر ہو گیا اور مرصع زیور کے الماس و یاقوت کی شعاعوں سے نگاہ خیرہ ہو گئی۔ یہ معلوم ہوا کہ سورج کی شعاعوں اور نورانیت کی آغوش میں فردوس بریں کی ایک حور آ کے بیٹھ گئی۔

نوجوان والی مصر جا کے قالین پر دلہن کے برابر بیٹھ گیا اور کہا۔ ''میری مہ جبیں محبوبہ جولیانا! حجلہ عروسی کی زیب و زینت اور شب وصال کی زندگی بخش مسرت نے اگرچہ شرم و حجاب کو پیدا کر دیا ہے۔ مگر ہم تم نئے نہیں ہیں۔ تم وہی روز کی ملنے والی محبوبہ شیریں ادا ہو۔ اور میں وہی تمہارا عاشق شیدا ہوں۔ شرم کو دُور کرو۔ منہ کھولو، ہنسو بولو۔ اور اس خوش نصیبی کی رات کو اُلفت و محبت کی باتوں میں صرف کر دو۔''

بار بار اس قسم کی باتیں کرنے اور قسم دلا دلا کر اصرار کرنے پر بھی دلہن نے منہ نہ کھولا اور بات نہ کی تو خارویہ نے تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی خوشامد کے بعد دست درازی شروع کی۔ خارویہ کی اس درجہ بے باکی دیکھ کر دلہن اسی طرح منہ چھپائے ہوئے قالین پر لیٹ گئی۔ خارویہ نے ہنس کر کہا۔ ''معلوم ہوتا ہے آج تم نے بات کرنے کی قسم کھا لی ہے۔'' اور دلہن کے برابر خود بھی لیٹ کر اُس سے لپٹنے لگا۔

اب یکایک دلہن نے حرکت کی۔ وہ خود آغوش شوق کھول کر لپٹی۔ لپٹتے ہی اُس کے اُوپر آ گئی اور ساتھ ہی پہلو سے ایک خنجر نکال کر خارویہ کے سینے میں پیوست کر دیا۔ خارویہ نے ایک چیخ ماری۔ مگر بنی سنوری دلہن کے دوسرے ہاتھ نے منہ بند کر کے اُس چیخ کو منہ کے اندر ہی ختم کر دیا، ساتھ ہی خنجر کو جو ایک ہی وار میں دل کے اندر پیوست ہو گیا تھا، اس طرح زور سے گھنگھولا کہ خارویہ بغیر تڑپے ٹھنڈا ہو گیا۔

حجلہ عروسی کے باہر کسی کو خبر نہ تھی۔ سب اپنے فاتح حکمران کے عیش پر خوشیاں منا رہے تھے۔ مگر یہاں اب بہادر قاتل دلہن آہستہ سے اُٹھی۔ سارا زیور اُتار کر لاش کے برابر رکھ دیا۔ لباس عروسی کو بھی وہیں ڈالا۔ شاہی غلاموں کی وردی کا ایک جوڑا جو پلنگ کے نیچے پڑا ہوا تھا، جھٹ پٹ پہنا اور باہر نکلی تو قریب ہی اُس کو اُسی وضع کا ایک اور غلام ملا جس نے اُس کی صورت دیکھتے ہی پوچھا۔ ''کام پورا ہو گیا؟''

مرد نما دلہن: ''ہاں! پورا ہو گیا۔''

نوجوان: ''بڑا کام کیا اور اس خدمت کو تم نے نہایت خوبی سے انجام دیا۔''

Marfat.com

دلہن: ''شہزادی لوگ غافل ہیں۔ غالباً صبح سے پہلے کسی کو خبر نہ ہو۔ مگر ہمیں فوراً بھاگنا چاہئے۔ خیریت کے ساتھ اپنے آقا منصور کے پاس پہنچ جائیں تو اطمینان ہو۔''

دونوں نوجوان فوراً پھرتی اور آہستگی کے ساتھ قدم بڑھاتے ہوئے چلے۔ خواجہ سرا اور شاہی گارڈ کے اکثر لوگ غافل تھے۔ اور جو ہوشیار تھے، سمجھے کہ امیر خارویہ کے خواصی کے غلام ہیں۔ دونوں نوجوان ان میں سے گزر کر پڑاؤ کے مغربی کنارے پر پہنچے، جہاں ایک معزز شکل وشمائل کا شخص انتظار میں کھڑا تھا۔ وہ فوراً دونوں کو فوج سے دُور ہٹا لے گیا اور ٹھہر کے اُس نوجوان سے جو دلہن کو حجلہ عروسی سے باہر ملا تھا، لپٹ گیا۔ دیر تک روتا رہا۔ پھر آنسو پونچھ کر پوچھا۔ ''میری نازنین عزیزۂ مصر! بتاؤ، ظالم کو جہنم میں پہنچا آئیں؟''

عزیزۂ مصر: (اس لئے کہ یہ وہی ہیروئن جولیانا ہے جو مصری غلاموں کے بھیس میں ہے)
''ہاں وہ دوزخ میں پہنچ گیا۔ مگر مجھ سے کچھ نہ ہو سکتا۔ جو کچھ کیا، میری مہربان قہرمانہ نے کیا۔ سب سے پہلے تو اُنہوں نے یہ بڑا کام کیا کہ دمشق کی ناواقف مشاطاؤں کو یہ باور کرا دیا کہ جولیانا میں نہیں، یہ ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے انہی کو دلہن بنا کر اور بنا سنوار کے حجلہ عروسی میں بٹھا دیا، جس کو میں اپنی قتل گاہ سمجھی ہوئی تھی۔ انہی نے خدا جانے کس تدبیر سے مصری غلاموں کے دو جوڑے منگوا لئے، جن میں سے ایک مجھے دیا کہ پہن لوں۔ اور دوسرا اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا، اس کو خود ہی بتائیں گے۔ اس لئے کہ میں باہر چھپی کھڑی تھی۔''

منصور: ''وہ جوڑے تو میں نے بڑی مشکل سے فراہم کر کے اُس عورت کے ہاتھ جس نے تم کو میرے آنے کی خبر دی تھی، بھیج دیئے تھے۔ مگر اُن کو تم ہی نے تو مانگ بھیجا تھا''

جولیانا: ''میں نے تو نہیں منگوائے تھے۔''

قہرمانہ: ''عام شاہی جشن طرب میں مجھے وہ ناچ دیکھتی نظر آئی۔ میں نے اُس کو شہزادی کی طرف سے آپ کے پاس بھیجا کہ دو غلاموں کے جوڑے لے آئے۔ میں نے خیال کیا کہ بغیر اُن کپڑوں کے ہم نہ بھاگ سکیں گے۔''

منصور: ''اور وہ قالین بھی نیچے بچھا لیا تھا جس کو میں نے بھیجا تھا؟''

قہرمانہ: ''جی ہاں! میں نے پلنگ کے اُوپر توشک پر اس کو چوتہا کر کے بچھوا دیا تھا۔ اور اسی میں سارا خون جذب ہوا۔

منصور: ''بس! میں یہی چاہتا تھا۔ آج اس قالین کا معاوضہ مجھے مل گیا۔ اسی ضرورت سے میں اس کو مصر سے ساتھ لے کر بھاگا تھا۔''

Marfat.com

اب قہرمانہ نے جو ابھی تک غلاموں کے بھیس میں تھی، ساری سرگزشت بیان کی اور کہا۔
''خارویہ نے مرتے وقت ایک چیخ ماری، مگر تھوڑی ہی آواز نکلی تھی کہ میں نے منہ بند کر دیا اور کسی کو خبر نہ ہو سکی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔''

جولیانا: ''تمہی تھیں کہ ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ میرا تو ہاتھ کانپ جاتا۔''

قہرمانہ: ''میرے دل میں جو بغض بھرا ہوا تھا، اس سے اتنا بھی نہ ہوتا؟ اس کے علاوہ بیوی آپ کی محبت نے مجھ میں قوت اور شجاعت پیدا کر دی۔ ورنہ بھلا یہ کام میرے کرنے کا تھا؟''

جولیانا: ''غنیمت یہ ہوا کہ زریق نہ تھا جو رات بھر اُس کے بچھونے کے گرد پہرہ دیا کرتا تھا۔''

قہرمانہ: ''وہ ہوتا تو پھر کوئی بات نہ بن پڑتی۔ آپ نے کیا یہی سوچ کر اس شیر کے لانے سے روک دیا تھا؟''

جولیانا: ''اس وقت تو یہ خیال نہ تھا۔ مگر اتفاق سے یہ بات ہوگئی جس میں خدا کی بڑی مصلحت تھی۔

منصور: ''خیر! میں بڑا خوش نصیب ہوں کہ اتنی مدت کے بعد اتنے بڑے شقی القلب ظالم کے پنجے سے چھوٹ کر مجھے میری محبوبہ مل گئی۔ اور جولیانا! تم مل گئیں تو سب دولتیں اور نعمتیں مل گئیں۔

جولیانا: ''اب آپ اسی وقت دمشق بھاگ چلیں۔ صبح ہوتے ہی بڑا ہنگامہ مچ جائے گا اور ہم یہاں ہوئے تو پکڑ لئے جائیں گے۔''

منصور: ''لیکن ابھی مجھے ایک بات کا انتظار ہے۔ جن لوگوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجنے کے لئے غلاموں کے جوڑے فراہم کر دیئے تھے، جب تک وہ نہ آجائیں ٹھہرنا ضروری ہے۔''

جولیانا: ''وہ کون لوگ ہیں؟''

منصور: ''ذرا صبر کرو! ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔''

اب یہ سب لوگ مصری پڑاؤ سے الگ ہو کر ایک بڑی چٹان کی آڑ میں خاموش بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کچھ آہٹ ہوئی۔ منصور نے اُٹھ کر دیکھا تو چھ آدمی نظر آئے۔ منصور نے ذرا بلند آواز میں کہا۔ ''انتقام'' ساتھ ہی اُن لوگوں نے بھی یہی لفظ زبان سے دہرایا اور جھپٹ کر قریب آگئے تو منصور نے پوچھا۔ ''کہئے! انتقام پورا ہوا؟''

ایک شخص: ''ہاں! ابوالحوقل کو جب کہ وہ غارویہ کے خیمے سے نکل کے جا رہا تھا، ہم نے

Marfat.com

جھرمٹ کرلیا۔ پھر فوراً ہم میں سے ایک نے اُس کو زمین پر گرایا۔ دوسرے نے اُس کا منہ بند کیا کہ آواز نہ نکلے۔ اور رفیقوں نے ہاتھ پاؤں پکڑ لئے کہ تڑپنے نہ پائے۔ ابوالہول نے اُوپر سوار ہو کر پہلے سینہ چاک کیا، پھر سر کاٹ کے الگ کر دیا۔ بعدازاں ہم نے نہایت ہی خاموشی کے ساتھ اُس کی لاش کو لے جا کر وہاں ڈال دیا جہاں لڑائی کے مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔''

منصور: ''بڑا کام کیا۔ ایسی خاموشی و ہوشیاری کے ساتھ اتنے بڑے لشکر کے اندر ایسے عظیم الشان کام کو انجام دینا آسان نہ تھا۔''

قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ وہی ابوالہول اور ابن شمسون کے گروہ والے ہیں جو یہ عہد کر کے مصر سے چلے تھے کہ ابوالحوقل کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ ابوالہول نے منصور کے جواب میں کہا۔ ''اس احتیاط کی ضرورت تھی۔ اگر کوئی بھی دیکھ لیتا تو غل مچا دیتا اور سارے لشکر میں ہنگامہ مچ جاتا اور ہماری شہزادی کو اپنے کام میں دُشواری پیش آتی۔ خدا جانے اُنہیں بھی ظالم سے انتقام لینے کا موقع ملا یا نہیں؟''

منصور: ''موقع ملا اور پوری کامیابی کے ساتھ۔ خارویہ اپنے حجلہ عروسی میں مرا پڑا ہے۔ اور شہزادی اور اُن کی رفیق قہرمانہ یہاں موجود ہیں۔'' دونوں عورتوں نے فوراً منہ، نقاب میں چھپا لئے اور منصور نے اُن سب کو لا کر شہزادی کے سامنے کھڑا کر دیا۔

اُن کو سامنے دیکھ کر شہزادی نے کہا۔ ''بہادر ابوالہول! ابن شمسون! اور ان کے رفیقو! میں تمہاری نہایت شکر گزار ہوں کہ تم نے میری ہمدردی کی۔ میرے شوہر کو ڈھونڈ لائے اور اپنے پاک مقصد میں کامیاب ہوئے۔''

اب تمام بہادر شہزادی کے قدم چومنے کو جھکے۔ اور ابوالہول نے اُٹھ کر کہا۔ ''مگر تعجب ہے کہ ابھی تک کسی کو خارویہ کے قتل کی خبر نہیں ہوئی۔''

قہرمانہ: (مسکرا کر) ''صبح سے پہلے کوئی ان کے عیش میں خلل انداز نہ ہوگا۔''

شہزادی: ''اب انہیں اسی نیند میں سوتا چھوڑ کر ہم دمشق بھاگ چلیں۔''

ابوالہول: ''دمشق میں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم اس وقت مصر کا راستہ لیں اور وہاں کے لوگوں کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیں۔''

الغرض صبح سے پہلے ہی چھوٹی سی جماعت چل پڑی اور فسطاط میں داخل ہوتے ہی شہزادی نے ایک عام دربار کیا اور مجمع عام کے سامنے خود اپنی زبان سے یہ الفاظ کہے۔

Marfat.com

''فسطاط کے لوگو! تم نے ہر موقع پر میرے ساتھ جو ہمدردی کی اور تمہیں جو سچی محبت میرے اور میرے خاندان کے ساتھ ہے، اس کا میں نہایت ہی خلوص اور جوش دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔'' پھر تمام حالات کا انکشاف کر کے اُس نے کہا۔ ''میں تمہاری ہی محبت اور ہمدردی کی اُمید پر یہاں آئی ہوں۔ اگر تم لوگ میرا ساتھ دینے کو تیار ہو تو یہاں رہوں، ورنہ اپنے شوہر کے ساتھ افریقہ چلی جاؤں۔''

سب نے با آواز بلند ہو کر کہا۔ ''آپ یہیں رہیں۔ اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔''

اس باہمی اطمینان پر دربار ختم ہوا اور اسی ہفتہ میں معلوم ہوا کہ لشکر گاہ دمشق میں جب صبح کو حجلہ عروسی کے اندر خارویہ کی لاش ملی تو سارے لشکر میں کہرام مچ گیا۔ پھر جب فرمانروائے مصر کی لاش خاص اُس قالین پر ملی جس نے خلیفہ بغداد المستفر باللہ کی زندگی بے مزہ کر دی تھی تو تمام لوگ حیران رہ گئے۔ اور سب کی رائے قرار پائی کہ ابوالحوقل کی معرفت وہ قالین بغداد میں بھیج دیا جائے۔ مگر ابوالحوقل کے عوض اُس کی لاش میدان سے آئی۔ آخر سب نے دونوں لاشیں دُھوم دھام سے لا کر دمشق میں دفن کیں وہیں کے قصر امارت میں خارویہ کے بیٹے ابوالعساکر کو اُس کا جانشین بنایا اور عمر بادشاہ کو ساتھ لئے ہوئے بڑے کروفر سے فسطاط میں رہے ہیں۔ ہنوز یہ لوگ جبل مقطم کے اُسی طرف تھے کہ فسطاط والوں کی طرف سے پیغام گ کہ آپ کو یہاں آ کر حکومت کرنا ہے تو اس شرط سے آئیے! کہ شہزادی عزیزۂ مصر اور اُن کے شوہر منصور کی اطاعت و نگرانی میں آپ حکومت کریں گے ورنہ ہم شہر میں نہ آنے دیں گے۔

ابوالعساکر اور اُس کے وزراء نے مجبوراً یہ شرط قبول کی۔ جس کے بعد حکومت مصر کا نیا د شروع ہو گیا جب کہ رعایا کے دلوں کی سچی مالک شہزادی عزیزۂ مصر جولیانا تھی، اُس کا س مال بھی مل گیا۔ اور دونوں میاں بیوی بے غل و غش زندگی بسر کر رہے تھے۔

(ختم شد)

Marfat.com

Marfat.com

ایک تاریخ — ایک ناول

صاحب طرز ادیب جناب اسلم راہی ایم۔ اے کا شاہکار ناول

ابلیکا

جس میں حضرت آدمؑ سے لیکر حضور نبی کریم ﷺ تک دنیا کی تاریخ پیش کی گئی ہے۔

اس کے بغیر آپ کی لائبریری نامکمل ہے۔

قیمت حصہ اول	250-00	ISBN 969-38-0501-9
قیمت حصہ دوم	250-00	ISBN 969-38-0189-X
قیمت حصہ سوم	250-00	ISBN 969-38-0196-6
قیمت حصہ چہارم	300-00	ISBN 969-38-0206-3
قیمت حصہ پنجم	300-00	ISBN 969-38-0247-0
قیمت حصہ ششم	300-00	ISBN 969-38-0266-7
قیمت حصہ ہفتم	300-00	ISBN 969-38-319-1

بڑا سائز، سفید کاغذ، مضبوط جلد، پانچ ہزار سے زائد صفحات۔

آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پرانی تاریخ — دیوتاؤں کے شہر بابل کی کہانی

جسے صاحب طرز ادیب جناب قمر اجنالوی نے 35 سال کی طویل ریسرچ کے بعد قلمبند کیا۔

چاہ بابل — قمر اجنالوی

دنیا کی سب سے بڑی داستان محبت، جو ایک سراپا جمال عورت اور ایک سراپا عشق نوجوان کے ٹکراؤ سے پیدا ہوئی۔ چاہ بابل تاریخی ناولوں کے ذخیرے میں ایک بہت روشن اور اہم اضافہ ہے۔

بڑا سائز، 800 صفحات، قیمت 400 روپے

ایک عظیم ناول ○ ایک عظیم تاریخ

فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی

الماس ایم۔ اے کے قلم سے — اردو زبان کا سب سے زیادہ ضخیم، دلچسپ، معلوماتی و اسلامی ناول

بڑا سائز، خوبصورت گردپوش، 500 سے زائد صفحات، قیمت 450 روپے

مکتبہ القریش ○ اردو بازار لاہور

Marfat.com